TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

TEXT LIGHT WITHIN THE BOOK ONLY

سلسلہ ثانی گیارھویں جلد

فسانہ لندن

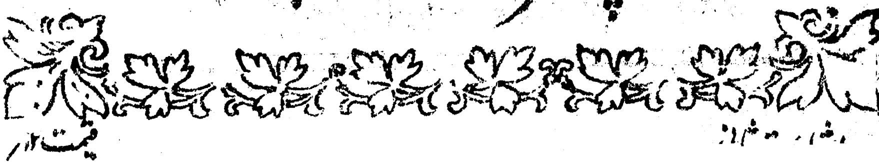
ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس







پبلشرز
لال برادرس

مترجم
تیرتھ رام فیروزپوری

پارسنز روڈ نولکھا لاہور

قیمت ۱۲/

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہ ۷ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے ۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائشی فرودگاہیں موجود ہیں ۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے ۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے ۔ کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے ۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے ۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا ۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا ۔ غضب کا دلفریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے ۔

نیکی اور بدی ۔ گناہ اور پاکبازی ۔ افلاس و تمول کے بیشمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں ۔

اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے ۔ ہو بہو لفظ بہ لفظ اصل عبارت کے مطابق ہے مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا ۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں ۔

ضخامت ۲۳۰۰ صفحوں سے زیادہ ۔ قیمت ۵ محصول ڈاک الگ ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں ۔ حصہ اول کی قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ ر علاوہ محصول ڈاک ہے

لال بہادر سنز ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سلسلۂ ثانی

گیارھویں جلد

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۲ع

لال برادرس

۷ - پارسنز روڈ - نولکھا لاہور

راج پبلشنگ پریس لاہور میں باہتمام لالہ ویش راج پرنٹر چھپا

اشاعت ثانی

قیمت ۱۲ر

فہرست مطالب

سلسلۂ ثانی

فسانۂ لندن

گیارھویں جلد

باب ۱۰۲ فرینک کرٹس کا مکان

ہمارے ناظرین اس داستان کے پر مذاق ایکٹر فرینک کرٹس کو ضرور یاد کرتے ہوں گے جس کا ذکر اب ایک عرصے سے نہیں آیا۔ اس لئے آئیے ہم ذرا ان ذات شریف کی حالت معلوم کریں۔ جو اب تک اپنی قابل قدر بیوی اور جگری دوست کپتان ولینڈریس کی صحبت میں بیکر سٹریٹ والے مکان کے اندر فارق کے ملازموں سے محفوظ ہو کر محصور قلعہ کی فوج کی سی حیثیت بنائے بیٹھے تھے۔

کپتان ولینڈریس اب تک اس مختصر قلعہ نشین فوج کا کمان افسر تھا۔ اور دشمن کی روک تھام کے لئے جس قدر فوجی چالوں یا ترکیبوں کو عمل میں لانے کی ضرورت ہوتی۔ وہ سب اسی کے زیر نگرانی کام میں لائی جاتی تھیں۔ مکان کا صدر دروازہ ہمیشہ اندر سے بند اور مقفل رہتا تھا۔ اور جب کبھی اس پر دستک کی آواز سنائی دیتی۔ جان جینی اس گھر کا خادم پہلے اوپر سے جھانک کر یہ معلوم کر لیتا تھا کہ دستک دینے والا کون ہے جب کبھی کسی شخص کو سامان لانے کے لئے مکان سے باہر جانا ہوتا۔ تو کپتان دروازہ کے قریب باورچی خانہ کا مضبوط دستہ ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو جاتا۔ اور ایسی بھیانک صورت بنا لیا کرتا تا کہ فارق کے ملازم جو آس پاس بھیس بدلے

پھر اگر تھے تھے وہ اس جنگجو شخص کے سامنے آنے کی ہمت نہ کر سکتے۔

چنانچہ یہی منصوبہ ہو رہا تھا۔ اپنا اپنا سامان ہر مکان کے اندر ایک رسی میں باندھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔ گویا ان چیزوں کی خرید کے لئے مکان کا دروازہ کھولنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تھی۔ لیکن اس کی طرف سے وہ سب ہمیشہ محتاط رہتے۔ کچھ چیزوں کی قیمت پہلے وصول کر لی جائے۔ چندہ اور پیپر بیچا جاتے والے لڑکوں کے لئے یہ انتظام کر دیا گیا تھا کہ دروازہ بدستور بند رہتا۔ اور وہ اپنے برتن دروازہ میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے رخنہ کے ذریعہ اندر داخل کر دیتے۔ لیکن یہ دونوں بھی نقد خرید و فروخت کے اصول کے پابند تھے۔ اور اپنے پیسے روز کے روز وصول کر کے لے جاتے تھے۔

کپتان اولمنڈ اس واقعات کی موجودہ حالت سے بہت خوش تھا۔ کیونکہ ایسی باتیں اس کی مرضی کے عین مطابق تھیں۔ اُسے اس بات کی ذرا پروا نہ تھی کہ ہمسایوں کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے۔ یا وہ کسی طرح کی شکایت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کسی کی رائے پر توجہ دینے کا عادی ہی نہ تھا۔ جب سے اس نے اس مکان میں قدم رکھا یہاں ہر وقت ایک ہنگامہ سا بپا رہتا تھا۔ ہر لمحہ نوکروں کو احکام پر احکام صادر ہوتے۔ اور دن میں کم و بیش بارہ مرتبہ وہ خود بندوق سے مسلح ہو کر مکان کے مختلف حصوں میں گشت لگانے جاتا۔ مبادا فریق امین کے آدمی کسی غیر محفوظ راستے سے اندر گھس آئیں۔ ایک اور تجویز جو کپتان کو اس سلسلہ میں سوجھی وہ یہ تھی۔ کہ گھر کے سب آدمیوں کو جن میں نوکر۔ خادمائیں اور مسز کرٹس کے پانچوں بچے بھی شامل تھے روزانہ ایک گھنٹہ مکان کے صحن میں فوجی قواعد کرائی جائے۔ کہتا تھا قلعہ نشین فوج کی مضبوطی اور حفاظت کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ وہ تو مسز کرٹس نے بڑی منت سماجت سے کپتان کو یہ تجویز عمل میں لانے سے باز رکھا۔ ورنہ اس کا ارادہ پختہ ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود اس نے جان چینی خادم کے لئے یہ حکم قطعی طور پر نافذ کر دیا۔ کہ وہ صحن کے اندر ایک مچان بنا کر صبح کو اور دن میں ہر وقت ایسے موقعوں پر جب ملازموں کو خانگی کاروبار کے لئے عقبی دروازہ کھولنا پڑتا تھا۔ سنتری کی طرح اس پر چڑھ کر بیٹھا رہے۔ اس غریب نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ تو کپتان نے بہت سی غلیظ گالیاں دے کر اسے دھمکی دی۔ کہ میں تم پر کورٹ مارشل کر دونگا۔ بیچارے نے مودبانہ طریق پر درخواست کی۔ کہ میری تنخواہ ادا کر کے مجھے رخصت کر دیا جائے۔ وہاں

پر چونکا اور جنگجو افسر نے کہا "اس گستاخی کے لئے ایسے موقعوں پہ فوجی قانون کی رو سے سزائے تازیانہ مقرر ہے۔ اور وہ یقیناً اُن کو یہ سزا دیتا۔ اگر باورچن اس کی منت سماجت کر کے باز نہ رکھتی کیونکہ باورچن کا جان سے پیارا بیٹا تھا۔

مسز کرٹش اب کپتان موصوف کو بہت پسند کرنے لگی تھی۔ اور اس کی طرف سے پوری اجازت تھی۔ کہ جس طرح اس کے جی میں آئے کرے۔ کہا کرتی تھی "میں نے ایسا با اخلاق شریف دلیر اور بذلہ سنج آدمی عمر بھر میں نہیں دیکھا۔" چنانچہ اُسے جلدی ہی محسوس ہونے لگا۔ کہ کپتان کی بے شمار صفات کے مقابلہ میں میرے شوہر کی تو کچھ بھی ہستی نہیں۔ جب کبھی مسز کرٹس افسردگی محسوس کرتی۔ تو کپتان فوراً اس کا علاج تجویز کر دیتا۔ صبح کا وقت ہو۔ تو کہا کرتا "لو! یسوع کی قسم۔ آپ کا ایسی حالت میں افسردہ ہونا تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ دشمن نے سخت گہری ٹکر کھائی ہے۔ میری رائے میں تم ایک مٹن چاپ کھا کر پورٹ وائن کا گلاس پی لو۔ تو طبیعت سنبھل جائے گی۔" یہ تجویز پیش کرنے کے ساتھ ہی وہ زور سے گھنٹی بجاتا۔ اور نوکر کو یہ چیز لانے کا حکم دیتا۔ یعنی ایک اپنے اور فرینک کے لئے بھی تاکہ دونوں مسز کرٹس کے ساتھ شریک طعام ہو سکیں۔ اور اگر شام کا وقت ہو۔ تو اس موقعہ پر مسز کرٹس کی افسردگی دور کرنے کے لئے وہ پوتین کے چند قطرے تجویز کرتا جسے قدیم آئرش طریق پر تیار کیا گیا ہو اور یہ کہتا ہوا کہ "میں اسے آپ کے لئے بہت ہلکا کر دونگا۔" وہ مسز کرٹس کے روبرو وسکی کا اتنا تیز مرکب پیش کرتا۔ کہ گلاس کو ہونٹوں کے قریب لے جانے کے ساتھ ہی اس خاتون کی آنکھوں سے پانی بہنے لگتا۔ گاہ بگاہ کپتان بچوں کی تفریح کا کام بھی اپنے ذمے لیتا۔ اور ایسے موقعوں پر خود چوپایہ بن کر گھوڑے کی طرح دوڑنے لگتا۔ اور بچوں سے کہتا۔ "تم مجھ پر سوار ہو جاؤ۔" پھر کچھ تو اس کی زوردار آوازیں۔ نعرے اور ہنسی کے باعث اور کچھ بچوں کے پیٹھ سے گر جانے کے بعد جو چیخ پکار ہوتی تھی۔ اس سے ایسا طوفان بے تمیزی بپا ہوتا۔ کہ ہمسایہ کے لوگ پریشان ہو جاتے۔ لیکن کپتان کی ان توجہات کے باعث جو وہ مسز کرٹس اور اس کے بچوں کی طرف دیا کرتا تھا۔ فرینک کی بیوی اُسے قدر کی نظر سے دیکھنے لگی تھی۔ اور یہ اس کا مقبول نظر بن چکا تھا۔ سر کرسٹو فر بلنٹ سے پانسو پونڈ کی رقم وہ جس اُستادی سے لایا۔ اس نے مسز کرٹس کے دل پر خاص اثر کیا۔ وہ اسے حکمت عملی اور مردانگی کی قابل تعریف چال سمجھتی تھی۔ پھر قرق امین کے ملازموں کو مکان میں داخل ہونے

سے روکنے کے معاملہ میں اس نے جو تدبیریں اختیار کیں۔ اور ان میں جہاں تک کامیابی حاصل کی اس کی وجہ سے بارہا مسز کرٹس کو کہنا پڑا۔ کہ "اگر کپتان او بلنڈربس معرکہ واٹرلو میں اتحادی فوج کے کمان افسر ہوتے۔ تو فرانسیسی فوج کے دھوئیں نصف گھنٹہ کے عرصہ میں ہی بکھیر دیتے۔"

لیکن مسز کرٹس کا کپتان او بلنڈربس کی نسبت کچھ بھی خیال ہو۔ بہرحال گھر کی خادمائیں اپنی موجودہ حالت سے بالکل مطمئن نہ تھیں۔ وہ چاہتی تھیں جسقدر جلد ممکن ہو۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کریں۔ مگر کپتان او بلنڈربس کا اس درجہ خوف لگا رہتا تھا۔ کہ کسی کو حرف شکایت زبان پہ لانے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ان کے لئے ایک وجہ اطمینان بھی موجود پاتی تھیں اور وہ یہ کہ سر کرسٹوفر کے پانسو پونڈ کی بدولت انہیں مکان کے اندر "محصور فوج" کی حیثیت میں رہتے ہوئے کھانے پینے کی سبھی آسائشیں حاصل تھیں۔ باورچی خانہ میں ہر قسم کے الوان نعمت جمع رہتے تھے۔ اور شراب اور پورٹ وائن کا ذخیرہ تو کبھی ختم ہی نہ ہوتا تھا خود کپتان کہا کرتا تھا کہ "لڑائی کو کامیاب خاتمہ تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اصیل مرغ کی طرح تیار رہیں۔"

ہم اشارۃً بیان کر چکے ہیں کہ بکر سٹریٹ کا مکان جس میں یہ سب رہتے تھے۔ ہمسایوں کے لئے سخت تکلیف کا موجب تھا۔ اور ایسا ہونا تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ وہ تمام شور و غل جو عصبی مزاج کی عمر رسیدہ عورتوں اور مبتلائے نقرس مردوں کو پریشان کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے اس مکان میں پیدا ہوتا تھا۔ دن نکلنے کے ساتھ ہی کپتان او بلنڈربس اپنی خوابگاہ کی کھڑکی جو مکان کے عقبی حصہ میں واقع تھی۔ اس زور سے کھولتا۔ کہ لوگ سمجھتے یہ شخص پاگل ہو گیا ہے۔ اور پھر شب خوابی کی سفید ٹوپی اوڑھے وہ اس کھڑکی سے باہر کی طرف جھانک کر زور سے پکارتا "جان! جان! ہتھیار باندھ لو" ایسا کرنے سے اس کا مقصد دوگونہ ہوتا تھا۔ ایک یہ کہ جان کو بیدار کرنے کے لئے اس کے کمرہ تک جانا نہیں پڑتا تھا۔ دوسرے قارن کے ملازم جو مکان کے آس پاس ہی پھرا کرتے تھے۔ وہ اس آواز کو سن کر سمجھ لیتے کہ گھر والے چوکنے ہیں۔ کپتان کی آواز پا کر جان ایک اور کھڑکی سے سر نکالتا۔ اور کپتان کو جواب دیتا۔ جس کے چند منٹ بعد صحن کا دروازہ تعدی سے کھلتا اور جان دستہ کندھے پہ رکھے سنگین بردار سنتری کیطرح اس مچان پہ بیٹھ جاتا جو دشمن

کی جاسوسی کے لئے عمل میں بنائی گئی تھی۔ کم و بیش ایک گھنٹہ بالکل خاموش رہتی۔ اور اس اثنا میں کپتان تھوڑی سی نیند اور لے لیتا۔ اتنے میں پھر کھڑکی کھلتی۔ پھر کپتان کا سر نمودار ہوتا۔ اور اب کی مرتبہ وہ زور سے آواز دیتا۔ جان گرم پانی لاؤ۔ اس کی یہ آوازیں اتنی بلند ہوتی تھیں کہ ان کی گونج سارے محلہ میں سنائی دیتی تھی۔

ان پر وحشت آوازوں اور شور و غل نے ہمسایوں کو اتنا تنگ کر دیا۔ کہ انھوں نے مالکان مکان کو اطلاع دے دی۔ ہم ہفتہ عشرہ میں مکان چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ وجہ یہ تھی کہ اس گھر میں یہ ہنگامہ صرف صبح ہی کو برپا نہ ہوتا تھا۔ بلکہ دن بھر اور بعض اوقات رات کو بھی قائم رہتا تھا۔ کبھی کبھی کپتان جوش میں آ کر صحن مکان میں پستول چلانے لگتا۔ یا فرنیک کرٹس سے شمشیر زنی کا مقابلہ شروع کر دیتا۔ اگرچہ دونوں تلواروں کی بجائے باورچی خانے کے ریپٹے ہاتھ میں لے لیتے تھے۔ جن کے بجنے سے نہایت خوفناک آوازیں پیدا ہوتی تھیں۔ بچوں کے کمرہ میں الگ شور و غل مچا رہتا تھا۔ کبھی کبھی کپتان اولبنڈ ٹریس شمست ہو کر کھڑکیوں میں نمودار ہو کر ان لوگوں کو نہایت غلیظ گالیاں دینے لگتا۔ جو پاس سے گذر رہے ہوں۔ اور جنہیں وہ اپنے نزدیک فارق کے مارم سمجھ لے۔ اس کے منہ سے اس قسم کی بے نقط گالیاں سن کر لوگ اسے دیوانہ سمجھ کر مکان کے باہر بڑی تعداد میں جمع ہو جاتے۔ اور انھیں مخاطب کر کے ڈولبنڈ ٹریس اس شرارت سے تقریر شروع کر دیتا۔ گویا وہ آیندہ انتخاب پارلیمنٹ کا امیدوار ہے اور اس موقعہ پر تقریر کر رہا ہے۔ ایک پادری صاحب نے جنگجو افسر کو غلیظ گوئی سے باز رہنے کی فہمائش کی۔ ادھر سے بھی جواب ملا۔ لیکن جب دیرتک تو تو میں میں سے یہ جھگڑا رفع نہ ہوا۔ تو فرنیک کرٹس نے کپتان کی مدد کے لئے آ کر کھڑکی سے پانی کی بھری ہوئی صراحی ان پادری صاحب کے سر پر انڈیل دی خس کم جہاں پاک۔

لیکن ان ساری تکالیف سے قطع نظر بڑی مصیبت ہمسایوں کے لئے یہ تھی کہ انہیں رات کو بھی آرام کا موقعہ نہ ملتا تھا جس وقت یہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے رات کے گیارہ بجے کے قریب آرام کے لئے چارپائی پر لیٹتے۔ تو فرنیک کرٹس شراب پی کر بدمست ہو جاتا اور اگرچہ کپتان اولبنڈ ٹریس میں قدرت نے یہ تاثیر رکھی تھی کہ وہ خواہ کتنی بھی شراب پی لے مدہوش نہ ہوتا تھا۔ تاہم بوتل کے زیر اثر وہ بھی معمول سے زیادہ شور و غل مچانے لگتا تھا چنانچہ رات کے گیارہ بارہ بجے سے اس مکان کی کھڑکیوں سے قہقہے۔ خوشی کے نعرے

اہ ہستی کی آوازیں اس زور کی سنائی دیتیں۔ کہ آس پاس کے لوگوں کے لئے آنکھ بند کرنا ناممکن ہو جاتا۔ یہ شور دم بدم گھٹنے کی بجائے اور زیادہ تیز ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جس وقت صبح کاذب کا وقت قریب آتا تو وہ ناقابل برداشت ہوجاتا۔ اس وقت کپتان اور اس کا دوست کرٹس دیوانوں کی طرح نعرے لگاتے تھے۔ اور شور وغل مچاتے صحن مکان میں دوڑنے لگتے۔ اور ان کی آوازیں سنکر محلے کے لوگ اس طرح چونک اٹھتے۔ کہ کوئی جانے سارے محلہ میں آگ لگ گئی ہے۔ فرینک اور راولینڈ ریس درحقیقت یہ حرکات اسی لئے کیا کرتے تھے۔ کہ قرق امین کے آدمیوں کو معلوم ہے۔ ہم بیدار ہیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس بارہ میں ان کا منشا امید سے بڑھ کر پورا ہوجاتا تھا۔ کیونکہ ان کی بیداری کی خبر نہ صرف خفیہ ملازمان قارق کے کانوں تک پہنچتی بلکہ سارے ہمسایوں کو ہوجاتی تھی۔

غرض ان حالات کی بدولت مسٹر کرٹس کا مکان جو مسٹر گولڈ بری کی سکونت کے ایام میں بڑا پر امن اور پر سکوت تھا۔ شور وغل اور طوفان بے تمیزی کا گھر بن گیا۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیڈلم اپنے بدترین ایام میں بھی یہاں واقع ہوتا۔ تو اس کا شور وغل اس سے زیادہ نہ ہوسکتا تھا۔

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ جب کپتان راولینڈ ریس اول مرتبہ اس مکان میں سکونت پذیر ہوا۔ تو اس کی تجویز یہ تھی۔ کہ مسٹر اور مسز کرٹس بچوں سمیت کسی دن اتوار کی رات کو مکان سے رخصت ہوجائیں۔ اور ان کے بعد وہ گھر کا سارا اسباب دوشنبہ کی صبح کو فروخت کردے۔ لیکن چونکہ قارق کے ملازم گرسنہ بلی کی طرح ہر وقت مکان کے آس پاس پھرتے رہتے تھے۔ اس لئے اس تجویز کو پہلے ایک ہفتہ کے لئے۔ اور اس کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے ہفتہ پر ملتوی کردیا گیا۔ کپتان نے اب آخرکار یہ ارادہ کرلیا تھا۔ کہ محاصرہ کا مقابلہ اسوقت تک برقرار رکھا جائے۔ جبتک کہ قرضخواہ ملازمان قرق امین کو ان کا معاوضہ ادا کرتے کرتے تنگ آجائیں۔ اور انہیں واپس بلالیں۔ اور چونکہ اس اثنا میں حالات جنگ کو مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنے کے لئے سر کرسٹوفر ابنٹ سے پانسو پونڈ کی امداد مل گئی تھی۔ اس لئے یہ ارادہ اور بھی مصمم ہوگیا۔

اس کے بعد جب کپتان قابل قدر نائٹ کی خدمت میں کچھ اور روپیہ کی وصولی کی غرض سے حاضر ہوا۔ اور اپنے ساتھ فرینک کرٹس کو برائے نام ہنڈی لیتا گیا۔ تو اس کی وجہ

یہ نہ تھی۔ کہ سابقہ روپیہ ختم ہو چکا تھا۔ بلکہ محض یہ کہ اول تو خود اوطبیعت لیڈی الیسی یا تو ان کو پسند
کرتا تھا۔ دوسرے اس نے سوچا کہ ضرورت کے لئے پیش بندی کر رکھو۔ تو شاید یہ کہ جب
اسے وہاں سے مایوس ہو کر واپس آنا پڑا۔ تو بہت جتنی تمام فکر اور غصہ محسوس ہو رہا تھا اس
کا اندازہ ہمارے ناظرین خود کر سکتے ہیں۔ اس کا خیال یہ تھا۔ کہ گاڑی کے اندر سے سر کرسٹوفر
بلنٹ نے ہی تو مار کر مجھے فرش زمین پر گرایا ہے۔ اس لئے جنگجو کپتان نے اپنے دل میں
عہد کر لیا۔ کہ میں ضرور اس سے بدلہ لے کے رہوں گا۔ پتھر کے فرش پر گرنے سے
اسے سخت چوٹیں آئیں۔ لیکن وہ ڈھیٹوں کی طرح کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور
قریب ترین شراب خانہ میں طبیعت کو سرد کرنے کے لئے پورٹ کا ایک گلاس پیا۔ بعد ازاں
جب اسکی طبیعت ذرا سکون پذیر ہو گئی۔ تو واقعہ پیش آمدہ پر غور کر کے اس نے یہی بہتر سمجھا
کہ اس بدسلوکی اور اپنے ہتک کا ذکر بیکر سٹریٹ میں واپس جا کر فریڈرک کرٹس اور اسکی
بیوی سے نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے وہ [illegible] میں۔ جس سے مراد مسٹر کرٹس
کے مکان سے ہے۔ واپس آیا۔ اور چونکہ ان اوقات میں جب اس قسم کے لوگ جیسے
یا اس سے داخل ہونے لگے۔ ان میں سے کسی کو پاس آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس
لئے وہ بسا اوقات اندر پہنچ گیا۔ مسٹر اور مسز کرٹس سے اس نے یہ بیان کر دیا۔ کہ سر کرسٹوفر
بلنٹ شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔ اور ابھی ہفتہ عشرہ تک واپس نہ آئیگا۔ لیکن اس واقعہ کے
دو ہی دن بعد سر کرسٹوفر بلنٹ۔ اور ڈاکٹر لیسلی کے حیرت خیز واقعات صدر مقام میں
ہر فرد بشر کی زبان پر مشہور ہو گئے۔ چنانچہ جب صبح کے اخبارات بیکر سٹریٹ کے اس مکان میں
پہنچے۔ تو ان واقعات کی ساری کیفیت صبح کے کھانے کی میز پر خود فریڈرک کرٹس نے آواز بلند
پڑھ کر سنائی۔ اس کیفیت سے ظاہر ہو گیا۔ کہ سر کرسٹوفر بلنٹ اس شب جب کپتان اس سے
ملنے گیا۔ نہ صرف باہر نہیں گیا ہوا تھا۔ بلکہ خاص لندن میں موجود تھا۔ یہ کیفیت سنکر جنگجو کپتان نے مضحکہ خیز
طریق پر سخت جوش کا اظہار کیا۔ اور بہت سی قسمیں کھا کر کہنے لگا۔ "اس بدذات نے مجھے جنگ
بیلنگ کے محل [illegible] کر گیا ہوا۔ میں اس ناواجب طرز عمل کا ضرور بدلہ لوں گا۔" مگر اپنے دل
میں اس نے پہلے ہی سے اس بات کا عہد کر لیا تھا۔ کہ اب میں نائٹ کے مکان واقع جرمن سٹریٹ
کا رخ نہ کروں گا۔ کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا۔ کہ سر کرسٹوفر نہ دھمکی اور نہ خوشامد سے زائد روپیہ
دینے پر آمادہ ہے۔ اس کے علاوہ اب چونکہ نائٹ کو آنریری مجسٹریٹ کا عہدہ مل چکا تھا

اس لئے کپتان نے یہ بھی سمجھا۔ کہ اس کے مکان پر جاکر ہنگامہ پیدا کرنا یا زدوکوب تک نوبت پہنچانا۔ دوراندیشی سے بعید ہوگا۔ چنانچہ وہ بعد میں مختلف عذرات پیش کرکے مکان پر آیا پھیر ارہا۔ اور چونکہ خرچ کے لئے روپیہ وافر موجود تہا۔ اس لئے کسی نے اسے سرکیسنتھ بلنٹ کے ہاں جانے کی زوردار تحریک بھی نہ کی۔

ہمارے ناظرین بھولے نہ ہونگے۔ کہ جب فرنٹ ایب کے دونوں ملازم مسٹر میک گریب اور پراگس مسٹر فرنیک۔ کرٹس کو گرفتار کرنے بیکر سٹریٹ والے مکان میں پہنچے۔ تو کپتان اور ملنڈربس نے انہیں سخت زدوکوب کی تہی۔ چونکہ ایسے اہلکاروں کو اپنی عزت کا بہت پاس ہوتا ہے۔ اور وہ ہر شخص پر اپنا رعب قائم رکہنا عہدہ کی شان سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بھی اس بات کا عہد کرلیا تہا۔ کہ جس طرح ممکن ہو۔ آخرکار مسٹر کرٹس کو گرفتار ضرور کیا جائے۔ ورنہ ہماری آبرو خاک میں مل جائے گی۔ ان کے پاس نہ صرف مسٹر بیونگ کی طرف سے مسٹر کرٹس کی گرفتاری کا وارنٹ بلکہ مسٹر کرٹس کے ترضخواہوں میں سے ایک کیطرف سے مکان کے فرنیچر کی قرقی کا پروانہ بھی موجود تہا۔ اور ان دونوں کاغذوں کو ساتہ لئے وہ مکان کے اندر داخل ہونے کی نت نئی ترکیبیں سوچا کرتے تہے۔

انہوں نے مکان میں جانے کے بیشمار طریقے۔ جن میں سے کئی نہایت مضحکہ خیز تہے۔ سوچے چنانچہ ایک بار مسٹر پراگس نے ایک بڑ قصاب کا بھیس بدل لیا۔ اور سر پر ایک ٹوکرے میں گوشت کی ایک دو رانیں لگاکر مکان کے دروازہ پر زور کی دستک دیتے ہوئے آواز دی گوشت والا۔ اور اس آواز میں قصابوں کی بولی کو پوری طرح ملحوظ رکہا۔ مگر دروازہ کہلنے سے پہلے بالائی نشست گاہ کی کہڑکی کہلی۔ اور مسٹر خوار ملنڈربس نے جس کا چہرہ فیل مرغ کی طرح سرخ تہا۔ سر نکال کر پراگس کو پہچانتے ہی اتنی گالیاں دیں کہ غریب کو بحال پریشان واپس ہٹ جانا پڑا۔ ایک اور موقعہ پر مسٹر میک گریب نے ڈاکیہ کا بھیس بدل لیا اور تیزی سے چلتا ہوا محصور مکان کے دروازہ پر گیا۔ وہاں اس نے زور کی دستک دیکر اپنے ہاتہ میں لی ہوئی چٹھیوں کو تیزی سے الٹ پلٹ کرنا شروع کردیا۔ جیسا کہ چٹھی رسان عموماً کیا کرتے ہیں۔ مگر اب کی مرتبہ جان نے صحن میں بنی ہوئی مچان سے گردن نیچی کرکے اسے پہچان لیا۔ اور محاصرین کی یہ چال بھی ناکام رہی۔ اس سے اگلے دن آتشدان صاف کرنے والے دو آدمی محلہ میں نمودار ہوئے۔ جن کی رنگت رات کی تاریکی کی طرح سیاہ تہی اور ان کی صورت دیکہکر گمان ہوتا تہا۔ کہ انہوں نے عمر بہر نہ پانی اور صابون کی صورت

نہیں دیکھی۔ اور وہ نہ صرف آتشدانوں کو صاف کرتے ہیں۔ بلکہ انہی میں رہتے اور کھاتے پیتے بھی رہتے ہیں۔ لیکن جب وہ مخصوص مکان کے دروازہ پر پہنچے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ کہ کپتان اور فریڈ رنیک کرٹس انہیں پہچان کر منہ چڑا رہے ہیں۔ غرض ان کی یہ چال بھی کامیاب نہ ہوئی۔

اس طرح ہر ایک کوشش میں ناکام رہنے کے بعد انجام کار سٹر بیک گریب اور پراگس نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اب ہم جبراً مکان کے اندر داخل ہونگے چنانچہ وہ کرٹس کے مکان پر دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ اور جی میں سوچ لیا۔ کہ خواہ کچھ ہو دروازہ کھلتے ہی ضرور اندر داخل ہو جائیں گے۔ مگر جب وہ کھلا۔ اور انہوں نے اندر نگاہ کی۔ تو یہ دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہوگئے۔ کہ جنگجو کپتان ایک بھاری سا دستہ ہاتھ میں لئے اسے خوفناک طریق پر ہلا رہا ہے۔ اب کی مرتبہ بھی انہوں نے دلیری کی بجائے دور اندیشی پر عمل کرنا بہتر سمجھا۔ اور مکان میں داخل ہونے کی حماقت سے باز رہے۔ لیکن جب ان کے باقی ہم پیشہ دوستوں نے ان پر پھبتیاں اڑانی شروع کیں۔ اور فریق مخالف کے وکلا نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ لوگ فرق امین کو رشوت دیکر بچے رہتے ہیں۔ تو ان کا تحمل حد انتہا سے گذر گیا۔ اور رم شراب کے دو گلاس سامنے رکھکر انہوں نے اس بارہ میں مشورہ شروع کیا۔ کہ اس جنگ میں ہمیں کونسی چال اختیار کرنی چاہئے۔ جس سے کامیابی ہو۔ بہت کچھ بحث کے بعد آخر کار وہ جس فیصلہ پر پہنچے۔ وہ یہ تھا۔ کہ ہماری سابقہ چالیں چونکہ بالکل ناکام رہی ہیں اس لئے اب ہمیں چھاپہ مار کر "قلعہ" کو سر کرنا چاہئے۔

جس رات حبشی کو کارلٹن ہوس کا عجیب معاملہ پیش آیا اسی رات کو دس بجے کا وقت تھا۔ کہ بیکر سٹریٹ میں ذیل کے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

دسترخوان بڑھایا جا چکا تھا اور دم کی گرم پانی۔ شیشے کے گلاس وغیرہ متفرق اشیا میز پر چن دی گئی تھیں۔ جس کے قریب ڈیننگ مرکس۔ اس کی قابل قدر بیوی اور کپتان اور ملبڈرلس ایسے اطمینان کے ساتھ جو حالات پیش آمدہ میں ممکن سمجھا جا سکتا ہے بیٹھے تھے۔ ذکر کر کمرہ سے جاتے دیکھکر بیکا یک کپتان نے چلا کر کہا "ابے او جان کے بچے ٹھیر جا۔ تو نے یہ نہیں بتایا۔ کہ سارا رقبہ محفوظ ہے یا؟"

"جی ہاں" خادم نے عرض کیا۔
"اور باورچی خانے کی کھڑکیاں۔ مکان کا عقبی دروازہ۔ صحن کا دروازہ بڑی احتیاط سے بند کر دیا ہے؟"
"جی ہاں اور سارے مکان کی گشت بھی لگا چکا ہوں۔"
"اور کیوں جان قلعہ کے اندر سب چیزیں کافی مقدار میں موجود ہیں۔۔۔ اور سپوتین بھی بافراط ہے؟" اولیفنٹ لیس نے پوتین کے متعلق خصوصیت سے زور دے کر پوچھا۔
"جی ہاں سب چیز کافی مقدار میں موجود ہے۔ آج رات باہر جانے کی ضرورت نہ ہوگی۔"
جنگجو کپتان نے کہا "بہت اچھا۔۔۔ جان!"
"جی حضور"
"تم بھی وسکی کا ایک گلاس پی لو۔ اور دیکھو رات کو سوتے وقت سرہانے رکھ لیا کرو۔ ریوالور کی قسم۔ ہمیں ہر وقت دشمن کا مقابلہ کرنے کو مسلح رہنا چاہئے۔"
جان نے کہا "میں آپ کے احکام کی پوری طرح تعمیل کروں گا۔" اور پھر شراب کا ایک گلاس پی کر وہ کمرہ سے چلا گیا۔
کپتان نے اپنی کرسی فرنیک کرش کے قریب سرکالی اور کہنے لگا "اب ہمیں مطمئن ہو کر بیٹھنا چاہئے۔ کیوں! ہم آج رات تو آپ کا مزاج افسردہ نہیں ہے!"
"نہیں کپتان صاحب میں شکریہ ادا کرتی ہوں" مسز کرش نے تاسف آمیز لہجہ سے جواب دیا "طبیعت میں ذرا اضطراب تو ہے۔ مگر اسے ان عجیب حالات میں جن میں ہماری زندگی بسر ہو رہی ہے۔ ایک قدرتی بات سمجھا جا سکتا ہے۔"
"عجیب!" کپتان نے حیرت زدہ ہو کر کہا "ہم ہماری زندگی تو نہایت شاندار ہے۔"
"شاندار بھی ایک ہی کہی" فرنیک گنگو پر حملے کرنے لگا "کاش وہ میلا دوست مارکوئیس آف سوئرڈ آج بھی یہاں آ جائے۔ خدا قسم پھر ہم بڑے مزے سے ہوتے!"
کپتان نے اس فقرہ پر توجہ نہ دیتے ہوئے وسکی کی بوتل اٹھا کر مسز کرش سے مخاطب ہوتے ہوئے انداز ترغیب سے کہا "ہم آپ کی اجازت سے۔۔۔!"

"نہ کپتان صاحب ۔ میری طبیعت ۔ میری طبیعت ۔ ۔ ۔ خیر آپ اصرار کرتے ہیں ۔ تو یونہی ذرا ۔ ۔ ۔ ذرا سا قطرہ دے دیجئے" مسز کرٹس نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

اولمنڈ لیس کہنے لگا "میڈم میں بالکل ذرا ۔ ۔ ۔ ذرا ۔ ۔ ۔ ذرا سا قطرہ پیش کروں گا اور وہ بھی اتنا کمزور کہ ایک ماہ کا بچہ پی لے ۔ اور کمرہ میں چلتے وقت اس کی چال میں لغزش پیدا نہ ہو"

اولمنڈ لیس کی گفتگو سے ایسا معلوم ہوتا تھا ۔ کہ بچوں کی خصوصیات جسمانی کے متعلق اسکی واقفیت نہایت مبہم اور محدود ہے ۔ پھر اس نے ایک بڑے گلاس میں شراب اور پانی کی مساوی مقدار ملا کر اسے پیش کرتے ہوئے کہا "لیجئے حاضر ہے اور اگر یہ صنف نازک کے لئے سب سے موزوں گلاس ثابت ہو ۔ تو آئندہ مجھے اولمنڈ لیس نہیں ولمنڈ لیس کہئے گا"

مسز کرٹس نے پھر مسکراہٹ کے آثار پیدا کر لئے ۔ اور بولی "کپتان صاحب میں آپکی عنایات کی ممنون ہوں"

کپتان نے میز کے نیچے اپنا پاؤں مسز کرٹس کے پاؤں کے قریب رکھکر اسے آہستگی سے دبایا ۔ اور اس کے جوابی دباؤ سے یہ معلوم کر کے کہ ادھر سے بھی اظہار محبت ہو رہا ہے اور میری حرکت ناگوار نہیں گذری کہا "لم شکریہ تو مجھے آپ کا ادا کرنا چاہئے ۔ ہمیشہ مرد خواتین کا شکریہ ادا کیا کرتے ہیں"

سادہ لوح فرنیک کو اس کا مطلق علم نہیں تھا ۔ کہ میز کے نیچے کیا کارروائی ہو رہی ہے گفتگو اسی انداز سے جاری رہی ۔ اور کپتان اور فرنیک اپنی اپنی لغو بیانیوں اور دروغ بافیوں میں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے ۔ ادھر میز کے نیچے جنگجو کپتان اور مسز کرٹس کے درمیان اظہار محبت کی علامات بھی گرمجوشی کے ساتھ بڑھتی گئی ۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسز کرٹس کی طبیعت اب کی مرتبہ معمول سے زیادہ افسردہ ہے ۔ کیونکہ اگرچہ وہ کپتان کے لطیفوں اور حیرت انگیز کہانیوں کو سن سنکر بہت ہنستی تھی پھر بھی بار بار یہ شکایت کرتی تھی ۔ کہ آج طبیعت منتشر ہے جس کا علاج کپتان کی طرف سے پورٹ کا ایک اور گلاس تجویز ہوتا ۔ آخر جب رات

کے بارہ بجے اور وہ اٹھ کر اپنے کمرہ کی طرف جانے لگی۔ تو اس نے معلوم کیا۔ کہ شراب کے تین گلاسوں نے جو اس نے کپتان کے اصرار سے پی لئے تھے۔ نشے سے چال میں لڑکھڑاہٹ پیدا کر دی ہے۔ یہ دیکھ کر کپتان اپنی نشست سے اٹھ کر اس کی خوابگاہ کا دروازہ کھولنے گیا۔ اور اس موقعہ پر شب بخیر کہتے ہوئے مسز گرلش نے اس کا ہاتھ اس انداز سے دبایا جس کے متعلق ناول نویس کہا کرتے ہیں۔ کہ عورت کی اس ایک حرکت میں بے پایاں دفتر معانی پوشیدہ ہوتا ہے۔

واپس آ کر کپتان نے کہا" یار کرٹس۔ مقدس دسینے کی قسم۔ تمہاری بیوی ایک جوہر بے بہا ہے۔ اتنی حلیم ... اور اتنی ملنسار۔ اور مزا یہ کہ یوں تین پیتے وقت کیا مجال کوئی بے جا ناز کرتی ہو۔ بخدا وہ کسی شریف گھرانے کا زیور کہلانے کی مستحق ہے۔ آؤ ہم اس کی صحت کا ایک جام پئیں۔

فرینک جو اپنے نشہ میں غرق نظر آتا تھا۔ بولا" شوق سے۔ مگر کپتان میری طبیعت اس زندگی سے بیزار ہونے لگی ہے۔ کسی نہ کسی طرح اس مصیبت کا خاتمہ ہونا چاہئے"

کپتان بھی آج معمول سے زیادہ مست تھا۔ یہاں تک کہ بیکر سٹریٹ میں سکونت اختیار کرنے کے دن سے اب تک وہ کبھی اتنا مدہوش نہیں ہوا تھا۔ بولا" طاقتوں کی قسم۔ فرینک میں خود تم سے یہی بات کہنے کو تھا۔"

"مگر سوال یہ ہے کہ کیا کرنا چاہئے؟" کرٹس نے ہچکی لیتے ہوئے پوچھا۔

"کرنا کیا چاہئے؟" اولنسڈریس نے اپنے دوست کے لفظوں کو دہرا کر کہا۔ "میری صلاح میں تم کل فرانس کو چلے جاؤ۔ اور اس مکان کا انتظام میرے ذمہ رہنے دو۔ میں اس کی ہر ایک چیز کسی دلال کے ذریعہ فروخت کر کے تمہاری بیوی کو اور روپیہ کو ایسی حفاظت کے ساتھ وہیں لے آؤں گا۔ کہ یا وہ سب میرے ساتھ ہوں گے"

فرینک نے اپنا گلاس دوبارہ پر کرتے ہوئے کہا" کپتان میرا ارادہ یہاں سے تنہا جانے کا نہیں۔ لیکن جیسے ہی جب شراب کا نشہ ذرا اترتا ہے۔ تو ہم اس سوال پر غور کریں گے"

اولنسڈریس کہنے لگا" یسوع کی قسم۔ مجھے تو تم بالکل ٹھیک معلوم ہوتا" لیکن امر واقعہ یہ ہے۔ کہ ... اپنی نشست پر بیٹھا ہوا ... رہا تھا

اور باوجود بڑی کوشش کے اپنے آپ کو سنبھالنے سے قاصر نظر آتا تھا۔

اب رفتہ رفتہ گفتگو کم ہونے لگی۔ مگر شراب کا دور بدستور جاری رہا حتیٰ کہ فرنیک وسکی کی بوتل تک ہاتھ بڑھانے کی کوشش میں دھڑام سے فرش زمین پر گر پڑا۔ کپتان نے یہ حالت دیکھ کر زور کا قہقہہ لگایا۔ مگر جب وہ اپنے دوست کو اٹھانے کے لئے کھڑا ہوا۔ تو خود بھی لڑکھڑا کر اس کے اوپر گر پڑا۔ آخر بڑی جدوجہد کے بعد وہ سنبھلا۔ اور فرنیک کو فرش سے اٹھا کر صوفہ پر لٹا دیا۔ جہاں وہ شراب کے نشہ میں بالکل بے خبر ہو گیا۔ اب کپتان نے ایک شمع ہاتھ میں لی۔ اور لڑکھڑاتا ہوا کمرہ سے باہر چلا۔ ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا "طاقتوں کی قسم۔ اگر مجھے اس بات کا یقین نہ ہو ... کہ ... یعنی اگر یہ غیر ممکن نہ ہو ... کہ ... تو مجھے کہنا پڑے۔ کہ میں ... کہ ... آج اپنی عمر میں اول مرتبہ بیہوش ہو گیا ہوں"

مگر یہ ایک نتیجہ تھا۔ جسے اخذ کرنا کپتان کیلئے خطرناک ہوتا تھا۔ پس اس نے اس خیال کو ذہن سے دور کرنے اور اپنے آپ کو یہ یقین دلانے کے لئے کہ میں پوری طرح ہوش میں ہوں۔ شمع کی روشنی میں صدر دروازہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ جیسا سونے سے پیشتر وہ ہمیشہ کیا کرتا تھا۔

بدمست شرابیوں کی طرح پھٹی پھٹی آنکھوں سے دروازہ کو دیکھتے ہوئے وہ خود سے کہنے لگا "طاقتوں کی قسم! یہ ہمارا نوکر ... کہ ... جان بڑا ہوشیار آدمی ہے ... کہ ... مجھے اس کا پورا تجربہ ہو چکا ہے ... کہ ... یسوع کی قسم! دیکھو تو اس نے دروازہ میں دو زنجیریں لگا رکھی ہیں۔ اور اوپر نیچے دو دو کنڈیاں لگی ہیں۔ اور مقدس دیپنے کی قسم!" کپتان نے ذرا اور بلند آواز سے کہا۔ اور ساتھ ہی اس کے چہرہ پر دیوانوں کی طرح خوشی کے آثار نمودار ہو گئے۔ "اب یہ مکان ہر طرح محفوظ ہے کیونکہ ... کہ ... دروازے بھی دو دو لگے ہوئے ہیں"

اس عجیب دریافت سے بہت خوش ہو کر اور یہ سمجھ کر کہ میرے ہاتھ میں دو موم بتیاں ہیں۔ یہاں تک کہ ہر چیز کو ایک کی بجائے دو دیکھتے ہوئے جھکتا ہوا فرش ڈیوڑھی سے گذر کر زینہ پر چڑھنے لگا۔ جو آج اسے غیر معمولی طور پر عمودی ڈھلوان اور ناہموار نظر آتا تھا۔ ہر قدم

[illegible] شراب نوشی کے باعث ہچکی کی آواز۔ (مترجم)

پر شور کرتا ہوا آتا - اور ساتھ ساتھ اس "بے وقوف" کاریگر کو گالیاں دیتا۔ جس نے اس قسم کا زینہ تیار کیا۔ کپتان اور لینڈرلیس بصد خرابی پہلی منزل تک پہنچا۔ مگر وہاں اس کا پاؤں پھسلا - آدھا درجن شانے چت کمرے کے فرش پر گر پڑا - شمع بھی ہاتھ سے گر کر فوراً گل ہو گئی اور سر زور کی چوٹ لگنے سے اس طرح جھنا گیا کہ آنکھوں کے سامنے سیکڑوں شہاب ثاقب اڑتے ہوئے نظر آئے۔

"خون اور آفت کی قسم!" جنگجو افسر نے غصے میں بھر کر کہا "ضرور کوئی زوردار زلزلہ آیا ہے... یک... طاقتوں کی قسم! میں... ہک... حقیقت میں آج... ہک... بیہوش ہو گیا ہوں!"

وہ پھر اپنی جگہ سے اٹھا - اندھیرے میں ہی زینہ کو ٹٹولنے لگا۔ آخر کسی قدر تلاش کے بعد جب اسے زینہ کا سراغ مل گیا۔ تو اس نے پھر اوپر چڑھنا شروع کیا۔ مگر اس کا اسے مطلق علم نہ تھا۔ کہ میں سر کے بل چل رہا ہوں۔ یا پاؤں کے۔ صرف اتنا جانتا تھا۔ کہ کوئی مجھے زور سے چکر دے رہا ہے۔

لڑکھڑاتا ہوا زینہ پر قدم قدم چڑھتا۔ وہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا "کیتھان اور لینڈرلیس یہ تمہیں ہو۔ یا کوئی اور ہے؟ اگر تمہیں ہو... ہک... تو مجھے تمہاری طرف سے آج سخت ندامت اٹھانی پڑی ہے۔ اور مقدس وسپنے کی قسم! میں تمہاری... ہک... ایسی مرمت کروں گا۔ کہ بیٹا کیتھان... ہک... اور... ہک لینڈرلیس تم یاد ہی رکھو گے۔"

اس طرح کی باتیں کرتا۔ وہ بعد خرابی بصرہ دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ مگر وہاں جا کر حیران تھا۔ کہ اپنے کمرہ تک پہنچنے کے لئے کس طرف کو جانا چاہئے۔ صرف اتنا یاد تھا۔ کہ میرا کمرہ کہیں پاس ہی ہے۔ مگر اس کا مطلق علم نہ رہا تھا۔ کہ اس میں پہنچنے کے لئے دائیں طرف کو چلنا چاہئے۔ یا بائیں کو۔ یونہی بلا مقصد اس نے ادھر ادھر کمرے کے دروازہ کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ اور جب آخر کار اس کا ہاتھ ایک دروازہ سے لگا۔ تو وہ بلا تامل اسے کھول کر اس کے اندر داخل ہو گیا۔

باب ۱۰۳ — گرفتاری پیچھا

اسی رات کو نو بجے کا وقت اور مجسٹریٹ میز کا سامنا تھا ۔ چند آدمی [illegible] چوہا سیڑھی کے بہروپ کی طرح بازار سے گذر کر اس مکان کے سامنے ہوئے جس [illegible] کرتے [illegible] تھا ۔ اس کی شکل و حرکت جبلی مخلوق کی طرح تھی اور [illegible] گویا انہوں نے ایسی کارروائی شروع کی ۔ جس سے معلوم ہوتا تھا ۔ کہ وہ آتشی کوئی خاص [illegible] رکھنے والے لوگ ہیں ۔

ناظرین شاید سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ کون تھے ۔ مگر نہیں یہ ہمارے دوست مسٹر گریب اور پرائس یعنی قارئین کے دونوں ملازم تھے ۔ اور ان کے ہمراہ اس وقت مرد اور اسی قسم بے وضع آدمی تھے ۔ جیسے بالعموم چینیز جگہوں کے شراب خانوں میں پائے جاتے ہیں ۔

مسٹر گریب نے غور سے صدر دروازہ پر مکان کا نمبر پڑھا ۔ [illegible] سے کسی [illegible] مکان میں گھس جانا ۔ پھر سیڑھی کو اس نمبر کے ساتھ لگا کر جو گذشتہ گاہ کی کھڑکی کے باہر بنی ہوئی تھی ۔ مسٹر پرائس کو اوپر چڑھنے کا حکم دیا ۔ لیکن معلوم ہوتا تھا مسٹر پرائس نے حال میں ہی آداب و اخلاق کی کسی خاص کتاب کا مطالعہ کیا تھا ۔ کیونکہ وہ اپنے آقا کی پیش روی کے لئے ہرگز آمادہ نہیں ہوتا تھا لیکن جو مسٹر گریب اتنا منکسر المزاج شخص نہ تھا ۔ کہ وہ اس عزت سے [illegible] بردار [illegible] ہوتا ۔ اسے وہ دونوں آدمی [illegible] نے صاف کہدیا ۔ کہ ہم کسی حالت میں پہلے [illegible] پیچھے غرض ساری تجویز خاک میں ملی جاتی تھی ۔ کہ انجام کار پرائس نے ہی اپنے [illegible] پر غالب آکر اوپر چڑھنا منظور کیا ۔

وہ اپنے بدن کو گھسیٹتا ہوا سیڑھی پر چڑھنے لگا ۔ اور اس کی [illegible] دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں ۔ کہ اگر وہ اس خوفناک [illegible] میں شہید ہو جاتا ۔ تو کسی [illegible] شاعر [illegible] کی مدح میں ایک نظم تصنیف کرنا پڑتی [illegible] نظر آتی [illegible] اگر چاند مہربان نہ تھا ۔ کیونکہ وہ اس وقت بادلوں کے پیچھے منہ چھپائے پھرتا تھا ۔ بہرحال پرائس گذشتہ گاہ کے [illegible] تک بحفاظت پہنچ گیا ۔ [illegible]

گریب چڑھنے لگا۔ اور اس کی تقلید باقی دو شخصوں نے بھی کی۔ اس اثنا میں پراگس نے نشستگاہ کی کھڑکی کا ایک شیشہ الماس دار آلہ کی مدد سے کاٹ لیا تھا۔ اور اب اس رخنہ میں ہاتھ ڈال کر اس نے کھڑکی کو اندر سے کھول لیا۔

یہ کام ہو گیا تو چاروں آدمی یکے بعد دیگرے نشستگاہ میں گھس گئے۔ اور اب وہ ان بہادروں کی حیثیت میں جنہوں نے کسی مستحکم قلعہ پر شب خون کے ذریعہ قبضہ کر لیا ہو۔ اس مکان پر قابض نظر آنے لگے۔ بس ہمتے آج یکم۔ ان کے محاصرہ کا مقابلہ بڑی کامیابی سے کیا تھا۔

مسٹر پراگس نے جیب سے ایک اندھی لالٹین نکال کر روشن کی۔ اور مسٹر میک گریب نے رم کی شیشی نکال کر اس کی تھوڑی تھوڑی مقدار سب میں تقسیم کی۔ کیونکہ ان کے حوصلہ کو بلند رکھنے کے لئے اس کی خاص ضرورت تھی۔ پھر انہوں نے دبے پاؤں اس کمرہ سے نکل کر مکان کے اندرونی زینہ کی راہ سے ہوتے ہوئے صدر دروازہ کھولا۔ اور باہر سے چوبی سیڑھی اٹھا کر مکان کے اندر صحن میں رکھ دی۔ تاکہ الماس نہ ہو۔ پہرہ دار گلی میں گشت کرتے ہوئے سیڑھی کو لگا ہوا دیکھ کر "چور چور" کی آوازیں دینے لگیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ اطمینان سے مکان میں داخل ہوئے۔ صدر دروازہ کو احتیاط سے اندر کی طرف بند کر دیا۔ اور کنجی مسٹر میک گریب نے اپنی جیب میں ڈال لی۔

پہلے یہ چاروں نچلی منزل کی نشستگاہ میں داخل ہوئے۔ جہاں مسٹر فرنیک کرٹس اس صوفہ پر جہاں کپتان نے انہیں فرش سے اٹھا کر لٹا دیا تھا۔ اب تک بے خبر سو رہے تھے۔

مسٹر میک گریب نے لالٹین کی روشنی میں فرنیک کرٹس کی صورت کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "یہی وہ جوان ہے۔ جس کی ہمیں تلاش تھی۔ میں ایک آدمی کی مدد سے ابھی اسے یہاں سے اٹھوا کے لے جاتا ہوں۔ اور پراگس تم نے دوسرے آدمی کے ساتھ اس مکان پر قابض رہنا ہے"

پراگس بولا "یہ بھی ناممکن ہے۔ بھلا ہم دو آدمی اس آتش شیطان کا کیونکر مقابلہ کر سکیں گے"

اس نے یہ الفاظ اتنے بلند لہجہ میں کہے کہ کرٹس کی آنکھ کھل گئی۔

وہ چونک کر اٹھا۔ اور آنکھیں مل کر نیم بے خبری کی سی حالت میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ کیونکہ

رات کی بسیار نوشی کا خمار ابھی تک نہ اترا تھا۔ آخر جب رفتہ رفتہ اسے ٹھیک ہوا۔ کہ کمرہ میں چار اجنبی شخص موجود ہیں۔ تو بھاری گلوگیر آواز سے کہنے لگا "شیطان کی قسم تم کون ہو اور یہاں کس لئے آئے ہو"؟

میک گریب نے غرا کر کہا "ابھی معلوم ہو جائے گا۔ ہم کون ہیں۔ تم ذرا ہوش میں آؤ۔ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہم بھی انسان ہیں بھوت نہیں ہیں"۔

فرنیک کو جب معلوم ہوا کہ یہ قزاق اہن کے آدمی ہیں۔ تو اس نے زور کی جمائی لی۔ اور کہنے لگا "یار تھوڑی دیر اور سو لینے دو۔ ابھی تو میں نیند بھر کر لیٹا بھی نہیں ہوں"۔

میک گریب کہنے لگا "اب یہاں تمہارا سونا ناممکن ہے۔ جیفسری لین کی حوالات میں جا کر سونا"۔

فرنیک اس ناگوار حالت سے متوحش ہو کر کانپنے لگا۔ اس کے دانت کچھ تو خوف اور کچھ سردی کی وجہ سے بج رہے تھے۔ بولا "اس وقت کیا بجا ہوگا"؟

میک گریب نے جیب سے ایک بھاری چاندی کی گھڑی نکال کر کہا "پونے چار کا عمل ہے"

فرنیک بولا "اس سے معلوم ہوا کہ میں ضرور کچھ عرصہ سو چکا ہوں"۔ پھر وہ میز کی طرف دیکھ کر کہنے لگا "ہاں مجھے یاد آ گیا۔ رات میں نے ذرا زیادہ پی لی تھی"

پراگندہ لہجہ میں کہنے لگا "میرا ابھی یہی خیال ہے۔ مگر کیا ہوا۔ جزیرہ سپائیک میں نہیں پہنچ کے بہت آدمی مل جائیں گے"۔

"جزیرہ سپائیک"! فرنیک نے متعجب ہو کر کہا۔ پھر جب وہسکی کے خمار کو دور ہونے میں کچھ بیداری آئی۔ تو کہنے لگا "ہاں میں سمجھ گیا۔ تمہارا اشارہ پنج کی حوالات سے ہے لیکن دوست جیسا میرے یار علی صبہ لینڈ کا مقولہ تھا۔ انسان کو ہمت نہ ہارنی چاہئے۔ اگر پنج ہی کو چلنا ہے۔ تو مضائقہ نہیں۔ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ مگر اس کی تو اجازت دو۔ کہ میں اس واقعہ کی اطلاع اپنی بیوی کو دیتا چلوں"۔

میک گریب گھبرا کر کہنے لگا "ہم تمہیں اس خوفناک آتش کو بیدار کرنے کی اجازت نہ دینگے۔ ہم تو ابھی تمہیں یہاں سے لے جائیں گے۔ بیدار ہو کر وہ چاہے جتنا شور و غل مچایا کرے۔ ہمیں اس کی پروا نہ ہوگی"۔

کرلش نے کہا "میں ایمانداری سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ کپتان کو ہرگز بیدار نہ کروں گا لیکن مجھے جانے سے پہلے بیوی سے تو مل لینے دو"۔

میک گریب کہنے لگا کہ تمہارے اس آئرش دوست نے ہم سے جو بدسلوکی کی تھی۔
اس کے بعد تم کسی رعایت کے مستحق تو نہیں ہو۔ لیکن خیر ہم تمہیں اپنی بیوی سے ملنے کی اجازت
دیتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ نظروں سے اوجھل نہ ہونے پاؤگے"

فرنیک نے کہا۔ "ایسی ہی بدگمانی ہے تو میرے ساتھ ساتھ تم خوابگاہ کے دروازہ
تک چلے آؤ۔ میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا"

میک گریب بولا۔ "پراگس تم میرے ساتھ رہو۔ اور دیکھو مسٹر کرلش ہم تمہیں پھر خبردار
کئے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس پستول موجود ہیں۔ اگر تمہارے آئرش دوست نے پھر پیدا ہو
کر کوئی بیجا حرکت کی تو ہم ذاتی حفاظت میں فیر کرنے سے دریغ نہ کرینگے"

فرنیک کہنے لگا۔ "پچھلی مرتبہ بھی اس نے جو کچھ کیا۔ اس میں میرا قصور نہ تھا۔ بہرحال
تم اصرار کرتے ہو تو میرے ساتھ ساتھ آجاؤ"

یہ کہکر کرلش نے شمع روشن کرکے ہاتھ میں لی۔ اور آہستہ آہستہ زینہ پر چڑھنے لگا۔
میک گریب اور پراگس دونوں سایہ کی طرح اس کے پیچھے تھے۔ دوسری منزل پر پہنچکر
فرنیک ایک دروازہ کے سامنے رکا۔ اور اسے کھولنے کو تھا۔ کہ میک گریب نے اول زبان
سے کہا۔ "دیکھو میں پھر تاکید کرتا ہوں کوئی شرارت نہ ہو۔ ورنہ خدا جانتا ہے۔ اب کی مرتبہ
ہم یہاں لڑا دینگے۔ مگر خالی ہاتھ نہ جائینگے"

کرلش بھی اسی طرح آواز دبا کر کہنے لگا۔ "میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ میری بیوی کی خواب
گاہ ہے۔ یہاں کپتان کا کیا کام؟"

اتنا کہہ کر وہ کمرہ کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ اور قزاق کے دونوں آدمی
باہر کھڑے رہے۔

شمع ہاتھ میں لئے فرنیک کمرہ کے اندر پلنگ کی طرف بڑھا۔ اور "میری جان۔ جانِ من"
کہنے کو تھا کہ حیرت زدہ اور متعجب ہو کر رک گیا۔ منہ پھٹا کا پھٹا رہ گیا۔ آنکھیں پھیلی کی پھیلی
اور بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ بیوی کے قریب کپتان اوبلنڈ بیٹھا ہے
[illegible]

دونوں [illegible] کا چہرہ [illegible] شراب کی وجہ سے سفید
[illegible]

خدا کی قسم! آج اس بدبختی کی حد ہو گئی۔ بہت دیر کے بعد کرش نے اس وقت کہ جب اس کی ناقابل تکلیف حالت ہوئی۔ اور اس جوش اور غصے کے زیر اثر جو ایسے موقع پر اکثر سخت جسمانی تکلیف میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور انسان میں ایک غیر معمولی دلیری پیدا کر دیتا ہے اس نے پاس رکھی ہوئی تپائی سے پانی کی بھری ہوئی صراحی اٹھا کر سارا ٹھنڈا پانی کپتان اور لینڈلیڈی کے منہ پر گرا دیا۔

"قتل اور غارت کی قسم! جنگجو کپتان خواب سے بیدار ہو کر چلاتے ہوئے کہنے لگا۔ اور پھر پلنگ سے اٹھ کر فریڈرک کرش پر دست شفقت پھیرنے کو تھا کہ پشت سے چیخ کی آواز سن کر رک گیا۔ اس نے چونک کر ادھر دیکھا۔ تو یہ معلوم کر کے حیرت زدہ ہو گیا۔ کہ میں کہاں ہوں۔ اب اسے معلوم ہوا کہ فریڈرک نے میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا۔ چنانچہ فوراً ہی غصہ پر قابو پا کر اس نے زور سے کہا۔ یسوع کی قسم! اور میرے دوست فریڈرک یہ سب غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ رات میں اتنی بوتلیں پی گیا۔۔"

"اور آدھا! یہ آدمی آئرش شیطان جنرل قرق ایونک کے آدمیوں میں سے ایک نے دروازہ کے پاس کھڑے ہوئے گھبرا کر گلوگیر آواز سے کہا۔

دوسرے کی آواز سنائی دی۔ پرائس تم پروا نہ کرو۔ اگر اس نے اب کی مرتبہ بھی پستول اٹھایا تو ہم ضرور فیر کر دیں گے۔ اور فوراً ہی اس نے ان دو شخصوں کو جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اوپر آنے کے لئے زور سے آواز دی۔

دفعتاً سارے گھر میں ایک ہنگامہ سا پیدا ہو گیا۔ مسز کرش اس بے ترتیبی کو دیکھ کر چارپائی پر پڑی چیخیں مار رہی تھی۔ اور کپتان صاحب گلے میں صرف ایک قمیص پہنے اس شخص کی طرف جو یکایک غسل خانے سے نکل آیا تھا۔ کمرہ کے دروازہ کی طرف لپکے جا رہے تھے۔ پیچھے پیچھے کرش تھا۔ جس کا کپتان کے پیش کردہ عذر سے غصہ بھی ٹھنڈا نہ ہوا تھا۔ اور قرق ایونک کے وہ آدمی جنہیں پچھلی [illegible] میں ٹھہرایا گیا تھا۔ یہ تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ مختلف بالائی درجہ کے نوکروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ لیکن گمان غالب ہے۔ کہ وہ بھی اپنے دل میں معلوم کر چکے تھے۔ کہ قرق ایونک کے [illegible] آج مکان کے اندر [illegible] آ گئے ہیں۔

جس وقت کپتان نے اس شمع کی روشنی میں جو کرلش کے ہاتھ میں تھا۔ میک گریب اور پراگس کے مسرور چہرے کو دیکھا۔ تو وہ زور سے چلا کر کہنے لگا "حیوان کے بچو۔ ورنہ اتنا شور نہیں تو تم سب کے دھر دوں گا"

لیکن معلوم ہوا کہ اس مرتبہ ان دو شخصوں نے بھی پوری جرأت سے کام لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک ایک پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ جس سے کپتان کا جوش سرد ہو گیا۔ اور وہ پیچھے کو ہٹ گیا۔ ادھر کرلش بھی خوف زدہ ہو کر کہنے لگا "صاحبو کسی بے جا کارروائی کی ضرورت نہیں۔ میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں"

اوفینڈلس کمرہ میں ادھر ادھر کوئی ایسی چیز تلاش کرتے ہوئے جس سے حملہ آوروں کی مدافعت کی جا سکے۔ کہنے لگا "یسوع کی قسم! اور میرے دوست میں ہرگز تمہیں ان کے ساتھ جانے نہ دوں گا"

اتنے میں وہ دو نوکر بھی جنہیں نچلی منزل میں چھوڑا گیا تھا۔ اوپر پہنچ گئے۔ اور اب کرلش کے لئے سوائے اپنی حوالگی کے کوئی چارہ کار نہ رہا۔

"فرینک! فرینک!" اس کی بیوی نے خوابگاہ کے اندر سے چیختے ہوئے کہا۔

"کرلش میرے دوست احمق نہ بنو" کپتان نے بھی گرج کر کہا "ہم اب بھی انہیں مار کر بھگا سکتے ہیں"

لیکن فرینک نے نہ بیوی کی التجا اور نہ دوست کی درخواست پہ توجہ دی۔ اور فریق مخالف کے آدمیوں کے ساتھ جلد جلد قدم اٹھاتا نیچے اترنے لگا۔ ایک تو وہ پستولوں سے بہت خوف کھاتا تھا۔ دوسرے خوابگاہ میں جو نظارہ دیکھ چکا تھا۔ اس نے اسے اتنا پریشان کر دیا۔ کہ اب وہ اس مکان میں ٹھہرنا بہر حال پسند نہ کرتا تھا۔ اس واقعہ سے اسے سخت صدمہ پہنچا۔ اور اگرچہ اس کا انتقام لینے کا اس میں یارا نہ تھا تاہم وہ اس کا تحمل بھی نہ ہو سکتا تھا۔ پس اس نے افسردگی کے ساتھ اپنی قسمت کو واقعات پہ چھوڑ دیا۔

مسٹر میک گریب دو ماتحت آدمیوں میں سے ایک کے ساتھ میتھیو کو لے کے جیمز سٹریٹ کی طرف روانہ ہوا۔ اور پراگس اور دوسرا آدمی میکرسٹریٹ والے مکان پر قابض رہے

رات نہایت سرد اور تاریک تھی۔ اور قریباً ساڑھے چار کا وقت تھا۔ جب فرینک کرلش میک گریب کی معیت میں اس کے مکان پر پہنچا۔ بسیار نوشی کی وجہ سے اس کے سر میں اتنا درد تھا۔ کہ دماغ پھٹا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ تو قدرتی سردی تھی۔ کچھ خوف اور کچھ شراب کا خمار اتر جانے کے مزاجانہ اثر کی بدولت اس کا بدن زور سے کانپ رہا تھا۔ اور چونکہ خیالات بھی نہایت افسردہ کن تھے۔ اس لئے مجموعی طور پر اس وقت اس کی حالت سخت قابل رحم تھی۔ چنانچہ جس وقت وہ میک گریب کے ساتھ اس مکان پر پہنچا۔ تو اندر داخل ہو کر کسی قدر ہلکی آواز سے اپنے آپ سے خطاب کر کے کہنے لگا "ہائے افسوس میں نے کس حماقت میں زندگی بسر کی"

خوش قسمتی سے اس کی جیب میں کچھ نقدی موجود تھی۔ ایک پونڈ میک گریب کے ہاتھ میں دے کر اس نے کہا "میں نہایت ممنون ہوں گا۔ اگر تم میرے لئے کسی علیحدہ کمرہ میں ٹھہرنے کا انتظام کر دو۔ اور اس میں آگ جلوا دو"

میک گریب نے حریصانہ انداز سے نقدی جیب میں ڈال لی۔ اور کہنے لگا "تھوڑی دیر یہیں انتظار کرو۔ میں خادمہ کو حکم دیتا ہوں"

میک گریب کے ساتھی نے اس کثیف مرطوب کمرہ میں جسے قانونی فرم کی اصطلاح میں دفتر کے شاندار نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ ایک لیمپ جلا دیا۔ اور جب میک گریب خادمہ کو بلانے گیا۔ کرلش اسی ذہنی پریشانی کی حالت میں جو کسی خوفناک واقعہ سے پہلے پیدا ہوا کرتی ہے۔ اپنے افسردہ کن خیالات کو دور کرنے کے لئے کمرہ کے سامان پر نظر ڈالنے لگا۔

کمرہ میں ایک دقیانوسی میز پڑی تھی۔ جس پر قلم تراشی کے بے شمار قطعے لگے ہوئے اور کئی مقامات پر سیاہی کے داغ تھے۔ ایک چھوٹی سی الماری میں چند پرانی قانونی کتابیں اور ایک قانونی جنتری موجود تھی۔ انگلستان اور ویلز کے شیرف اور نائب شیرف افسروں کی فہرست اور ایک اور فہرست اسی قسم کی تھی۔ جس سے عدالتوں کے اوقات کا پتہ چلتا تھا۔ دو تین شکستہ کرسیاں۔ ایک سال خوردہ کلاک جس کی ہم آہنگ آواز سے طبیعت اور زیادہ پریشان ہوتی تھی۔ بس یہ اس کمرہ کا سامان تھا

ہر چیز کہنہ اور سال خوردہ نظر آتی تھی۔ کمرہ میں [illegible]

اور کچھ اس قسم کی بدبو آرہی تھی۔ جو ایسے مرطوب گھروں سے جنہیں عرصہ دراز تک بند رکھا گیا ہو، محسوس ہوتی ہے۔

اس سرد، ناپسندیدہ اور افسوسناک کمرہ میں فرنیک کرلس کم و بیش نصف گھنٹہ بحالت انتظار رکھا گیا۔ جو شخص اس کا نگران تھا۔ وہ بھی پاس ہی ایک کرسی پر اونگھتا رہا۔ کبھی کبھی وہ اس قدر سر جھکا لیتا تھا۔ کہ اس کا سر گھٹنوں کے قریب آ جاتا۔ مگر پھر نیند کی یاد سے چونک کر یکایک زور سے سر کو اٹھا لیتا۔ جس سے فرنیک کی پریشانی اور زیادہ بڑھتی تھی۔ آخرکار بڑے انتظار کے بعد مسٹر سینک گریب واپس آیا۔ تو اس کے منہ سے رم کی تیز بو آرہی تھی۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک بدوضع کثیف پوشاک پہنے بوڑھی عورت تھی۔ جس نے گھبراہٹ کی حالت میں الٹے سیدھے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اور بہت ناراض معلوم ہوتی تھی۔ جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اسے اتنا سویرے جگایا گیا۔

کرلس سے مخاطب ہو کر مگر اس کی طرف دیکھے بغیر وہ خشک لہجہ میں کہنے لگی۔ "میرے پیچھے چلے آؤ۔"

اسے ساتھ لئے ہوئے وہ ایک مختصر سے مسقف راستہ سے گذری اور پھر دونوں آگے پیچھے ایک تنگ زینہ پر چڑھنے لگے۔ بڑھیا کے ایک ہاتھ میں دھندلی سی شمع تھی۔ اور دوسرے کو اس نے اسے ہوا زدگی سے بچانے کے لئے اس کے آگے کیا ہوا تھا۔ پھر اتنا شمع سے بمشکل اتنی روشنی خارج ہوتی تھی۔ کہ مکان کی افسردگی کن حیثیت اور زیادہ نمایاں صورت اختیار کر لیتی تھی۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ سوائے اس کمرہ کے جسے "دفتر" کا نام دیا گیا تھا۔ باقی سارا مکان فلاکت اور نکبت کا بہترین نمونہ تھا۔ اس کے ہر حصہ میں تاریکی اور کثافت کا چھایا ہوا تھا۔ اور ہر جگہ اتنا کوڑا کرکٹ اور گرد جمع تھی۔ کہ فرنیک کرلس جیسے سطحی نظر رکھنے والے شخص نے بھی اسے محسوس کیا۔

بڑھیا اسے ساتھ لے کر دوسری منزل پر راستہ کی جانب ایک کمرہ میں پہنچی۔ جہاں اس نے دو موم بتیاں جلا دیں۔ اور انگیٹھی میں چند پتلی لکڑیاں اور پتھر کے کوئلہ کا چورا ڈال کر اس کو آگ دکھانے کی کوشش کرنے لگی۔ کمرہ بظاہر نشستگاہ کا کام دیتا تھا۔ مگر اس میں ایک چارپائی بھی موجود تھی۔ دیواروں پر بے شمار تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ جنکے فریم بدرنگ اور دھندلے تھے کی ایک ... سونے کی چھڑی ہوئی تھی۔ ایک جانب الماری میں پرانی

طرز کے کٹ کے گلاس شیشے لگے ہوئے تھے۔ کمرہ میں بچھی ہوئی چٹائی کسی مقام پر پھٹی ہوئی تھی۔ اور اس پر جا بجا چربی اور بیئر کے داغ نمودار تھے۔ میز پر بچھی ہوئی چادر پر بھی سیاہی اور شراب کے دھبے لگے ہوئے تھے۔ کھڑکیوں میں لگے ہوئے پردے بظاہر کسی اچھے کپڑے کے تھے۔ مگر اب گرد کی کثرت نے ان کی صورت مسخ کر دی تھی۔ کھڑکیوں کے شیشے اتنے میلے تھے۔ کہ دوپہر کے وقت بھی ان سے شعاع آفتاب بدقت کمرے کے اندر پہنچ سکتی تھی غرض یہ جگہ نہایت بے رونق اور افسردہ کن معلوم ہوتی تھی۔ ایسا گمان ہوتا تھا۔ کہ اس کی تیاری میں پہلے تو خوب دل کھول کر روپیہ صرف کیا گیا ہوگا۔ لیکن بعد ازاں مکینوں کی غفلت اور کاہلی نے اس کا ستیاناس کر دیا

بڑی دشواری سے جب آخرکار آتشدان میں آگ سلگنے لگی۔ اور بڑھیا دبے پاؤں کمرہ سے رخصت ہوگئی۔ تو فرنیک کرش چارپائی پر جس کے اوپر بستر بچھا ہوا تھا لیٹ گیا۔ طبیعت نہایت بدمزہ تھی۔ اور وہ اس بات کا خواہشمند تھا۔ کہ جس قدر نقدی میرے پاس موجود ہے۔ وہ دے کر بھی چند گھنٹوں کی پر آسائش نیند حاصل ہو جائے۔ تو مضائقہ نہیں۔ مگر نیند ایک ایسی نعمت ہے جسے کوئی ارضی وسائل حاصل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ کچھ دیر کروٹیں لینے کے بعد وہ دن کے ۸ بجے کے قریب چارپائی سے اٹھا۔ تو بدن اسی طرح تھکا ہوا اور دماغ بدستور پریشان تھا۔

اس کا چہرہ شراب کے اثر سے بخار کی طرح جل رہا تھا۔ اور اب وہ اس بات کا خواہشمند تھا۔ کہ سرد پانی سے۔ تو اس سے چھینٹیں دیکر طبیعت کو فرحت دے۔ اس خیال نے اسے کسی حد تک خوش بھی کر دیا۔ کہ سرد پانی سے ہاتھ منہ دھو کر طبیعت سنبھل جائیگی۔ مگر صراحی کو دیکھا تو خالی پڑی تھی۔ اور کمرہ میں تولیہ کی قسم سے کوئی چیز نام کو بھی موجود نہ تھی۔ اس نے گھنٹی بجائی۔ پانچ منٹ گذرے۔ تو آخر وہی بڑھیا آہستہ آہستہ کمرہ میں داخل ہوئی اس نے پانی اور تولیہ لانے کو کہا۔ اور وہ خالی صراحی لے کر کمرہ سے چلی گئی۔ پانچ منٹ اور گذر گئے۔ تو وہ دوبارہ نمودار ہوئی۔ مگر اب کی مرتبہ تولیہ لانا بھول گئی تھی۔ پاؤ گھنٹہ اور گذرا تو وہ تیسری مرتبہ ایک فٹ مربع کا پتلا سا چیتھڑا جسے تولیہ کا نام دیتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ لیکر آئی۔ واپس جانے کو تھی۔ کہ کرش نے دیکھا صابون موجود نہیں۔ دس منٹ اور گذرے۔ تو صابون کی ایک معمولی ٹکیہ پیش کی گئی۔ حالانکہ اس ساری

تکلیف کے لئے ... کیونکہ آسائش تو ہم اسے کسی صورت میں نہیں کہہ سکتے ... غریب قیدیوں نے ایک پونڈ پیشگی ادا کیا تھا۔

فرنیک اپنی موجودہ ذلت پر سخت نادم اور افسردہ تھا۔ عاجزی سے کہنے لگا "نیک عورت جس قدر جلد ممکن ہو۔ میرے کھانے کے لئے کوئی چیز لا نا!"

بڑھیا نے کمرہ سے رخصت ہونے کے لئے پلٹتے ہوئے بدمزاجی سے کہا "کچھ تیار ہوتا ہے۔ تو لے آؤنگی"۔

کرسٹن نے ڈھٹائی سے پوچھا "آخر میں کب تک انتظار کروں؟"

وہ بولی "میری بلا جانے۔ ابھی تو باورچی خانہ میں آگ بھی نہیں جلائی گئی"۔ اور بس اتنا کہکر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی کمرہ سے چلی گئی۔

سخت مایوس اور پریشان ہوکر وہ غریب منہ ہاتھ دھونے کی فکر میں ہوا۔ لیکن افسردگی کا احساس اب تک باقی تھا۔ پانی سرد اور سفر ح ہونے کی بجائے گاڑھا اور چپچپا محسوس ہوتا تھا۔ تولیہ اتنا چھوٹا تھا۔ کہ چند ہی منٹ میں سارا بھیگ گیا۔ اور ناچار اس غریب کو چارپائی کی چادر کے ایک سرے سے منہ پونچھنا پڑا۔ چونکہ کمرہ میں ناخن صاف کرنے کا برش موجود نہ تھا۔ اس لئے وہ ہاتھوں کو پورے طور پر صاف نہ کرسکا۔ اور کنگھی نہ ہونے کی وجہ سے بال بھی الجھے ہوئے اور پریشان ہی رہے۔ غرض یہ کہ ہاتھ منہ دھونے کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ افسردگی محسوس کرتا تھا۔ اور یہ احساس باوجود بڑی کوشش کے رفع نہ ہوا۔

اب وقت گذارنے کے لئے اس نے اس کمرہ کی تصاویر کا معائنہ شروع کیا۔ حتیٰ کہ انہیں باربار دیکھنے سے ان کا بیان تک شناسا ہوگیا۔ گویا اس کمرہ میں رہتے۔ اسے کئی برس گذر گئے ہوں۔ پھر وہ ایک کھڑکی میں بیٹھ کر راہروں کو دیکھنے لگا۔ اب ۹ کا عمل تھا۔ اور دکلا کے محرر اپنے اپنے دفتروں کو جارہے تھے۔ کثیف پوش آدمی ہاتھوں میں کاغذ کے پراسرار ٹکڑے لئے جلد جلد قدم اٹھاتے نظر آتے تھے۔ اور گاہ بہ گاہ کوئی خوش پوش آدمی سیاہ سوٹ پہنے ہاتھ میں نیلے رنگ کا بیگ لئے عدالت چینسری کی طرف جاتا دکھائی دیتا تھا۔ یہ بظاہر کسی بیرسٹر کا ملازم تھا۔ کبھی کبھی تین چار آدمی اکٹھے اس گلی کو گذرتے تھے۔ تو ان کی صورت دیکھتے خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ دیوالیے ہیں۔ جو پرتگال سٹریٹ کی عدالت دیوالیہ

کی طرف جارہے ہیں۔

جس مکان کی سلاخ دار کھڑکی میں کرشن بیٹھا ہوا باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے بالمقابل شراب خانہ کے سامنے چند نہایت بدوضع آدمیوں کا ہجوم تھا۔ نوع انسانی سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی ان کی صورتوں سے آسانی معلوم کر سکتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ یہ ایسے آدمی تھے۔ جن کا چینسری لین کے معاملات سے بالواسطہ تعلق ہے۔ مثلاً قرقی امین کے چپراسی۔ ان کے نائب یا ایسے لوگ جنہیں ان مکانات پر قابض رکھا جاتا ہے۔ جن کے متعلق قرقی عمل میں آنیوالی ہو۔ جب یہ لوگ مصروف نہ ہوں۔ تو ان کا قیام اکثر شرابخانوں کے دروازوں پر ہی ہوتا تھا۔ گاہ بگاہ وہ کوئی چیز پینے کیلئے اندر بھی چلے جاتے ہیں۔ اور اس وقت ان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مالک شراب خانہ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ وہ ساقی کو "مس" کہکر بلاتے۔ اور ویٹر کو اس کے ابتدائی نام سے مخاطب کرتے ہیں۔ بظاہر یہ لوگ نہایت کثیف پوش۔ بدنما۔ بدوضع اور خوشامدی ہوتے ہیں لیکن اگر وہ بدنصیب جن سے ان کا واسطہ پڑتا ہے۔ انہیں معقول معاوضہ نہ دیں۔ تو یہ نہایت گستاخی سے پیش آتے۔ اور گالیاں دینے لگتے ہیں۔

نصف گھنٹہ اور گذر گیا۔ اور اب چینسری لین میں خاصی رونق نظر آنے لگی۔ چند بیرسٹر سیاہ گون پہنے سروں پر وگ رکھے ادہر ادہر پھر رہے تھے۔ خوش پوش وکیل ذاتی یا کرایہ کی گاڑیوں اور ٹمٹموں سے اترتے ہوئے دکھائی دئے۔ اور ان کے محرر پہلے آہستہ چلتے ہوئے دفتر کے قریب پہنچکر نیم سوختہ سگار کے ٹکڑے کو پھینک دیتے اور اپنی سست رفتاری کو تیز چالی سے پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر کے ہاتھ میں چھوٹی دستی چھڑیاں تھیں۔ جنہیں وہ خوب زور سے ہلاتے تھے۔ اور اپنے پالش شدہ بوٹوں تنگ پتلونوں اور خوشنما بھڑکیلی واسکٹوں کو دیکھکر خوش ہوتے تھے۔

ان سب لوگوں کو آزاد پھرتے دیکھ کر فرنیک کرش کے منہ سے بے اختیار ایک سرد آہ نکلی۔ وہ نہایت فکرمند بیٹھا اپنی مصیبتوں پر غور کر رہا تھا۔ کہ اتنے میں بڑھیا سامان چاشت ایک قاب میں رکھے کمرہ میں داخل ہوئی۔ فرنیک کا حلق بالکل خشک تھا۔ اور پانی پینے کی اسے عادت نہ تھی۔ اس لئے اب اس نے شوق سے گرم چائے پینا شروع کی۔ لیکن معلوم ہوا۔ وہ نہایت ناقص تھی۔ باوجود پیاس کی شدت کے وہ اسے خوشگوار

معلوم نہ ہوئی۔

اس نے توس چکھا۔ تو اس کا کچھ آشنا اُلٹا ہوا تھا۔ کہ بے اختیار طبیعت منغص ہونے لگی۔ اور جب انڈے کو توڑا۔ تو اس کا ذائقہ بھوسے کی طرح تھا۔ وہ اسے ایک دو چمچوں سے زیادہ نہ کھا سکا۔

طوعاً و کرہاً فرنیک نے چائے کی دو پیالیاں لیں۔ اور پھر بڑھیا کو کاغذ کا ایک تختہ لانے کا حکم دیا۔ بہت دیر کے بعد وہ کاغذ کا ایک پرزہ لیکر نمودار ہوئی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی ڈنڈی کا قلم اور ایک دوات بھی تھی۔ جس کی روشنائی میں سیاہی الگ اور پانی الگ نظر آتا تھا۔ فرنیک نے بدقت ایک مختصر سا رقعہ اس وکیل کے نام لکھا۔ جس سے وہ واقف تھا۔ اور جو قریب ہی کیری سٹریٹ میں رہتا تھا۔ بڑی دشواری سے آخر ایک قاصد ملا۔ جس نے پچاس قدم کا فاصلہ طے کرنے کا معاوضہ اٹھارہ پنس لیا۔ کوئی نصف گھنٹہ کے عرصہ میں مسٹر پیرٹن یعنی وہی وکیل جس کا ذکر کیا گیا ہے نمودار ہوا۔ ٹھگنے قد کا پتلا دبلا سانولے رنگ کا آدمی تھا۔ آنکھیں چھوٹی لیکن نہایت تیز اور ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

وکیل نے کمرہ میں داخل ہو کر کہا "کیوں مسٹر کرٹس کیا حال ہے؟ اس مصیبت میں کیونکر مبتلا ہو گئے؟"

نوجوان نے جواب دیا "جان لیجئے۔ کہ میرے یہاں آنے کا باعث کیا ہوگا لیکن مجھے زیادہ تکلیف تو اس حوالات کی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کسی طرح بنچ میں جاؤں۔ پھر یقین ہے سر کرسٹوفر وہاں مجھے زیادہ عرصہ زیر حراست رہنے دیگا۔"

وکیل نے پوچھا "آپ کا مطلب یہ ہے کہ پروانہ حوالگی حاصل کیا جائے؟ مگر کیا اس کا آپ کو یقین ہے۔ کہ مقدمہ کوئینز بنچ کی عدالت میں ہی پیش ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ عام پالی مقدمات کی عدالت میں پیش ہوا۔ تو اس صورت میں آپ کو فلیٹ میں بھیجا جائیگا۔"

"پھر بتا دیجئے مقدمہ کی سماعت کہاں ہے؟" فرنیک نے پریشان ہو کر کہا "ہاں کو جیتنے میرے پاس وہ کاغذ موجود ہے۔ جو میک گریب نے دیا تھا۔"

"دکھائیے" مسٹر پیرٹن وکیل نے پرزہ کاغذ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "شکستہ ہے۔ . . . . اوہ!" اس نے چند منٹ کی خاموشی کے بعد یکایک چونک کر کہا

دستاویز میں تو آپ کا نام درج کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ فرینک کی بجائے فرانسس لکھا ہوا ہے۔"

"اچھا!" قیدی نے کہا۔ اور اس کا دل اپنے قانونی مشیر کے الفاظ پر مبہم امیدوں سے بھر گیا۔

پیرٹن کہنے لگا "میری رائے ہیں ... دیکھئے میں صرف اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں یقینی طور پر نہیں کہتا ... میری رائے یہ ہے کہ آپ کو اس مشکل سے نجات دلانے میں دقت پیش نہ آئے گی۔ بہر حال نکتہ قابل آزمائش ہے۔ اس کے لئے مجھے آج سہ پہر کو جج میں درخواست پیش کرنی ہوگی۔ اگر ہم اس کوشش میں ناکام رہے ... یعنی اگر ... تو پھر کل پنج کو رجوع کریں گے۔"

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ حوالات میں زیر حراست لوگ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ ہم اپنے وکیلوں کے پیش کردہ کسی تخفیف سے عذر پر رہا ہو جائیں گے۔ ناکامی کا انہیں خیال ہی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ کامیابی کی امید میں دو تین پونڈ۔ جو ان کے پاس موجود ہوتے ہیں۔ انہیں بھی صرف کر ڈالتے ہیں۔ جج کی درخواست میں ایسے قیدیوں کے لئے کوئی خاص سحری اثر پوشیدہ ہوتا ہے۔ اور وہ ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ آزادی کا دروازہ ہاتھ لگانے سے فوراً ہی کھل جائے گا۔

فرینک کرش بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھا۔ چنانچہ اس نے مسٹر پیرٹن سے کہا "آپ ضرور فوراً ہی اس بارہ میں کوشش کریں" حالانکہ وکیل نے ابھی اس سے کہا تھا۔ کہ سہ پہر سے پہلے کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی جا سکے گی۔

غریب کتنی بھاری غلط فہمی میں مبتلا تھا! اس نے یہ نہیں سوچا۔ کہ مسٹر پیرٹن پہلے سے اس بات کا یقین رکھتا ہے۔ کہ اس کوشش میں مطلق کامیابی نہ ہوگی۔ دراصل اس کا مقصد اس قسم کا مشورہ پیش کرنے سے یہ تھا۔ کہ قیدی سے جس قدر نقدی ممکن ہو وصول کر لی جائے۔

جب پیرٹن رخصت ہوگیا۔ تو فرینک کرش نے کمرہ کے اندر اس حیوان لوزہ بیدوی کی طرح ٹہلنا شروع کیا۔ جس کے لئے ساری دنیا ایک محدود مقام ثابت ہوئی تھی۔ اس نے لقادہ قفل کو پہلے ... اتنی مرتبہ دیکھا۔ کہ آخر اسے محسوس ہونے لگا۔ یہ سب لوگ میرے ہمیشہ کے واقف ہیں۔ پھر وہ کھڑکی کی طرف گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ مسٹر میکگر ... اپنے ایک آدمی کے ساتھ

ایک عمدہ سی گاڑی میں مضافات لندن کی طرف کسی اور بدنصیب پر چڑھائی کرنے جارہا ہے۔ یہ اس وقت تک اس کھڑکی کے پاس کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ گاڑی بالکل نظروں سے غائب ہوگئی۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ لاؤ کوئی اخبار ہی پڑھیں۔ اس نے گھنٹی بجائی۔ اور جب وہی بڑھیا نمودار ہوئی۔ تو اس نے اس سے اخبار لانے کو کہا۔ قریباً دس منٹ کے بعد وہ ایک پرچہ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا قریباً پندرہ دن کا پرانا اور ایک اخبار ٹائمز کا کوئی دس دن پہلے کا چھپا ہوا لیکر آئی۔ کرٹس کو اتنے پرانے اخبارات دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ مگر ضبط سے کام لے کر اس نے بڑھیا کی طرف ایک شلنگ پھینکا۔ اور کہنے "مائی مجھے آج کا تازہ پرچہ منگا دو"۔ وہ شلنگ اٹھا کر چلی گئی۔ اور کوئی نصف گھنٹے بعد اسی صبح کا اخبار ٹائمز لیکر واپس آئی۔ فرنیک کرٹس سہ پہر کے دو بجے تک اسی اخبار کے مطالعہ میں مصروف رہا۔ اتنے میں لنچ کا کھانا مہیا کیا گیا۔ جس میں ایک خام چاپ تھا۔ ایک نہایت چھچھا آلو اور ایک پائنٹ شراب جو بے ذائقہ اور گرم کی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

ان چیزوں کو بدقت زہر مار کر کے وہ پھر بیکار ہوگیا۔ وقت گذرتے میں نہیں آتا تھا اور اب اول مرتبہ اسے اس بات کا رنج ہونے لگا۔ کہ میرا دوست اوبلنڈرلس یہاں پر مجھے ملنے نہیں آیا۔ دل میں سوچتا تھا" اگرچہ اس نے میری بیوی کے معاملہ میں سخت بیوفائی کی ہے تاہم میں اس کی صحبت کی دلچسپیوں کی خاطر اس واقعہ کو نظرانداز کرسکتا ہوں" مگر اس خواہش کے باوجود اوبلنڈرلس نہ آیا۔ ناچار غریب نے وقت گذارنے کے لئے پھر اخبار ہی کو دیکھنا شروع کیا۔ خبروں کا مطالعہ وہ پہلے ہی کرچکا تھا۔ اب اس نے اشتہارات بھی دیکھ ڈالے پھر ایک دو سگار پیئے۔ اس طرح بمشکل شام کے پانچ بجے تک وقت گذارا۔

آخر اس وقت مسٹر پیرٹن واپس آیا۔ اور فرنیک کرٹس اس کی اطلاع سننے کا بیتابی سے انتظار کرنے لگا

وکیل نے اس انداز سے کرسی پر بیٹھ کر گویا وہ کام کرتا کرتا بالکل تھک گیا ہو۔ کہنا شروع کیا" دوست اس معاملہ میں تو ناکامی ہوئی۔ لیکن خیر ایک بات موجب تسکین ہے ..."

کرٹس نے اس امید سے کہ شاید رہائی کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ شوق سے پوچھا" وہ کیا؟"

پیرٹن بولا یہی کہ ہماری طرف سے کوشش میں کوتاہی نہیں ہوئی۔ آج عدالت میں بڑے جج فوزلہم کا اجلاس تھا۔ اس سے میں اس سوال پر دیر تک بحث کرتا رہا اس نے سب باتیں سنکر قلم کی ڈنڈی سے ناک کو رگڑا۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ کسی مشکل سوال پر غور کرتے وقت کیا کرتا ہے۔"

"آپ اس فوزلہم کی عادات پر لعنت بھیجئے" مسٹر فرینک کرلس نے گھبرا کر کہا "جب کامیابی نہ ہوئی۔ تو اس سے کیا تسکین ہوتی ہے۔ کہ وہ ذرا سی رکاوٹ کی وجہ سے نہ ہوئی۔ یا بڑی رکاوٹ کی وجہ سے۔ جیسا میرے دوست پرنس آف مالابار نے ایک بار کہا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ تین سال گذرے۔ بولون میں ہمارا ڈوئیل ہوا تھا۔ میری گولی سنسناتی ہوئی اس کے کان کے پاس سے گذر گئی۔۔۔ مگر ہاں ذکر معاملہ پیش آمدہ کا تھا۔ یہ بتلائیے کیا. میرے لئے اب کوئی چارہ کار نہیں؟"

"اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ کہ یا تو قرضہ ادا کر دیجئے یا بنچ میں چلے جائیے" وکیل نے معاملہ کو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"خیر تو پھر بنچ ہی سہی" فرینک نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا۔

مسٹر پیرٹن بولا "میں کل آپ کے لئے پروانہ حوالگی حاصل کرلونگا۔ اور سہ پہر کو پانچ بجے کے قریب چپراسی سارجنٹس ان میں آپ کا منتظر ہوگا۔ یا شاید وہ آپ کو سامنے کے شراب خانہ ہی میں مل جائے گا"

کرلس نے وکیل سے درخواست کی۔ کہ آج کی شام میرے پاس وہ کر بسر کیجئے۔ لیکن مسٹر پیرٹن نے مصروفیت کا عذر پیش کیا۔ اور قیدی کو یہ وقت شراب اور تمباکو پی کر بسر کرنا پڑا۔ یا کبھی کبھی وہ اخبار ٹائمز کے اشتہارات یا کھڑکی یا تصاویر کو دیکھنے لگتا تھا۔ آخر رات کے دس بجے تھے۔ کہ مسٹر کرلس ذہنی اضطراب۔ بدنی تکلیف اور تنہائی کی پریشانیوں سے تھکا ماندہ اس امید سے چارپائی پر لیٹا۔ کہ آج تو آرام کے ساتھ سو سکونگا۔ لیکن غنودگی پیدا ہونی شروع ہوئی تھی۔ کہ اسے بدن اور اعضا کے ہر حصہ میں سوئیاں سی چبھتی محسوس ہونے لگیں۔ اس کی ہیبت کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ جب اسے معلوم ہوا کہ چارپائی میں بے شمار کھٹمل ہیں۔

مسٹر کرلس قدرتاً نہایت نازک مزاج واقع ہوا تھا۔ اس کی چارپائی یا بستر میں کسی

بہی کھٹمل ہو۔ تو وہ بالکل سو نہ سکتا تہا۔ کھٹملوں کو اس کے خون سے طبعی رغبت تہی۔ اور ایسا خوفناک حملہ تو اس پر عمر بھر میں نہیں ہوا تہا۔ چارپائی میں ہزاروں کھٹمل تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک فرنیک کے خون کا پیاسا تہا۔

سخت پریشان حالت میں آخر وہ گھبرا کر چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ موم بتی جلائی مگر باوجود بڑی تلاش کے ایک بہی کھٹمل نظر نہ آیا۔ معلوم ہوتا تہا۔ ان کی فوج یکایک کہیں روپوش ہو گئی ہے۔ قسمت انسانی کی طرح ان کی موجودگی کا بہی فقط احساس ہوتا تہا آنکھوں کو نظر نہیں آتے تھے۔ چونکہ فرنیک کو روشنی میں نیند نہ آتی تہی۔ اس لئے وہ شمع کو گل کر کے پھر چارپائی پر لیٹ گیا۔

تہوڑی دیر چین رہا۔ اس کے بعد پھر وہی اذیت دہ فوج نمودار ہونے لگی۔ غریب کبھی اپنے بدن کے ایک حصہ کو کہجاتا تہا کبھی دوسرے کو۔ اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ اور آخر بڑی مشکل سے رات کے گیارہ بجے اس کی آنکھ لگی۔

مگر اس وقت خواب میں بہی کھٹملوں کی فوج اور فرق امین کے آدمی ہی اس کے پیچھے لگے رہے۔

باب ۱۰۴ دوبارہ مصالحت

صبح کے سات بجے فرنیک کی آنکھ کھلی۔ تو طبیعت بدستور مضمحل اور بدن تھکا ہوا تہا۔ سر میں شدت کا درد۔ اور بدن رات کی کہجلی سے جابجا چھلا ہوا تہا۔ ظالم کھٹملوں نے اس کے چہرہ پر بہی اتنے وار کئے۔ کہ اب تک نشانات قائم تھے۔ اور آنکھیں سوجی ہوئی نظر آتی تھیں۔ یوم گذشتہ کی طرح آج بہی پانی کی مقدار نہایت ناکافی تہی۔ اس لئے غریب اچھی طرح ہاتھ منہ نہ دہو سکا۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے اسکی حالت بیحد قابل رحم تہی۔

صبح کا کھانا کہانے سے پیشتر اس نے چند ضروری اشیاء لانے کے لئے ایک قاصد کو بیکر سٹریٹ روانہ کیا۔ چونکہ اپنی بیوی کے نام خط لکہنا اسے منظور نہ تہا۔ اور اولیندر لیس کی نسبت وہ نہیں جانتا تہا۔ کہ وہ اب تک اسی مکان میں رہتا ہے یا نہیں۔ اس لئے اسے جن چیزوں کی ضرورت تہی۔ ان کے متعلق اس نے قاصد کو زبانی پیغام

وہ سے کچھ چھیڑا۔

آج کو کھانا کل کے کھانے سے کسی طرح اچھا نہ تھا۔ لیکن کرلش کو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کی وجہ سے تو وہ طلب کرنے سے حالت پہلے سے بہتر ہو گئی ہے۔ مگر وہ یہ نہ سمجھا تھا کہ آج یہ دوست جو اس نے کسی طرح بھی ممکن تھا۔ اس نے کھانا ختم کر کے اور اس سے [illegible] بہت کچھ کو لایا اور شکایا۔ [illegible] وہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پڑھتا رہا۔ اس اثنا میں وہ دو تھے [illegible] ایک بار دوست سے ملے اور پھر تھیں لیکر واپس آگیا۔

فرنیک نے اس سے پوچھا "کھڑ پر کون آدمی تھا؟"

وہ کہنے لگا۔ "جناب ایک مسٹر ہاگس تھے۔ اور دوسرا ان کا ہمراہی۔ بہت خطرناک اس شکل و پوشاک میں"

کرلش نے گھبرا کر کہا "ان کے سوا کوئی اور بھی تھا یا نہیں؟"

قاصد نے جواب دیا "جی ہاں ایک موٹی سی لیڈی بھی تھی جس نے مجھے جن کا ایک گلاس پینے کو دیا۔ اور ایک لمبا سا آدمی بھی تھا جس نے میرے سر پر چھپٹر مارا"

"کس لئے؟" فرنیک نے باوجود پوری کوشش کے اپنی ہنسی کو ضبط نہ کر سکا۔ پوچھا۔

"کہتا تھا تم ہمارے ... پر گفتگو نہیں کرتے ... ہاں مجھے یاد آگیا۔ اس شخص نے آپ کے نام ایک رقعہ بھی بھیجا ہے"

یہ کہکر قاصد نے ایک عجیب طرح پرتہ کی ہوئی چٹھی کرلش کے حوالہ کی۔ اس نے کھولا کر پڑھا۔ لکھا تھا:۔

یسوع کی قسم! اے پیارے دوست مجھے تم سے اس بات کی سخت شکایت ہے کہ تم نے میرے ساتھ دوستانہ سلوک نہیں کیا۔ کل سے اس انتظار میں بیٹھا ہوں۔ کہ تمہاری طرف سے کوئی رقعہ آئیگا۔ لیکن تم نے خیال کیا جو ایک سطر بھی لکھ کر بھیجی ہو۔ تمہاری نیک بیوی بہت پریشان ہے۔ اور تمہاری یاد میں اس کی بھوک بالکل جاتی رہی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ تم میری طرف سے بدگمان ہو گئے ہو۔ مجھ سے جدا ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔ اور دوست فرنیک اگر تم معاملہ پر اچھی طرح غور کرو تو معلوم ہو جائیگا کہ اگرچہ حالات میرے خلاف ثابت ہوئے۔ مگر یاد رکھو۔ تمہارا دوست گیتھان ان لوگوں میں نہیں۔ جو تم سے غداری کرے۔ طاقتوں کی قسم! وہ تو رات تمہارے قرات سے اپنا بستر بچھانے میں غلطی ہو گئی۔ ایک تو دن بھر کی پریشانی دوسرے پوتین کا بکثرت استعمال میرے کم بخت شیخ کا تو جانا۔ ایسی حالت میں اس قسم کی غلطی ہونا معمولی بات ہے۔ شیطان کی قسم۔ اس وقت جب تم نے پانی چھینکا مجھے اس کا مطلق علم نہیں تھا۔ کہ کہاں پڑا ہوں۔ اس لئے میرے دوست تم [illegible] الزام

ہماری محبت میں فرق نہیں آنا چاہئے۔ سہ پہر کو میں مسز کرٹس کو ساتھ لیکر تم سے ضرور ملنے آؤں گا۔ اور تم میرے سہ پہر کا کہانا وہیں مل کر کھائیں گے۔ جس کے لئے میں کہانے کی چیزیں اور برتن بھیجے دیتا ہوں۔ پراگس اور اس کا آدمی دونوں اب تک مکان پر قابض ہیں۔ اور میری حالت ایک شکست یافتہ جرنیل کی سی ہے۔ مگر ان کا سلوک بہت اچہا رہا ہے۔ انہوں نے مجھے ان میں سے کسی کی اصلاح یا مرمت کی ضرورت نہیں آنے دی اور ہاں جس آدمی کو تم نے پیغام دے کر بھیجا۔ وہ تو نرا احمق ہے۔ اس لئے اگر وہ تمہیں یہ چٹھی دینا بھول جائے۔ تو بلا سے تم خود مانگ لینا۔ تمہاری پیاری بیوی نے میری معرفت دس لاکہ بوسے بھیجے ہیں۔ اور یقین رکہو۔ میں ہمیشہ تمہارا سچا دوست رہوں گا۔

گورمن اور ملبنڈلس

فرنیک کرٹس اس عجیب و غریب چٹھی کو آخر تک پڑھ کر کہنے لگا "بہت خوب" اس نے قاصد کو اس کا معاوضہ دیکر رخصت کر دیا۔ اور اب بیٹھ کر یہ سوچنے لگا۔ کہ مجھے اپنی بیوی اور کپتان کا کس طریق پر خیر مقدم کرنا چاہئے۔

ایک طرف وہ حقیقت میں یہ حالات کو دیکہتے ہوئے یہ سمجہتا تہا۔ کہ مجھے ان کی بیوفائی سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ کیونکہ اس بات کا اسے چٹھی پڑھ کر بہی یقین نہ ہوا تہا۔ کہ مسز کرٹس بیوفا نہیں۔ یا کپتان نے غداری نہیں کی۔ یہ خیال اسے ان کے ساتہ مصالحت کرنے میں مانع تہا۔ لیکن اس کے ساتہ ہی کئی معاملات اسے ان کے ساتہ دوستانہ تعلق قائم رکہنے پر اکساتے تھے۔ مثلاً تنہائی۔ دوستوں کی عدم موجودگی سو واقعہ پیش آمدہ کو مشتہر کرنے کی شرمساری۔ اور سب سے بڑھ کر وہ خوف جو اسے گورمن ملبنڈلس کی ذات سے لگا رہتا تہا۔ یہ سارا مجموعہ اس ایک خیال کے مقابلہ میں بہت زور دار تھیں۔ اور جوں جوں کہانا کہانے کا وقت قریب تر آتا گیا۔ ان کی اہمیت دوبالا ہوتی گئی۔ حتے کہ جب کپتان کی طرف سے مرغ کے گوشت۔ کباب۔ شراب کی بوتلوں۔ پھلوں اور سگاروں کا بھرا ہوا ٹوکرا آ پہنچا۔ تو یہ آخری وجوہ اس کے باقی خیالات پر غالب آگئیں۔ اور فرنیک کے دل میں جو تامل باقی تہا۔ وہ بالکل رفع ہوگیا۔

اب اس نے خود بڑے اہتمام سے دسترخوان بچھایا۔ اور مختلف اشیاء کو اس پر قرینے سے چنا۔ شراب کی ایک دو بوتلیں کہول کر ان کا ذائقہ چکہا۔ تو معلوم ہوا کہ نہایت خوشگوار ہے۔ جب وہ ان کاموں سے فارغ ہوا۔ تو اس کا مزاج بہت کچھ رو بہ اصلاح ہو چکا تہا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب اس کی بیوی کپتان کی معیت میں وہاں آئی۔ تو اس نے

ان کا ایسے طریق پر خیر مقدم کیا۔ گویا ان کی طرف سے اسے کچھ بھی وجہ شکایت نہ ہو۔

مسٹر کرلش نے اپنے شوہر کو حوالات میں دیکھ کر غم و غصہ کے زیادہ بیہوشی کا اظہار ضروری سمجھا۔ مگر جب مسٹر کرلش نے اسے یہ کہکر روکا۔ کہ یہاں پر ایسی حرکات کر کے بیوقوف نہ بنو۔ تو وہ جلدی ہی سنبھل گئی۔ اور یہ تینوں دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھانے میں مصروف ہوئے۔ کپتان نے تجویز پیش کی۔ کہ شراب پینے کے گلاس چونکہ بہت چھوٹے ہیں۔ اس لئے ہمیں بڑے گلاسوں میں شراب پینی چاہئے۔ مسٹر کرلش نے نیم ملامانہ طریق پر اس کی مزاحمت کی۔ مگر آخرکار وہ بھی رضامند ہو گئی۔

جب یہ تینوں کھانا کھا چکے۔ تو جنگجو کپتان کہنے لگا "یار کر . . . ر . . . لش اب آئندہ کے لئے تمہارا کیا ارادہ ہے؟ یہ تو ناممکن ہے۔ کہ تم نے ہمیشہ کے لئے یہیں رہنے کا فیصلہ کر لیا ہو . . ."

فریڈرک قطع کلام کر کے کہنے لگا "نہیں اس ملعون کوٹھری میں تو میں چند گھنٹے بھی اور بسر نہیں کر سکتا۔ میرا ارادہ پانچ بجے برنچ میں چلے جانے کا ہے۔"

"برنچ" کپتان نے خوش ہو کر کہا "یسوع کی قسم! اور میرے دوست یہ تجویز بڑی دانائی پر مبنی ہے۔ برنچ ایک بہت شاندار مقام ہے۔ اور وہاں تمہیں گھر کی طرح آسائش حاصل رہیگی۔ اس جگہ کی پورٹر لندن کی بہترین شراب گنی جاتی ہے۔ اور کسی اور وجہ سے نہیں۔ تو پینے کی خاطر ضرور برنچ میں جانا چاہئے۔" پھر وہ اخلاق آمیز طریق پر مسٹر کرلش کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "مم میں ایسی ہلکی شراب کا مداح تو نہیں ہوں۔ مگر اتنا ضرور ہے۔ کہ اصلی آئرش پوتین کے بعد دوسرا درجہ برنچ کی پورٹر ہی کا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کی تفریحات بے شمار ہیں۔ سیر کرنے کے لئے برنچ۔ اور دیگر کھیلوں سے طبیعت اکتا جائے۔ تو ریکٹ کھیلنے کا میدان موجود ہے۔ اس جگہ کا ڈالفن۔ پمپ۔ قہوہ خانہ۔ شراب خانہ غرض کہاں تک بیان کیا جائے برنچ قیدخانوں میں بہشت سے کم نہیں" جنگجو کپتان نے اس کے دلفریب مناظر کی تعریف میں محو ہو کر کہا "میری اپنی طبیعت یہ چاہتی ہے۔ کہ وہیں رہوں"

فریڈرک کرلش لاپروائی سے کہنے لگا "یہ ممکن ہو۔ تو میں تمہارے ساتھ جگہ تبدیل کرنے کو تیار ہوں۔"

اوبلیڈریس صداقت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ میں تمہیں اس مقام کو

دلعزیز ہونے کے بہت تھوڑا ہم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہم اب کیا کریں۔ پانچ منٹ ہوئے [illegible]
سامنے کے تعلقہ پر تو اچھی طرح سوچ چکے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ [illegible] کا سراغ بھی ضرور
کیا ہو گئے۔"

کریش ہیگ نے کہا "میری رائے میں یہ بہتر ہوگا کہ ڈچیس بلیسنگٹن کے بنچ کے قریب جا کر کسی ملاقات
کا انتظام کیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر مسٹر سٹونر نے میری مدد کی تو پھر یہ ممکن ہے کہ
دیوانی کی عدالت اس کو چند دن پریشان کرے۔ کیونکہ دونوں میں سے کیا ہوا چھپا نہیں رہ سکتا۔ دوست
ارل آف ہیگسن کو گیٹ والی روڈ والے مقابلہ پڑا تھا۔"

مسٹر ریچی کی قسم! اور مسٹر بلیسنگٹن نے غصہ سے چلا کر کہا "میں خود مسٹر سے [illegible]
سے ملوں گا۔ اور اگرچہ کوئی مرتبہ [illegible] غصہ و [illegible] کر گاڑی سے گرا دیا
تھا۔۔۔"

"گرا دیا تھا! مسٹر ہیگ نے اس اطلاع کو جو کیپٹن کے منہ سے نکل گئی سنکر اٹھایا
تعجب کرتے ہوئے سنکر کہا "کیا کہتے ہو۔ سر کریسٹوفر نے تمہیں گرا دیا تھا؟"

خون اور غارت کی قسم! کیپٹن نے منہ لال کرکے گرجتے ہوئے کہا "یہ کتنی غلط بیانی ہو
گئی۔ دراصل خود میں نے سر کریسٹوفر کو گرا دیا تھا۔ اگرچہ یہ بات میں نے تمہارے سامنے
بیان کرنی مناسب نہیں سمجھی۔ مگر کیا ہوا۔ اب میں اس سے مل کر اس واقعہ کے لیے معافی
مانگ لوں گا۔ اور اگر اس نے خود ہی مجھ کو [illegible] اقرار نہ کیا۔ تو اس کی کھال ادھیڑ کے
رکھ دوں گا۔ ایسی صورت میں دوست تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ گورمن اور بلیسنگٹن
اور بلیسنگٹن پارک کوئی نادر [illegible] جیسے شخص کی دوستی کتنی قابل فخر ہے۔"

مسٹر کریش ہیگ نے کہا "میں سمجھتا ہوں [illegible] پیچھے لگ گئی ہوں۔ [illegible]
قدر [illegible] بنچ کے نواحات میں [illegible] نہ ہو گا۔ اب وہاں سے [illegible] وقت
میں جتنے آدمی تھے سب میری طرف دیکھ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے وہ
ہماری حالت سے واقف ہو چکے ہیں۔"

کپتان اوبلیسنگٹن نے ایک [illegible] ہاتھ میں لے کر اپنے سر پر زور سے [illegible]
ہوئے کہا "تم نے مجھ سے نہیں کہا۔ ورنہ میں انہیں دکھا دیتا۔ کہ کسی شریف خاندان کے
بیٹے سے [illegible] کیا معنی رکھتا ہے۔"

اس انتظام کی پر لطف باتوں میں وقت گذرتا گیا۔ اور آخر شام کے سوا پانچ بج گئے اس وقت مسٹر ... اطلاع دی ... کہ پروانہ حوالگی کے متعلق کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔ اب عنقریب آپ کو ... جائے گا۔

یہ اطلاع پا کر فریک کرشن نے گھنٹی بجائی۔ اور خادمہ کو اخراجات کا بل لانے کے لئے کہا۔ تقریباً پانچ منٹ میں ایک چھوٹا سا کاغذ اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس پر حسب ذیل رقوم درج تھیں :۔

مسٹر کرشن کا حساب

	شلنگ	پنس
کمرہ	۱۰	—
صبح کا کھانا	۳	—
انڈے	—	۶
کیری سٹریٹ کے لئے تمباکو	۲	۶
اخبارات کا مطالعہ	۱	—
دن کا کھانا	۵	۰
پورٹ وائن	۰	۶
جوس اور سگار	۵	۶
روٹی اور پنیر یعنی رات کا کھانا	۲	۶
پورٹ وائن	۰	۶
کمرہ	۱۰	۶
صبح کا کھانا	۳	۰
انڈے	۰	۹
تمباکو برائے سگریٹ	۳	۰
دستر خوان۔ چھری کانٹوں وغیرہ کا استعمال (کھانا اپنا تھا)	۲	۶
متفرق اخراجات	۵	۰
کل میزان ۳ پونڈ	۱ شلنگ	۶

فریک کرشن ان رقوم کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اور خادمہ عورت سے کہنے لگا "لیکن یہ حساب بالکل غلط ہے۔ اور اس میں دو رقمیں ایسی بھی ہیں۔ جو میں نے اپنی گرہ سے ادا کیں یعنی کل اور آج کے ... کا خرچ"

بڑھیا کہنے لگی " جناب آپ کا ... یہ حساب بالکل درست ہے۔"

فرنیک نے باقی رقوم کو دیکھ کر اور بھی زیادہ متعجب ہو کر کہا "اس کے علاوہ تم نے پندرہ دن کے پرانے دو اخباروں کو پڑھنے کی قیمت ایک شلنگ لگائی ہے۔ اور پھر یہ پانچ شلنگ فالتو اور درج ہیں۔ آخر یہ فالتو کیا بلا ہے؟ کیونکہ تم نے حساب میں تو پہلے ہی کوئی رقم نہیں چھوڑی"

عورت بے صبری سے کہنے لگی "یہ فالتو خرچ صابون موم بتیوں وغیرہ کا ہے"

"یسوع کی قسم! اور شاید پہلے ہی اس صابن سے مسٹر میک گریب کی صفائی تو کر لوں"

کپتان اولینڈرسن نے سخت غصے میں بھر کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "بدمعاش پاجی کہیں کے۔ کیا تم میرے دوست کو لوٹنا چاہتی ہو"

ممکن تھا معاملہ ناگوار صورت اختیار کر لیتا۔ لیکن مسٹر ہیرٹن کی مداخلت سے ٹل گیا۔ وہ کہنے لگا "اس بارہ میں زیادہ جھگڑا کرنا فضول ہے۔ کیونکہ فریق امین کے آدمیوں کو اختیار ہوتا ہے۔ جو رقوم وہ چاہیں لگا لیں۔ میری رائے میں زیادہ بحث کے بغیر روپیہ ادا کر دینا ہی بہتر ہوگا" چنانچہ دو پونڈ ساڑھے پندرہ شلنگ کی رقم ادا کر دی گئی۔ اور ایک نصف کراؤن کا سکہ بڑھیا کو بطور بخشش دیا گیا۔ مگر اس نے یہ رقم ناک بھوں چڑھاتے ہوئے وصول کی۔ گویا وہ اس سے چوگنی رقم کی امید رکھتی تھی

آخر جس وقت بڑھیا کمرے سے چلی گئی۔ تو فرنیک بولا "اچھا اندھیر ہے۔ دنیا میں کہیں نہیں دیکھا۔ فرض کرو میں ایک غریب آدمی ہوتا۔ اور یہ اخراجات ادا نہ کر سکتا ۔۔۔"

ہیرٹن وکیل کہنے لگا "اس صورت میں فوراً ہی تمہیں وارنٹ کی اس شرٹ کے جیل خانہ میں بھیج دیا جاتا۔ اصل بات یہ ہے کہ متمدن ملکوں میں بھی امیری اور غریبی کا امتیاز برتا جاتا ہے"

کرٹس بولا "میرا خیال تو یہ تھا کہ قانون کی نظروں میں امیر و غریب یکساں ہوتا"

وکیل کہنے لگا "اصطلاحی طور پر یہ صحیح ہے۔ مگر عملی طور پر اس میں صریح اختلاف ہو جاتا ہے۔ روپیہ میں بہت زبردست طاقت ہے۔ اسی سے انسان شریف کہلاتا ہے اور شریف کے ساتھ محض روپیہ کی وجہ سے ضرور بہتر سلوک کیا جاتا ہے۔ پنج اور تلیث کی قسم کے مقامات اسی لئے گورنمنٹ نے بنا رکھے ہیں۔ جو ضابطہ حوالگی کے اخراجات برداشت

کر سکتے ہوں۔ باقیوں کے لئے سوائے جیلخانے کے اور کوئی جگہ نہیں۔ تم اس حوالات ہی کو دیکھ لو۔ یہاں بھی وہی لوگ آسائش سے رہ سکتے ہیں۔ جنہیں اخراجات ادا کرنے کی توفیق ہو۔"

"یا یوں کہئے۔ کہ لٹنے کی۔" فرنیک نے طنزاً کہا۔ "لیکن خیر جہاں اور تکلیفیں ہیں۔ ایک یہ بھی سہی۔ مگر بتلائیے۔ میں پنچ میں کب پہنچوں گا!"

وکیل نے جواب دیا۔ "میری رائے میں وہاں سے جانے والا آدمی شراب خانہ میں منتظر بیٹھا ہو گا۔"

"بس تو میں چلتا ہوں۔" کرلش نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"طاقتوں کی قسم! اوہ ہم تمہیں ضرور پنچ میں چھوڑنے جائیں گے۔" کپتان اولنڈرس نے کہا۔ "ممکن ہے۔ وہاں کسی پہرہ دار یا منتظم کو یہ بتانے کے لئے کہ اس خوشگوار مقام کا کس طریق پر انتظام کیا جا سکتا ہے۔ چند گھونسے لگانے کی ہی ضرورت پیش آئے۔"

فرنیک کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا۔ جس سے اپنی بیوی کو کپتان سے جدا کر سکے کہنے لگا۔ "کپتان تم نے میرے ساتھ چلنا۔ لیکن مسز کرلش کو کرایہ کی گاڑی میں سوار کر کے واپس بھیجدو۔" پھر اس نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کل صبح میری جان تم نے اس قید خانہ کے قریب کوئی کرایہ کا مکان تلاش کر لینا۔"

مسز کرلش کو یہ انتظام پسند نہ تھا۔ کہنے لگی۔ "تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں رات کو تنہا اس مکان میں ان بدمعاش آدمیوں کے پاس رہوں؟"

فرنیک نے جلدی سے اپنے جنگجو دوست کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "اب جبکہ میں گھر سے باہر رہتا ہوں۔ میری رائے میں کپتان کا وہاں رہنا درست ہو گا۔" یہ الفاظ اس نے کہہ تو دیئے۔ مگر دل میں متعجب ہوا کہ میں نے ایسی جرات کیسے کی۔

خوش قسمتی سے کپتان نے نہ صرف اس فقرہ پر کسی طرح اظہار ناپسندی نہ کیا۔ بلکہ خود بھی اس کی تائید کی۔ اس نے یہ سوچا۔ کہ بیکر سٹریٹ میں مسز کرلش کی صحبت میں رہنے کی نسبت میں پنچ میں فرنیک کرلش کے پاس زیادہ پر لطف طریقہ سے وقت گذار سکوں گا کیونکہ پنچ کے انتظامات سے یہ پہلے ہی اچھی طرح واقف تھا۔ اس کے بعد مسز کرلش کے لئے بھی زیادہ اصرار کا موقعہ نہ رہا۔ لیکن اس نے کپتان کی طرف قہر آلود نگاہ سے دیکھا

جیسا کہ اس کے جواب میں اس پر اُلٹا اُسنے رحم کی نظر ڈالی۔

آخر جب مسٹر کرش اپنے شوہر سے رخصت ہولی تو چپتا اور ڈیٹی پارسن اسے ساتھ لے کر گاڑی والوں کے اڈہ کی طرف چلا۔ چونکہ اسے حوالات کے کمرہ تک پہونچانے میں بہت دیر لگی۔ اس لئے خیال ہے کہ اسے مسٹر کرش کی ناشتہ میں حصہ لینے کا وقت تھوڑا ہوگا۔

جب وہ واپس آگیا۔ تو ایک شخص کو بلا کر ڈرائیوکا اسباب ملنے والے شراب خانہ میں بھیجدیا گیا۔ جس کی اجرت اسنے ایک شلنگ وصول کی۔ وہ تو ما ہے وہ مسٹر فریب اور کپتان اور فیڈی پارسن کی بیت بیاپنچ کی طرف روانہ ہوا۔ پہونچ کر بھی انہیں شراب خانہ میں پہونچ کر ہی رخصت ہوگیا تھا۔

اس شراب خانہ کی پہلی منزل کی سامنے والی نشست گاہ میں کچھ سات شخص ہونگے بد وضع آدمی سگار اور گرم پانی ملی ہوئی جن پی رہے تھے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انکی گفتگو خود ان کے لئے بہت دلچسپ تھی۔ اگرچہ اجنبیوں کے لئے وہ ویسا ہی دلچسپ نہ ہوتی ہوگی۔ کیونکہ ساری باتیں اس روز کے واقعات عدالت دیوالیہ یا جج کے متعلق ہی تھیں۔ کیونکہ یہ اسی قسم کے لوگ تھے جو چھوٹے اتوار کے سوا روز دوپہر کو وقت مقررہ پر وہاں جمع ہوا کرتے تھے۔ اور ان کی گفتگو بھی ہمیشہ ایک ہی مضمون پر ہوتی تھی۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے۔ کہ یہ عدالتی پیادے تھے۔ اور ان کا تعلق دیوانی قید خانوں اور انصاف کی عدالتوں سے تھا۔ اس لئے زیادہ تر اپنے معاملات پر ہی ان میں گفتگو ہوتی تھی۔ جب انہیں فلیٹ یا بنچ کی مصروفیتوں سے فراغت ہوتی۔ تو یہ وایٹ منسٹر یا پرتگال سٹریٹ میں جمع ہو جاتے۔ اور اگر وہاں بھی نہ ملیں۔ تو پھر ان کا اڈہ یہ شراب خانہ سمجھا جاتا تھا۔

انہی حضرات میں سے ایک کے سپرد مسٹر گریب نے مسز فرانسس کرش کو پہنچا لے جانے کا کام سپرد کیا۔ اور چونکہ پیادہ مذکور نے ابھی اپنا سگار اور شراب کا گلاس ختم نہیں کیا تھا۔ اس لئے فریب کرش اور کپتان اور فیڈی پارسن انتظار کرنے کے لئے پاس ہی بیٹھ گئے آخر نصف گھنٹہ بعد کرایہ کی گاڑی طلب کی گئی۔ اور اس میں سوار ہوکر عدالتی پیادہ قیدی اور اس کا جنگجو دوست کنگز بنچ کے جیلخانہ کی طرف روانہ ہوئے

راستہ میں کرش نسبتاً خاموش رہا۔ قدرتی طور پر اس کی طبیعت میں جن خیالات

انحصر یہ تھا کہ یہ نیا مقام کس قسم کا ثابت ہوگا لیکن کپتان اس طرح جلدی جلدی باتیں کرتا رہا گویا وہ اپنے دوست کی کمی پوری کرنے پر تلا ہوا ہے۔ عدالت کا پیادہ یہ سوچ رہا تھا کہ آیا اس شخص کو غیر معمولی واقفیت رکھنے والا یا انتہا درجہ کا دروغ گو سمجھنا چاہئے۔ کہ اتنے میں گاڑی ایک بھیانک وضع کی پختہ دیوار میں بنے ہوئے نشیب دروازہ کے سامنے رک گئی۔

کپتان اولبنڈرلبس نے جھٹ اپنا سر گاڑی کی کھڑکی سے نکال کر کہا "یسوع کی قسم امیو۔ ہم پہنچ گئے۔ فرنیک وہ مکان جس کے سامنے درخت اگے ہوئے ہیں۔ مارشل کا ہے۔ اور میں خود کسی دن اس کے برابر رتبہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ مگر آؤ میرے دوست انتظار کر رہا ہے!"

اتنا کہہ کر سب سے پہلے کپتان گاڑی سے اترا۔ اس کے بعد فرنیک کرلش اور سب سے آخر میں پیادہ۔ جس بھیانک خشتی دیوار کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے اندر ایک احاطے سے گذر کر تینوں چند پختہ سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے کنگزبنچ کی بالائی ڈیوڑھی میں پہنچ گئے۔

باب ۱۰۵ قید خانہ کنگزبنچ

یہ جگہ بہت تنگ۔ میلی اور بدنما تھی۔ ایک دیوار کے ساتھ بہت بڑا کلاک لگا ہوا تھا۔ آتشدان میں تیز آگ جل رہی۔ اور ایک موٹا۔ تنومند۔ ادھیڑ عمر کا پہرہ دار جس کی بولی میں دیہاتی لہجہ پایا جاتا تھا۔ اندرونی دروازہ کے قریب ایک اونچے سٹول پر بیٹھا ہوا ان لوگوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو جیل خانہ سے باہر آتے۔ اور ان کے چہروں پر آگ کی تیز روشنی پڑتی تھی۔ اس کے قریب کئی خادمہ عورتیں اور قاصد جمع تھے۔ جنمیں سے کچھ تو ایل شراب پی رہے تھے۔ اور کچھ بنچ کے معاملات پر بحث کرنے میں مصروف تھے۔ ایک اور پہرہ دار جو قد کا ٹھگنا اور عادات میں پھرتیلا تھا۔ اور جسے عام طور سے لوگ لیفر کہکر بلاتے تھے۔ ایک اونچی چوبی دیوار کے اندر بنے ہوئے احاطہ میں بیٹھا ایک میلی پرانی کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ جس میں قیدیوں کے نام درج کئے جاتے تھے

پیادہ نے مسٹر فرنیک کرلش کو اس شخص کے روبرو پیش کیا۔ اور مسٹر لیفر نے اس کا نام

بھی اس میلی کتاب میں درج کرلیا۔ اس کے بعد اس سے فیس داخلہ طلب کی گئی۔ جو اس نے ادا کردی۔ پھر جب ان مبادیات سے فراغت ہوئی تو مسٹر لیفر نے اسے اندر جانے کی اجازت دیدی۔ اس پر بڑے پہرہ دار نے جس کے متعلق بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ وہ موٹا تازہ اور ادھیڑ عمر کا تھا۔ وہ دروازہ کھول دیا۔ جس کے قریب وہ بیٹھا تھا۔ اور کپتان ولنڈرلیس اپنے دوست کو ساتھ لئے ایک مختصر سے احاطہ میں سے گذر کر بغلی ڈیوڑھی سے ہوتا ہوا کنگز بنچ کے رقبہ میں داخل ہوگیا۔

وہاں پہنچکر کپتان ولنڈرلیس بائیں طرف کو مڑکر یکایک رک گیا۔ اور ایک شب عمارت کو جس کی چھت ڈھلوان بنی ہوئی تھی۔ تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ غیر معمولی خوشی کا اظہار کرکے بولا "جانتے ہو یہ کونسی جگہ ہے؟"

فریڈرک نے جواب دیا "میرے خیال میں برتن دھونے کی یا کوئلے کا ذخیرہ رکھنے کی جگہ ہوگی"

"یسوع کی قسم! اور میرے دوست تم اس خوشنما قیدخانہ کے سب سے دلکش مقام کی توہین کررہے ہو" کپتان نے جوش میں آکر کہا "یہ تو اس جگہ کا قہوہ خانہ ہے"

مسٹر کرٹس کو اس بیان سے ایسی تو بہت ہوئی۔ مگر یہ دیکھ کر کہ کپتان اس کا بہت مداح ہے۔ اور میرے لئے اس کی مذمت نامناسب ہوگی۔ وہ خاموش رہا۔ اور کپتان کے پیچھے قہوہ خانہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس جگہ کا اندرونی حصہ صرف اتنا تھا۔ کہ اس میں چار چھوٹی چھوٹی میزیں بچھائی جاسکیں۔ ایک وقت میں دس بارہ آدمیوں سے زیادہ اس میں نہیں بیٹھ سکتے تھے

جس وقت کپتان اور مسٹر کرٹس اندر داخل ہوئے۔ تو کم و بیش اتنی ہی تعداد وہاں موجود تھی۔ اپنے لئے کوئی نشست خالی نہ دیکھ کر کپتان نے بازو سینہ پر رکھ کر ایک فربہ اندام شریف صورت بڈھے کی طرف قہرآلود نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔ اور اپنے انگوٹھوں کو براہ راست اس سے مخاطب کئے بغیر زور سے کہنے لگا "مقدس دینیہ کی قسم اور کسی شخص کو ایک بینچ پر میرے اور میرے دوست کے لئے جگہ مہیا کرنی چاہئے۔ ورنہ میں ابھی اس کی [illegible] گا"

عمر رسیدہ شخص [illegible] ایک طرف کو کھسک گیا۔ اور اسی طرح دو تین اور شخص

سگریٹ جانے سے اسی جگہ پیدا ہو گئی۔ جس پر کپتان اور فیڈرلیس نیک کرش بیٹھے سکیں۔ دل اتفاق
سے میز کے قریب بیٹھتے ہوئے حاضرین پر تفصیل سے نظر ڈالی۔ گویا ان کا
سے لباس یا ہاتھوں کی قسم اور ... سے ... کلاس کی ... کیا روک لئے مگر
چونکہ ہر شخص نے ... کپتان کی طرف ... اور ... بیٹھ گئے
مطالبہ ... سیاہ ... اور ... ایک ... کو ... شراب خانہ کا نوکر
دونوں کو ایک بوتل دے کر ... کیونکہ ... شراب کی ... شراب خانہ کی ملازمت تھی

مسٹر نیک کرش نے اپنی جگہ پر بیٹھ کر حاضرین کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ ان میں
کئی طرح کے رنگ شامل ہیں۔ کم و بیش ہر طبقے کے ... مقام ... موجود تھے مثلاً کوئی
بگڑا ہوا رئیس۔ ایک خستہ حال شکاری۔ ایک تباہ شدہ دوکاندار۔ ایک دیوالیہ تاجر
اور کوئی ... شدہ پادری۔ ان کے علاوہ ایک شخص ... میں حصہ لینے والا ایک چابک
سوار۔ ایک وکیل۔ ایک غریب مصنف اور ایک دو ایسے آدمی بھی تھے۔ جن کے لئے
شاید ... کا ... اور غلط استعمال ہونے والا لفظ برتا جاتا ہے

یہاں پر ان کا حفظ مراتب کی شان مفقود تھی۔ اور سب کا درجہ مساوی نظر آتا تھا
اس لئے کہ ... کے جیل خانہ میں سارے ذاتی امتیازات جلدی ہی مٹ جاتے
ہیں۔ اس جگہ ... کے نیچے بھی کسی بڑے قصاب کے چھوٹے گلاس میں شراب پینا کسر
شان نہیں سمجھتے

جب کپتان ... اور مسٹر نیک کرش دونوں اس جگہ داخل ہوئے تو حاضرین
نے یہ سمجھ کر ... گفتگو جو ان میں ہو رہی تھی منقطع کر دی۔ اور چند منٹ تک
کامل خاموشی چھائی رہی۔ مگر اس کے بعد جب وہ شراب جو کپتان نے طلب کی تھی
لائی گئی۔ اور ان دونوں نے سگار بھی طلب کئے۔ تو حاضرین یہ معلوم کر کے کہ یہ بھی
ہماری طرح مشاغل تفریح کی تلاش میں ہیں۔ پھر اپنی اصلی حالت پر آ گئے۔ اور جو عجیب
ان پر ... چند منٹ کی خوفناک صورت سے طاری ہوا تھا۔ رفع ہو گیا۔

ایک ایک عیاش صورت نوجوان نے جو سگار اور پورٹ وائن پی رہا تھا گفتگو کا آغاز
کرتے ہوئے پوچھا۔ آج پرتگال سٹریٹ میں جیکسن کے معاملہ کا کیا ہوا؟
جس سے یہ سوال پوچھا گیا۔ وہ ایک کثیف پوش بھاری بھرکم آدمی تھا۔ ...

اُسے چھڑانے کے لئے واپس قید خانہ میں بھیج دیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ فریقِ مخالف اسے پورے طور پر سزا دلانے کے لئے آمادہ ہو چکا ہے۔ اس کا سارا قرضہ ہنڈیوں کی صورت میں ہے۔ جنہیں وہ ادا نہیں کر سکتا۔"

نوجوان نے کہا۔ "مگر تم ہنڈیوں کا ذکر کرتے ہو۔ میرا اپنا سارا قرضہ ہنڈیوں کی صورت میں ہے۔ اور کل رقم ستر ہزار پونڈ نکلتی ہے۔ حالانکہ میں حلفیہ بیان دینے کو آمادہ ہوں۔ کہ مجھے تین ہزار پونڈ سے زیادہ نہیں دئے گئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہیں میرا بھی وہی حال نہ ہو۔"

"نہیں دوست شیفر۔ مجھے اس کی امید نہیں۔" ایک اور ڈھنگے قد کا شخص کہنے لگا۔ جس نے بولنے سے پہلے ایک دو منٹ تک شراب کا گلاس منہ سے لگائے رکھا تھا۔ "تمہارے والد ایک لارڈ ہیں۔ جو بجائے خود ایک بہت بڑی اہمیت رکھنے والا معاملہ ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے پراسرار طریق پر حاضرین کی طرف دیکھا

آنریبل مسٹر شیفر نے امیرانہ انداز سے کرسی پر پیچھے کو جھک کر کپتان او ڈبنڈرلیس اور فریڈرک کرٹس کو خصوصیت سے متوجہ کرنے کے لئے کہا۔ "یہ درست ہے کہ میرے والد لارڈ کالبٹن ہیں۔ اور میں ان کا دوسرا بیٹا ہوں۔ لیکن بہرحال کسی لارڈ کا دوسرا بیٹا ہونا کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔"

"یسوع کی قسم! اور تم بالکل سچ کہتے ہو۔" کپتان نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "میرے دادا ڈبلن کے آرچ بشپ تھے۔ اور میرا باپ ان کا بیٹا تھا۔ اور میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔ مگر اس کے باوجود طاقتوں کی قسم! میں ایک معمولی کپتان ہوں۔ لیکن اگر میرا پانچ لاکھ کے قریب روپیہ چانسری میں رکا ہوا نہ ہوتا۔ تو میں بھی سوار ہو کر بسر کیا کرتا۔ اگرچہ اب بھی میرے پاس ایک بگھی اور گھوڑا موجود ہے۔ اور میرا دوست کرٹس یعنی یہ صاحب بھی لاکھ پونڈ کے لئے آج پنجرے میں نہ آتے۔ جو یقیناً نہایت افسوسناک بات ہے۔"

اس پر فریڈرک جو دروغگوئی میں اپنے جنگجو دوست سے پیچھے رہنا کسرِ شان سمجھتا تھا۔ اس گفتگو سے اشارہ پاکر کہنے لگا۔ "لیکن کپتان صاحب آپ کو معلوم ہے جس وقت میرا چچا ڈیوک واپس آیا۔ خدا قسم وہ مجھے ایک دن بھی یہاں نہ رہنے دیگا۔"

"درست ہے۔ بالکل درست ہے" ایلمبٹ ریس نے زور سے کہا "اور اس کے بعد ہم ایسے طریق پر جنگ کریں گے۔ کہ دشمن یاد ہی رکھیں۔"

کپتان اور فرنیک کرٹس کی ان باتوں سے حاضرین پر ایک حد تک رعب طاری ہو گیا۔ اگرچہ دو تین پرانے قیدیوں نے ایک دوسرے کو آہستہ سے چھو کر اس قسم کے اشارے کئے۔ گویا یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ دیکھو۔ دروغ بیانی کی حد ہو گئی ہے۔ مگر اس کے باوجود ان میں سے کسی نے ظاہر میں شک کر کے کپتان کو مشتعل کرنے کی جرات نہ کی۔

اتنے میں ایک افسردہ صورت آدمی جس نے بہت پھٹا ہوا سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور جس کے چہرے سے مصیبتوں کا اثر نمایاں تھا۔ کپتان کے منہ سے جینسری کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے وہ اس کونے سے جس میں وہ دبکا بیٹھا تھا ذرا آگے کو بڑھ آیا۔ اور پراہمیت لہجہ میں بولا "معاف فرمائیے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھ سے زیادہ جینسری کی تلخ واقفیت اور کسی کو نہ ہو گی"

حاضرین میں سے ایک بولا "پراوٹ تم اپنی داستان ان کے سامنے بھی ضرور بیان کرو۔ بخدا تمہاری حالت بہت افسوسناک ہے۔ اور میں اسے کسی مہذب ملک کے لئے بدنامی کا موجب سمجھتا ہوں۔"

"بدنامی!" اسی عمر رسیدہ شخص نے جس کا نام پراوٹ تھا کہا اور پھر وہ طنز آمیز لہجہ اختیار کر کے بولا "بدنامی تو ایک معمولی لفظ ہے۔ میں اسے ایک نہایت خوفناک اور بدنما داغ ندامت قرار دیتا ہوں۔ جس کے لئے ہمارے قانون ساز جوابدہ ہیں۔ گزشتہ بائیس سال سے میری یہی حالت ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ جینسری کی عدالت ہر ایک انسان کے لئے نہایت تباہ کن اثر رکھتی ہے۔ افسوس ہے کہ میرے پاس زیادہ سخت الفاظ موجود نہیں۔ ورنہ اسے اس سے بدتر قرار دینے کو تیار ہوں"

اس کا لہجہ بتدریج تیز تر ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ اس کے آخری الفاظ منہ سے نکلتے وقت اس کے چہرے پر بخار کی سی سرخی نمودار ہو گئی۔ اور آنکھیں جو عموماً بے رونق نظر آتی تھیں۔ چمکنے لگیں۔ چھاتی پھیل گئی۔ ہونٹ کانپنے لگے۔ اور ان سختیوں کی یاد نے جو اس نے برداشت کی تھیں۔ اس کے خستہ حال وجود میں ایک قسم کا جوش سا پیدا کر دیا۔

بار بار دکیا چیز ہے۔ اگر یاد دلاؤ تو جبار کو کبھی بھول سکتا تھا؟ دن میں ہر وقت اس کے خیالات اس کی آنکھوں کے سامنے رہتے تھے۔ اور رات کو وہ خواب میں اسے ہی دیکھتا تھا جس قدر باتیں وہ سنتا دیکھتا یا پڑھتا رہتا ان کا تجزیہ کرتا۔ ان میں سے ہر ایک کا تعلق اس ایک سوال سے معلوم کرتا تھا جو وہ کہا کرتا تھا کہ اتنی تکلیف کے بعد کیا میں اس قدر تکلیف کے بعد کیا اپنے گھر حاصل کر سکتا ہوں اور جب اسے نہیں ملتا تو وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے فاقہ پر مجبور کیا ہوا ہے ان کی شکست یہی ہے کہ وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ کوئی ایسا واقعہ جو انسان کے دل کے پر اثر ہو اس کے ہاتھ میں آ جاتا جس سے اس کے دل کو تسکین ہو جاتی تھی اور جب وہ اپنے آپ کو طفیل محسوس کرتا جیسا کہ وہ اکثر کیا کرتا تھا تو اس کے لئے بھی وہ عدالت چانسری ہی کو ذمہ دار قرار دیتا تھا۔ غرض وہ ہر معاملہ میں اپنے آپ کو چانسری کا مظلوم ظاہر کرتا تھا۔ اور اگر اس کی بات قابل یقین سمجھی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس عدالت سے زیادہ ذہنی اذیت کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔

چند منٹ کے وقفہ کے بعد براؤن نے پھر کہا "یہ سب کچھ انصاف کے نام پر ہو رہا ہے۔ ایک باضابطہ عدالت میں باقاعدہ اور تعلیم یافتہ جج بیٹھتا ہے۔ اور اس کے سامنے قابل بیرسٹروں کی قطار کھڑی ہوتی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس عدالت کے فیصلے اتنی تباہی کا موجب ہوتے ہیں۔ جو محتاج بیان نہیں۔"

وہ پھر رک گیا۔ اور اس کے بعد شراب کے چند گھونٹ پی کر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا "اس انتظام کو جس قدر جلد دور کیا جائے۔ بہتر ہے۔ اس میں بے حد اصلاح کی ضرورت ہے۔"

اب اس نے ان مقدمات کی تفصیل سنانی شروع کی۔ جن کا تعلق عدالت چانسری سے تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آزیبل مسٹر سینڈر نے کہا "حضرت کچھ اپنے مقدمہ کی نسبت بھی بیان کیجئے۔"

بڑھاپہ ذکر چھیڑنے کو تھا۔ کہ دروازہ کا گھنٹہ بجنے کی آواز سنائی دی۔ یہ گھنٹہ ایک شخص کے ہاتھ میں تھا۔ جو جا بجا چکر لگا رہا تھا۔ اور جتاتا جاتا تھا کہ تمام اجنبی مردوں عورتوں بچوں کو اب باہر چلے جانا چاہئے۔"

فرنیک گرلش نے اپنے دوست کیلیفن سے آواز دبا کر پوچھا "کیا تم بھی چلے

جاؤ گے۔

اولڈ ڈیلس کہنے لگا۔ تم فکر نہ کرو۔ قید خانہ کا منتظم تمہارے علاوہ مجھے بھی ایک بستر دے دیگا۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں روپیہ سے ہر چیز میسر آسکتی ہے۔

نصف گھنٹہ تک اور معاملات پر بحث کرتے ہوئے گذر گیا۔ اور اس کے بعد پھر اس قسم کی آوازیں آئیں۔ کہ جن شخصوں کا اس قید خانہ سے تعلق نہیں۔ وہ باہر چلے جائیں۔ اس پر قید خانہ کی نشستیں بھی خالی ہونے لگی ہیں۔ اور اب صرف اولڈ ڈیلس اور فرنیک کیٹر ہی رہ گئے۔ باقیوں کے چلے جانے کی یہ وجہ تھی۔ کہ اس وقت وہ لوگ جن کا جیلخانہ سے تعلق نہ ہو۔ واپس جانے لگتے۔ تو قیدی ان سے ملتے اور انہیں چھوڑنے کے لئے دروازہ تک ساتھ جایا کرتے تھے۔

کپتان نے قید خانہ کی گھنٹی زور سے بجائی۔ اور جب وٹیر نمودار ہوا۔ تو اس نے کہا "میں قید خانہ کے منتظم سے ملنا چاہتا ہوں۔" اس کے بعد اولڈ ڈیلس کا منتظم قید خانہ سے اطمینان بخش طریق پر معاملہ طے ہو گیا۔ اور اس نے دونوں دوستوں کے لئے سونے کی جگہ مہیا کرنے کا وعدہ کیا۔ شراب کی ایک اور بوتل لائی گئی۔ اور کپتان نے کرش سے بااصرار کہا۔ کہ صبح کا وقت تم جیل کے مختلف حصے دیکھنے میں صرف کیا کرو۔ اور شام کا تفریح میں۔" چنانچہ یہ تفریح رات کے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ آخر اس وقت قید خانہ کی روشنی گل کر دی گئی اور ان دونوں کو انکی خوابگاہ میں پہنچا دیا گیا۔

خوابگاہ کے کمرے تابوت سے دوگنے بڑے تھے۔ لیکن آسائش کے لحاظ سے ان میں اور تابوت میں کچھ زیادہ فرق نہ تھا۔

باب ۱۰۶ قید خانہ کے مزید حالات

اس سے دوسرے دن صبح کے ساڑھے سات بجے کے قریب وٹیر نے آکر مسٹر کرش کے دروازہ پر دستک دی۔ اور کہنے لگا "آپ تیار ہو جائیں سا ڈھنے بجے آپ نے باہر کی ڈیوڑھی میں جانا ہے۔ کیونکہ وہاں آپ کی ضرورت ہے۔"

فرنیک جھٹ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور دل سے کہنے لگا کون مجھ سے ملنا

جاسکتا ہے" اس خیال سے اسے خوشی بھی ہوئی۔ کہ شاید سر کرسٹوفر ملبنٹ میرا تعارف اوراک کے مجمع ... ملنے والوں نے کیا ہے

اس نے خادم سے اس بارہ میں مزید سوالات پوچھنے چاہے۔ مگر وہ اتنے میں واپس جا چکا تھا۔ پس کرسٹی نے فکر و اضطراب کی حالت میں ہی کپڑے پہنے۔ اور جب منہ ہاتھ دھو اور کپڑے پہن کر فارغ ہوا۔ تو اٹھنے کے قریب وقت ہو گیا تھا۔ چنانچہ اپنے دوست کپتان کی خوابگاہ کے پاس سے گذرتے ہوئے اس نے اس پر زور سے مکا مارا۔ اور اس کے بعد ... پھاٹک کی طرف روانہ ہوا۔

یہ پھاٹک ابھی کھلا نہیں تھا۔ لیکن اس کے قریب بہت سے قیدی جمع تھے بعض نے لباس شب خوابی پہنا ہوا تھا۔ اور بعض نے صرف قمیص اور پاجامہ لیکن ان کی حالت مجموعی طور پر اس قدر افسوسناک تھی جس کی مثال کسی دوسری جگہ نہیں دیکھی جاتی۔ آخر کار یہ پھاٹک کھلا۔ اور باہر سے کئی آدمیوں کا مجمع جس میں قاصد خادمہ عورتیں گوالے پھل بیچنے والے لڑکے اور مچھلی والے شامل تھے۔ اندر داخل ہوا۔

جب یہ لوگ گذر چکے۔ تو فریڈ ریک کرسٹی نے اندر داخل ہو کر ایک بازو والے ایک پہرہ دار سے جو آتشدان کے سامنے کھڑا تھا۔ پوچھا "مجھے یہاں کس نے بلایا ہے؟"

اس نے جواب دیا "میں نے اور میرے ساتھیوں نے"

فریڈریک نے پوچھا "کس لئے؟"

وہ بولا "آپ کی شبیہ حاصل کرنے کے لئے"

"میری شبیہ!" نوجوان نے متعجب ہو کر کہا۔ اور اس کے بعد وہ یہ دیکھنے کے لئے ادھر ادھر جھانکنے لگا۔ کہ شاید کوئی مصور سامان تصویر کشی لئے موجود ہوگا۔ مگر جب اس قسم کا کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ تو اس نے اس خیال سے تند صورت اختیار کر لی۔ کہ شاید یہ شخص مجھ سے مذاق کرتا ہے

اس پر وہ پہرہ دار جو بجائے خود ایک بااخلاق آدمی تھا۔ کہنے لگا "حضرت شبیہ حاصل کرنے سے اس جگہ یہ مطلب لیا جاتا ہے۔ کہ کسی نئے قیدی کو دن کی روشنی میں اچھی طرح دیکھ کر اس کی صورت بخوبی ذہن نشین کر لی جائے۔ بات یہ ہے ساس کالج میں

... کیونکہ ہم اسے کالج ہی کہا کرتے ہیں... تین چار سو آدمی موجود ہیں۔ اور آپ سمجھ سکتے ہیں۔ ان تین چار سو کو شناخت کرنا سہل کام نہیں"

فرینک اب معاملہ کی اصلیت کو سمجھ کر ہنسنے لگا۔ اور بولا "میں تمہارا مطلب سمجھ گیا"

جبکہ وہ گفتگو کر رہا تھا۔ چند اور پہرہ دار نمودار ہوئے۔ اور ان میں سے ہر ایک اسے صحیح بخیر" کہکر غور سے اس کے بدن کے ہر حصہ کو دیکھنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ یہ لوگ اس کے سارے اعضا کو پوری طرح ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں فرینک نے بہت کوشش کی۔ کہ لاپرواہی کا اظہار کرے۔ مگر وہ اپنے اضطراب کو ضبط نہ کر سکا۔ اور آخر جب یہ امتحان قریباً پانچ منٹ کے عرصہ میں ختم ہوا۔ تو وہ زیادہ مطمئن نظر آنے لگا۔

اب پہرہ دار واپس چلے گئے۔ اور کرلش تنہا اس ایک بازو والے پہرہ دار کے پاس رہ گیا۔

آخرالذکر کھلے ہوئے دروازہ کے قریب جہاں سے کرکٹ کھیلنے کا میدان اور عمارات کا بڑا حصہ صاف نظر آتا تھا۔ ایک سٹول پر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا "کیوں صاحب آپ اس عملیانہ کو کہاں تک پسند کرنے لگے ہیں؟ میری رائے میں تو یہ بہت عمدہ مکان ہے"

فرینک نے جواب دیا "بےشک اور اگر یہ اس سے برا ہوتا۔ تو مجھے وجہ شکایت نہ تھی۔ لیکن میری رائے میں یہاں پر تمہیں طرح طرح کے قیدیوں سے واسطہ پڑتا ہوگا!"

پہرہ دار نے قیدی کی طرف پر اہمیت نگاہ سے دیکھکر کہا۔ "آپ کا خیال درست ہے۔ دیکھیے وہ شخص جو آپ کو پھٹا ہوا نیلا کوٹ پہنے رکیٹ کھیلنے کے میدان میں پھرتا نظر آتا ہے۔ آج سے قریباً بیس سال پیشتر اپنی گاڑی پر سوار ... کیا کرتا تھا۔ اس وقت اس کے ساتھ وردی پوش نوکر ہی ہوتے تھے۔ مگر اب وہ ... میدان میں گرد ہلنے کا بدلہ پھرانے پر تیار رہتا ہے"

فرینک کانپ کر کہنے لگا "کیا اس کمبخت یہاں سے واپس جانا ... ہے؟"

پہرہ والے نے جواب دیا "آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا۔ کہ ... "

کرش نے واقعی متعجب ہوکر کہا "کیا کہتے ہو؟ اپنا قیدی! کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ وہ عمداً اور قصداً یہاں ٹھیرا ہوا ہے؟"

پہرہ دار بولا "جی ہاں اس ایک شخص پر کیا منحصر ہے۔ اور بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو اس طرح یہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ عرصہ دراز تک یہاں رہتے ہیں۔ حتے کہ ان کے سارے دوست رشتہ دار مرجاتے ہیں۔ اور ان کے لئے قید خانہ سے باہر کوئی سامان دلچسپی باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ جب ان کے قرضخواہ بھی مر جاتے ہیں۔ اور ان کی رہائی کا پروانہ آجاتا ہے۔ تو یہ لوگ اسے جیب میں ڈال کر چپ چاپ رکھتے ہیں۔ اور یہاں سے جانے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ باہر کوئی ہمارا خبر گیراں نہیں۔ اور یہاں کئی ایک دوست آشنا موجود ہیں۔ اور کچھ نہ کچھ کھانے کو بھی مل ہی جاتا ہے۔"

فرنیک کہنے لگا "یہ نہایت عجیب بات ہے۔"

پہرہ دار جو قیدی کو اپنی پراسرار گفتگو سے اور زیادہ متعجب کرنا چاہتا تھا۔ بولا۔ "یہاں اس سے بھی عجیب تر باتیں ظہور میں آتی ہیں۔ آپ ان شخصوں کی نسبت کیا خیال کریں گے۔ جو از خود اس جیلخانہ میں آجاتے ہیں۔ اور اپنی ساری عمر یہیں گذارنے پر آمادہ ہیں۔"

کرش نے جواب دیا "میرے نزدیک تو جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ مذاق ہے"

"مذاق!" پہرہ دار نے اظہار تعجب و ناراضگی کرتے ہوئے کہا "نہیں صاحب یہ مذاق نہیں۔ حقیقت ہے۔ دیکھئے وہ موٹا تازہ شخص جو سامنے ایک جاکٹ پہنے کچھ سودا خریدتا نظر آتا ہے۔ اس کا واقعہ اسی قسم کا ہے وہ جعلسازی یا اسی قسم کے کسی اور جرم کا مرتکب ہوا تھا۔ جس کے لئے اس کے خلاف وارنٹ گرفتاری نکل چکا تھا۔ وہ اس خیال سے فرار نہیں ہونا چاہتا تھا کہ ایسا نہ ہو۔ میں ولایت میں گرفتار ہو جاؤں۔ اس نے ایک دوست کو کہہ کر یہ انتظام کیا کہ اس کی گرفتاری عدم ادائے قرضہ کے لئے عمل میں لائی گئی۔ بعد ازاں وہ پروانہ رہائی کے ذریعہ بیچ میں داخل ہوگیا۔ اور اس کے خلاف وارنٹ گرفتاری یہاں پر لایا گیا۔ مگر اس وارنٹ کی تعمیل جبھی ہو سکتی ہے۔ کہ یہ قیدی کا قرضہ ادا کرے۔ اور چونکہ وہ قرضہ

ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا۔ اس لئے وارنٹ کی تعمیل ہونے کی کوئی ممکن صورت نہیں۔"

کرلش نے کہا "اس سے تو معلوم ہوا۔ کہ بہت سے لوگ جن کو جیل خانہ نیوگیٹ میں پہنچنا چاہئے۔ بیچ کو ایک پُر آسائش مقام پاکر اس میں پناہ گزین ہو سکتے ہیں لیکن مشکل ہے۔ کہ انسان تجربہ ہی سے سب کچھ سیکھتا ہے۔"

پہرہ دار کہنے لگا "دیکھئے میں آپ کو ایک اور عجیب تر واقعہ سناتا ہوں۔ وہ جو تنومند کا مضبوط آدمی جو چھڑی ہاتھ میں لئے ادھر ادھر ٹہلتا نظر آتا ہے۔ کئی سال سے اس جگہ رہتا ہے۔ اور امید نہیں کہ چند سال سے پہلے یہاں سے جائے۔ اس کے قرضخواہ اسے تین پونڈ ہفتہ وار جیب خرچ اس لئے ادا کرتے ہیں۔ کہ وہ جیل میں زیر حراست رہنے پر آمادہ ہے۔"

کرلش نے بہت متعجب ہو کر کہا "کیا کہتے ہو! اس کے قرضخواہ اس کا جیب خرچ ادا کرتے ہیں؟"

پہرہ دار نے جواب دیا "جی ہاں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص کی بہت سی اراضی اس وقت اس کے دو تین خاص قرضخواہوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہی اس کا انتظام کرتے اور اس کی آمدنی کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ اگر یہ شخص عدالت دیوالیہ میں پیش ہو تو جائداد کی آمدنی کا حصہ رسد سب قرضخواہوں میں تقسیم ہو جائے۔ اسے روکنے کے لئے وہ تین خاص قرضخواہ اسے تین پونڈ ہفتہ وار وظیفہ دیتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ یہ عدالت دیوالیہ میں نہ جائے۔ اس میں ان کا بھی فائدہ ہے۔ اور یہ شخص بھی خوش ہے۔ اس کی بیوی یا یوں کہنا چاہئے۔ کہ اس کی لیڈی بھی پاس ہی رہتی ہے۔ اور ان کے بچے بڑے خوبصورت اور پیارے ہیں۔ دیکھئے وہ سامنے اس بے فکری کے ساتھ کیچڑ میں کھیل رہے ہیں۔ گویا قید خانہ کی بجائے کسی محل میں رہتے ہوں۔ حالانکہ یہ سب کے سب اس جگہ زمانہ حراست میں پیدا ہوئے تھے۔"

فرنیک نے پوچھا "بھلا وہ لنگڑا عمر رسیدہ شخص کون ہے۔ جو ہاتھ میں اخبارات لئے پھر رہا ہے؟"

پہرہ دار نے جواب دیا "وہ پنچ کا اخبار فروش ہے۔ چند سال پیشتر یہ شخص

دولتمند اور خوشحال تھا۔ اس کے بعد چینسری سے ہو کر بنچ میں پہنچا۔ کیونکہ یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ جو شخص چینسری میں پہنچے۔ اسے بنچ میں ضرور آنا پڑتا ہے۔ اب اس لنگڑے کی تمام زندگی فنا پڑتا ہے۔ جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ دنیا میں کیسے کیسے انقلابات پیش آتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ دنیا بھی آنا ہی عجیب مقام ہے جیسے بنچ کا قید خانہ یہ بیان کرنا مشکل ہے کہ دنیا کی نسبت پہرہ دار کے خیالات کیا تھے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ اس بارہ میں اس کی واقفیت بہت مبہم تھی۔ کیونکہ اسکی رائے میں بنچ اور دنیا دو جداگانہ مقام تھے۔ جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اگرچہ وہ بنچ میں قیدی کی حیثیت سے نہیں رہتا تھا۔ تاہم اس کی دنیا وہی تھی۔ اور اس لحاظ سے وہ اس دنیا اور خارجی دنیا میں کچھ فرق سمجھتا تھا۔ افسوس ہے کہ بہت لوگ جو اس جگہ عرصہ دراز سے زیر حراست تھے وہ بھی ایسا ہی سمجھتے تھے۔

فرینک اب پہرہ دار کی باتوں میں بہت دلچسپی لینے لگا تھا۔ بولا "یہ دونوں عورتیں جو رکیٹ کے میدان کے قریب پٹڑی پر سیر کر رہی ہیں کون ہیں؟"

پہرہ دار بولا "ہمارے ہاں اس پٹڑی کو پریڈ بولتے ہیں۔ یہ دونوں عورتیں ماں بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے بیٹی جو زیر حراست ہے۔ بڑی خوبصورت لڑکی ہے۔ اور اس کی ماں محض نگرانی کے لئے اس کے پاس ٹھیری ہوئی ہے۔ لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ یہ لڑکی مرزبل سٹرینیر کے ساتھ بہت کچھ میل جول رکھتی ہے۔ اگرچہ ماں اس سے بے تکلفی کو نظر انداز کرتی رہتی ہے۔ ایسی باتیں اچھے با انتظام گھروں میں بھی ظہور میں آتی رہتی ہیں اور بنچ میں تو کوئی شخص خاص طور پر محتاط نہیں رہ سکتا۔ بات یہ ہے کہ لوگ اس جگہ اخلاق سیکھنے نہیں آتے۔ اور اس لئے جتنی جوان کنواری عورتیں یہاں آتی ہیں۔ ضرور بگڑ جاتی ہیں۔ لیکن یہ ایک معاملہ ہے جس سے مجھے سروکار نہیں۔" اور یہ کہتے ہوئے پہرہ دار نے اپنی کنجی کو دروازہ کے قفل میں زور سے پھرایا۔

"خاتون کی قسم۔ در کیا تم مجھ سے پہلے ہی سیر کو نکل گئے؟" یکایک کپتان اولنٹ جس کی معروف آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد فوراً ہی خود کپتان صاحب رات کے آرام اور نیند کے نشہ کے بعد تازہ دم ہو کر نمودار ہوئے۔

فرینک کہنے لگا "دراصل میں نے جنٹ شبیہ کو غسل کرنے کیلئے بلایا تھا۔ ورنہ تم جانتے

ہو۔ میں اس وقت تک سونے کا عادی ہوں"۔

کپتان بولا "پھر آؤ اب ہم جیل کے مختلف حصوں کی سیر کر آئیں۔ ہماری واپسی تک کھانا تیار ہو جائے گا۔ میں نے صبح کے کھانے کے لئے قہوہ۔ ڈبل روٹی۔ گوشت۔ انڈے۔ پھل اور ایسی ہی کئی اور چیزیں منگائی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں سیر کرنے سے ہماری بھوک خوب چمک جائے گی"۔

اس پر مسٹر کرٹس اپنے دوست کے بازو میں بازو ڈالکر سیر کرنے چلا۔

تھوڑی دور جاکر کپتان کہنے لگا "فریڈ نیک تمہارے دائیں ہاتھ جو عمارت نظر آتی ہے۔ اسے سٹیٹ ہوس کہتے ہیں۔ یہ جگہ دراصل سرکاری قیدیوں اور ایسے ہی شخصوں کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن عام طور پر دوسرے قیدی بھی اس کے کمروں پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اور پھر انہیں شیطان بھی وہاں سے نہیں نکال سکتا۔ مگر آؤ میں پہلے تمہیں جیل کا شراب خانہ دکھا لاؤں"۔

یہ کہتے ہوئے وہ ایک نشیب اور تنگ جگہ میں داخل ہوئے جس میں نہایت کھردری قسم کی بہت سی میزیں بچھی ہوئی تھیں۔ جن کی سطح پر لوگوں نے چاقو سے اپنے نام یا ناموں کے ابتدائی حروف کندہ کر رکھے تھے۔ میزوں پر کئی تصاویر بھی چاقو سے سطح کو چھیل کر بنائی گئی تھیں۔ جن میں قابل ذکر پھانسی پر لٹکتے ہوئے آدمیوں کی تصاویر تھیں۔ آتشدان میں تیز آگ جل رہی تھی۔ اور اس کے قریب کئی غریب قیدی اور عدالتی پیادے بیٹھے گپ ہانک رہے تھے۔ انہی میزوں میں سے ایک پر اخبار فروش لنگڑا جیری کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اخبارات کو چھانٹ رہا تھا۔

جس وقت کپتان اور کرٹس شراب خانہ کے اندرونی حصہ کا معائنہ کر کے واپس آنے لگے۔ تو کپتان نے اس شخص کے قریب پہنچکر جو شراب بیچتا تھا۔ کہا "مسٹر ورتن دو گلاس شراب کے ہمیں دے دیجئے اس کے لئے تمہیں سلام کرتا ہوں"۔

فریڈ نیک اپنے دوست کی طرف تعجب کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا "اتنے سویرے جو کی شراب پینے لگے ہو؟"

کپتان بولا "واہ! تم اس جگہ کی شراب پی کے تو دیکھو۔ کل میں نے تمہارے سامنے اس کی کتنی تعریف کی تھی۔ اب پیکر دیکھو۔ میں سچ کہتا تھا یا نہیں"۔

پہ کیونکہ کپتان نے مسٹر کرلش کو ایک گلاس پورٹر کا پینے پر مجبور کیا۔ اگرچہ صبح کی چائے سے پہلے کرلش کو اس قسم کی ہلکی شراب "اگوار معلوم ہوتی تھی۔ لیکن غریب کو انکار کرتے بن نہ پڑی۔

اس میں شک نہیں کہ بیئر بہت عمدہ تھی۔ اور جب اسے پی کر فریڈ یمنڈ نے اس کی تعریف شروع کی۔ تو کپتان اتنا خوش ہوا۔ گویا اس نے خود اسے کشید کیا ہو۔

کہنے لگا۔ "آداب ہم اور آگے چلیں"۔ چنانچہ دونوں بازو میں بازو ڈالے شراب خانے سے باہر نکلے۔ دروازہ پر دو تین غریب قیدی کھڑے تھے۔ وہ انہیں دیکھکر مودبانہ طریقے سے ایک طرف کو ہٹ گئے۔

یہ دونوں میدان کے اس حصہ میں پہنچ گئے تھے۔ جسے پہرہ والے پرنٹ کے نام سے موسوم کیا تھا۔ یہاں سے عمارت کا سامنے والا حصہ پوری طرح نظر آتا تھا۔ یہ ایک تاریک بارک کی شکل کی عمارت تھی۔ اور چھ سات زینے اس کے اوپر چڑھنے کیلئے بنے ہوئے تھے۔ کچھ کھڑکیوں کے باہر الماریاں تھیں۔ جن میں قیدی اپنا سامان رکھتے تھے۔ اور بعض حالتوں میں ان الماریوں کے اوپر گملوں میں مرجھائے ہوئے پودے بھی لگے ہوئے تھے۔ عمارت کے وسط میں گرجا اور گرجا کے بالائی حصوں میں شفاخانہ تھا۔ پچلی منزل کے کئی کمرے دوکانوں کی طرح سجے ہوئے تھے۔ اور ان میں مختلف قیدی اس قسم کی چیزیں فروخت کرتے تھے۔ مثلاً پنیر اور کیمپ کے ٹکڑے۔ مچھلی، گوشت۔ دیا سلائیاں۔ دلیہ۔ موم بتیاں۔ ریکٹ کھیلنے کے گیند۔ سخت ڈبل روٹی۔ صابون۔ انڈے وغیرہ۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ مختلف چھوٹے درجہ کے دوکاندار خوب زور سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

دوکانوں کے اندر چائے۔ تمباکو اور ہیرنگ کے ڈبے سجے ہوئے نظر آتے تھے اور ایک دوکان کے کونٹر کے پیچھے ایک موٹا تازہ مرد جو بظاہر اس دوکان کا مالک تھا۔ کھڑا سگار کے بنے ہوئے اُن ٹکٹوں کو جو بیچنے کی اور فروخت کی علامت تھے تعجب کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

کپتان نے فریڈ یمنک کا رخ ریکٹ کھیلنے کے میدان کی طرف پھیرتے ہوئے کہا۔ "اس طرف دیکھو نہیں کوئی خاص چیز نظر آتی ہے"۔

کرلش نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا "مجھے تو سوائے اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا کہ دیوار پر ایک جالی لگی ہوئی ہے۔ کہ گنبد یا برج جا گرے"۔

اولنبڈریں نے اپنی چھڑی سے ایک خاص سمت میں اشارہ کرتے ہوئے کہا "اے میرے دوست ادھر کیا اب بھی تمہیں کوئی خاص چیز نظر نہیں آتی؟"

فرنیک بہت دیر ادھر ادھر غور سے دیکھتا رہا۔ مگر جب اسے کوئی خاص چیز نظر نہ آئی تو کہنے لگا "مجھے تو یہاں سوائے ایک پمپ کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا"۔

"یسوع کی قسم! اور یہی تو وہ چیز ہے۔ جو میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں" کپتان نے زور سے چلا کر کہا "اسے ڈالفن پمپ کہتے ہیں۔ اس سارے یورپ میں سب سے خوشنما پمپ ہے۔ اس پر پنج کو جس قدر بھی ناز ہو بجا ہے۔ مگر طاقتوں کی قسم! تم لوگ میں اس کا پانی پلا کر دکھاتا ہوں"۔

کرلش نے بیزار ہو کر کہا "مجھے پیاس نہیں۔ اور میں پانی پینا نہیں چاہتا۔ مگر کپتان ایسا شخص نہ تھا۔ جو اس کی بات مان لیتا۔ اس نے ایک قیدی سے جو کھڑکی کے پاس بیٹھا پی رہا تھا۔ گلاس مانگا۔ اور پھر دیوانہ وار پمپ کو چلانے لگا۔ پھر لبالب پانی سے بھرا ہوا گلاس فرنیک کے روبرو پیش کر کے سارے کا سارا پینے پر مجبور کیا۔ اس میں شک نہیں پانی خوشگوار تھا۔ لیکن جسے شراب کی عادت ہو۔ وہ بھلا ایسے پانی کی خاک قدر کر سکتا ہے۔

خیر فرنیک کو مجبوراً پورا گلاس معدہ میں انڈیلنا پڑا۔ اور آخر گلاس خالی کر کے اس نے پوچھا "کپتان تم نہ پیو گے؟"

کپتان بولا "یسوع کی قسم! اور میں تو اس پانی کی خوبیوں سے مدت کا واقف ہوں اس لئے میرے واسطے اظہار رائے کی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ فرنیک میں نئی نئی چیزوں سے اپنے معدہ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ تم جوان آدمی ہو۔ اس لئے اسے آسانی سے ہضم کر سکو گے"۔

کرلش کا اس تشریح سے اطمینان تو نہ ہوا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ کپتان کے ساتھ بحث میں کامیاب ہونا بھی ناممکن ہے۔ اس لئے خاموش ہو رہا۔ اور یہ دونوں آگے سیر کرنے چلے

قید خانہ کے مشرقی حصہ اور اس عقب کے۔ وہ یہاں جرلبند کی طرف واقع ہے

اس جگہ کی منڈی تھی۔ جہاں نہایت افسوسناک قسم کے قیدی بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں ایک قصاب ایک مچھلی فروش۔ ایک کبجڑے اور ایک کوئلے والے کی دوکانیں تھیں سو واضح رہے کہ یہ لوگ بھی اس جیلخانہ کے قیدی ہی تھے۔ اور اب یہاں تجارت کرنے لگے تھے۔ منڈی کے وسط میں ایک دوکان پر جہاں پھل سبزی اور مچھلیاں فروخت ہوتی تھیں۔ ایک عمر رسیدہ عورت جو رنگت اور لباس سے جپسی معلوم ہوتی تھی۔ اور جس نے سر پر ایک پرانی میلی ٹوپی رکھی ہوئی تھی بیٹھی تھی۔ اس بڑھیا کا نام اولڈ مینی مشہور تھا۔ چنانچہ کپتان اولبنڈرس نے اسے اس نام سے مخاطب کیا۔ اور آواز دبا کر فرنیک سے کہنے لگا "یہ عورت قیدی تھی۔ اور اس کی دوکان خوب چلتی ہے۔ باقی دوکاندار اس کی تاب مقابلہ نہیں لا سکتے۔ بات یہ ہے اس کے پاس سرمایہ کافی ہے۔ وہ دوسرے دوکاندار جو تم نے دیکھے انہوں نے سوا شلنگ ڈیڑھ شلنگ سرمایہ سے کاروبار شروع کیا تھا۔ اس لئے وہ کسی کو ادھار نہیں دے سکتے۔ اور [illegible] کی قسم ایسی ہے کہ جو شخص ادھار نہ فروخت کر سکتا ہو۔ اس کا کاروبار چلنا غیر ممکن ہے"

اس کے بعد کپتان اپنے دوست کو باورچی خانہ کی طرف لے چلا۔ جو منڈی کے قریب ہی بنا ہوا تھا۔ اور وہاں سے گذر کر یہ دونوں عقبی حصہ عمارت کی طرف گئے جہاں اولبنڈرس نے فرنیک کی توجہ خصوصیت سے اس حصہ کی طرف دلائی۔ جسے غریب قیدیوں کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔

عجب حقیقت ہے کہ اس دنیا میں افلاس کو ایک ایسی لعنت سمجھا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اعلیٰ و ادنیٰ ہر صیغہ میں امیر و غریب کے لئے امتیازات قائم ہیں۔ جس کی جیب میں نقدی ہو اسے جیل خانہ میں [illegible] زیر حراست رہنے کے بعد بھی سوسائٹی قابل نفرت نہیں سمجھتی۔ بلکہ اس کے داغ ندامت کو مختصر افسانہ کر دیتی ہے۔ لیکن جس کے کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے ہوں۔ جس کی جیب میں ایک پیسہ نہ ہو وہ اگر دیانتدار ہو اگرچہ لوگ حقارت کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ یہ شخص ہماری خانے میں رہ چکا ہے کوئی اسے قوم کے ٹکڑوں پر پرورش پانے والا بتاتا ہے۔ دوران لوگوں کو تنہا ہی اہمیت دکھاتی ہے جیسے کوئی کہے۔ کہ یہ شخص سزایاب ہو کر جیلخانہ میں رہ چکا ہے۔ افسوس کہ خود غریبوں میں یہ حالت پائی جاتی ہے کہ جو شخص جیلخانہ میں رہ آیا ہو

اسے دوسرے اتنا برا نہیں سمجھتے۔ جتنا اس شخص کو جسے مفلسی کی وجہ سے کچھ دنوں محتاج خانہ میں رہنا پڑا ہو۔ امیری اور غریبی کے امتیازی سلسلہ کا یہ ایک ایسا نتیجہ ہے جسے نہایت افسوسناک سمجھا جائے گا۔

ناظرین سوال کرتے ہیں کہ مقروضوں کے جیلخانہ میں جہاں ہر شخص روپیہ کی کمی سے قرض ادا نہ کرنے کے باعث داخل ہوتا ہے۔ امیر و غریب کا کیا سوال؟ مگر ذہن یہاں بھی امیر و غریب دونوں طرح کے لوگ موجود ہیں۔ غریبوں سے مراد ان شخصوں سے لی جاتی ہے جو بالکل مفلس قلاش ہوکر داخل ہوں۔ جو شخص نقدی رکھتا ہوا اپنے قرضخواہ کو روپیہ ادا نہ کرے۔ بلکہ اسے نیک جیلخانہ میں داخل ہو جائے۔ وہ بہتر سلوک کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ مگر جس نے کسی جائز کام کے لئے قرض لیا تھا۔ اور وہ اُسے واپس ادا نہیں کرسکا۔ وہ جب نادار حالت اس جیلخانہ میں پہنچتا ہے۔ تو اس کے لئے وہ حصہ مخصوص کیا جاتا ہے جو غریبوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ دیکھا جاتا ہے کہ فیشن ایبل قمار باز۔ فضول خرچ بانکے۔ آوارہ مزاج نوجوان جو اس نیت سے قرض لیتے ہیں۔ کہ اسے کبھی ادا نہ کرینگے۔ ذاتی گاڑیوں پر اس قیدخانہ میں آتے ہیں۔ راستہ میں قارق کو شراب پلاکر خوش کر لیتے ہیں کسی غریب دوکاندار کو دھوکا دے کر جسقدر روپیہ انہوں نے وصول کیا تھا۔ اس کا بچا ہوا حصہ ساتھ لے آتے ہیں۔ تاکہ قیدخانہ کے بہتر حصہ میں رہ کر اس سے عیش اڑائیں۔ پس اگر مقروضوں کے قیدخانہ میں غریبوں کے لئے ایک حصہ مخصوص کرنے کی ضرورت ہے۔ تو کیا قمار بازوں کے لئے ایک اور حصہ مخصوص کرنے کی ضرورت نہیں؟

انگریزی زبان میں سب سے زیادہ حقارت آمیز لفظ "غریب" ہے کسی شخص کو "غریب" کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ بد دیانت ہے۔ بلکہ بعض حالتوں میں اس سے بھی بُرے معنے لئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ بددیانت کے معاملہ میں پھر بھی امید کی جھلک پائی جاتی ہے۔ لوگ سوچتے ہیں کہ اگر اس کے پاس روپیہ ہے۔ اور وہ دیانتداری سے ادا نہیں کرتا۔ تو بھی اس کے متعلق کچھ امید باقی ہے۔ لیکن دوسری صورت میں فیصلہ کو ناطق سمجھا جاتا ہے۔ اور اس میں کسی دلیل کی گنجائش نہیں۔ اس سوال پر کبھی کوئی غور ہی نہیں کرتا۔ کہ ایک غریب آدمی دیانتدار بھی ہو سکتا ہے کسی نامعلوم وجہ سے مفلسی اور برائی کو مترادف الفاظ سمجھا جاتا ہے۔ کسی کو غریب کہنا دوسرے لفظوں میں اُسے بد دیانت اور بدمعاش قرار دینا ہے۔

اس لفظ کے معنی میں اتنی حقارت بھری ہوئی ہے کہ جہاں کہیں ایسا شخص موجود ہو - امراء اور اصحاب ثروت لوگ اپنی جیبوں کو بھی اگلا کر صفایا کرنے لگتے ہیں - اور سمجھتے ہیں کہ غریب آدمی سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں - ان کی نظروں میں ایک مفلس آدمی نہایت قابل نفرت و حقارت ہے - اور اسے کبھی کسی شریف آدمی کے سامنے نہیں آنا چاہئے - غریب کی موجودگی اسی طرح قابل نفرت سمجھا جاتا ہے - جیسے کسی جذامی کی موجودگی کو -

یہ باتیں اسقدر صحیح اور مسلم ہیں کہ چالباز آدمی کتنے ہی مفلس اور دیوالئے کیوں نہ ہوں - ہمیشہ اپنے آپ کو مالدار اور خوشحال ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں - لباس عمدہ پہنتے ہیں - کیونکہ جانتے ہیں کہ عمدہ لباس سے دوسرے پر بہت رعب پڑتا ہے - ظاہرداری کو برقرار رکھنے کے لئے باتیں بھی بہت کرتے ہیں - ان کی جیب میں جو چند پونڈ موجود ہوں انہیں ہر وقت کھنکھناتے ہیں - کیونکہ اس ذریعہ سے سادہ لوح شخصوں کو دام فریب میں پھنسانے میں آسانی ہے - جس شخص نے عمدہ کپڑے پہنے ہوں جس کے پاؤں میں چمکیلے بوٹ اور ہاتھ میں چرمی دستانے ہوں اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہتا کہ وہ غریب ہے - اور اس لئے اسے قابل اعتماد سمجھ لیا جاتا ہے - لوگ کہتے ہیں غریب آدمی کو ایسے بناؤ کی توفیق کیونکر ہو سکتی ہے - ان کے نزدیک امارت کی شان ہی اور ہوتی ہے - اور جس میں یہ شان موجود ہو وہ حقیقت میں غریب ہو - تو بھی قابل اعتماد سمجھ لیا جاتا ہے - لیکن جو شخص اپنی مفلسی کو سادگی کے پردے میں چھپائے - لوگوں سے آنکھ بچا کر چلتا ہو - جسے بیوی اور چھ سات بچوں کی پرورش کے لئے ہر وقت محنت مشقت کرنی پڑتی ہو - اور جو گاڑھے پسینہ کی کمائی کو موجب عزت سمجھے - اس پر کوئی اعتبار نہیں کرتا - اس سے کوئی تعلق رکھنا نہیں چاہتا - اسے چھ پنس ادھار دینے پر بھی کوئی آمادہ نہیں ہوتا - بلکہ محض اس وجہ سے کہ وہ ایک غریب آدمی ہے - لوگ اسے اور زیادہ قعر ضلالت میں گرانا پسند کرتے ہیں -

یہ کلیہ جو اس ترقی یاب زمانہ میں کم و بیش تمام مہذب ملکوں میں پایا جاتا ہے اسے خدا تو ہی غریبوں کا والی ہے - کیونکہ انسانوں کی نظروں میں افلاس کا جرم ہرگز قابل معافی نہیں -

کنگز بنچ کے قید خانہ کا وہ حصہ جو غریبوں کے لئے مخصوص تھا قریبًا کرش

کوئی بات افسوسناک نظر آیا۔ اور وہ اسے دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گیا۔ ایسا ہونا تعجب خیز نہ تھا کیونکہ جس معمار نے اس عمارت کو تیار کیا۔ اس نے اس بات کا انتظام پہلے ہی کر دیا تھا کہ اس حصہ کی کھڑکیاں جس میں غریبوں کی بودوباش ہے۔ گذشتہ زمانہ کے ڈھیروں کی طرف کھلیں۔ بظاہر وہ جانتا تھا۔ کہ غریبوں کی عوام کی نظروں میں کتنی قدر ہے اور انہیں کہاں رکھنا چاہیئے۔ اس لئے اس نے ان کے مکان کو ایسے طریق پر تیار کیا۔ کہ ان کی کوٹھڑیاں تنگ و تاریک ہوں۔ اور وہاں کی ہوا کثیف اور دیوار زرد رہے۔ کمرے ایسے تھے۔ کہ کوئی بھلا مانس اپنے پالتو کتے کو بھی وہاں رکھنا پسند نہ کرتا۔

فرینک کرش فطرتاً بہت لاپرواہ اور بے فکر آدمی تھا۔ لیکن جب اس نے قید خانہ کا وہ حصہ جو غریبوں کے لئے مخصوص تھا۔ دیکھا تو اس کے بدن میں بھی لرزہ پیدا ہو گیا نچلی منزل کے کمرے ایسے تھے۔ کہ دن میں دوپہر کے وقت بھی بالکل ہلکی سی روشنی داخل ہوتی تھی۔ کھڑکیاں جالے اور گرد سے سیاہ اور روشندان پر ہوا زدگی سے بچنے کے لئے ان کوٹھڑیوں کے تباہ حال مکینوں نے اپنے پھٹے پرانے چیتھڑے لٹکا رکھے تھے۔ نیم گرسنہ اور دو مریض عورتیں یعنی انہی غریب قیدیوں کی بیویاں اور بیٹیاں دروازوں کے قریب ادھر ادھر پھرتی نظر آتی تھیں۔ بعض کی گود میں بچے تھے۔ مگر اتنے دبلے اور اس قدر مرجھائے ہوئے۔ ایسی مریض عورتیں اور زرد رو کہ انہیں دیکھ کر ملاقاتیوں کے دلوں پر ضرور برچھیاں سی لگتی ہونگی۔ باوجود اس کے ان فاقہ کش تباہ حال بچوں میں بھی مذاق معصومیت موجود تھا۔ ان کی اداؤں میں بھی وہی دلفریبیاں پائی جاتی تھیں جو امیروں کی اولاد میں ہوتی ہیں۔ یہ بھی اپنے خشک ہاتھ ماں کی گردن میں ڈال کر توتلی زبان سے ایسی باتیں کرتے تھے۔ جو ہر ایک ماں کو خوشگوار معلوم ہوتی ہیں۔ ہائے افسوس! یہی بچے اگر ان کی پرورش کا کچھ انتظام ہوتا۔ تو خوشحال نظر آتے۔ مگر اب احتیاج اور قید خانہ کے اثر سے وہ بے بس ہوئے جاتے تھے۔ ہم نے اوپر لکھا تھا۔ کہ اے خدا تو ہی غریبوں کا والی ہے۔ مگر اب ہم آنکھوں میں آنسو بھر کر دھڑکتے ہوئے دل سے یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ اے خدا غریبوں کے بچوں کا تو تیرے سوا کوئی بھی آسرا نہیں۔

فرینک کرش اور کپتان اب قید خانہ کے مختلف حصوں کا گشت لگا چکے تھے

اس کام سے فارغ ہو کر وہ پھر قہوہ خانہ میں داخل ہوئے۔ جہاں ان کے لئے سامان چیاشت حاضر تھا۔ اسے انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔

کپتان ہولبنڈ بس تھوڑی دیر کے لئے فرینک کرٹس سے رخصت ہوا۔ اور اس مطلب کے لئے بیک سٹریٹ کو گیا۔ کہ قرق امین کے آدمی جو اس مکان پر قابض تھے۔ انہیں رشوت دے کر یا دھمکا کر اس بات پر آمادہ کرے۔ کہ وہ مسز کرٹس کو مکان سے چند قیمتی چیزیں لے جانے کا موقعہ دیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر کپتان نے سر کرسٹوفر بلنٹ کے ہاں جانے کا ارادہ کر رکھا تھا۔

جب فرینک کرٹس تنہا رہ گیا۔ تو وہ تفریح کی غرض سے پریڈ کی طرف نکل گیا۔ اور ریکٹ کھیلنے والوں کو دیکھ رہا تھا۔ کہ مسٹر پرائوٹ اُدھر سے آملا۔

وہ سلام کر کے کہنے لگا "کہئے آپ جیل کے سب حصوں کا معائنہ کر چکے؟"

کرٹس نے جواب دیا "ہاں اس میں جو باتیں دیکھنے کے قابل تھیں۔ میں ان سب کو دیکھ چکا ہوں۔ لیکن وہ حصہ جو غریبوں کے لئے مخصوص ہے مجھے بہت ہی افسوسناک نظر آیا۔"

پرائوٹ تلخ لہجہ میں کہنے لگا۔ "افسوسناک! میرے خیال میں اس سے بھی مبالغہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ تو نے جانا ہوگا۔ لیکن" اس نے ایک آہ سرد بھر کر کہا۔ "اگر میرے اپنے معاملات کا جلدی تصفیہ نہ ہوگیا۔ تو مجھے بھی وہیں جانا پڑے گا۔"

فرینک نے پوچھا "کیوں؟"

پرائوٹ کہنے لگا "کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس قید خانہ میں جہاں کوئی شخص اپنی مرضی سے نہیں آتا۔ اچھا کمرہ حاصل کرنے کے لئے بھی کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ ایک شلنگ ہفتہ وار کرایہ مقرر ہے۔ اور جو ادا نہ کرسکے۔ وہ غریبوں کے مخصوص حصہ میں جانے پر مجبور ہے۔ مسٹر کرٹس غور کیجئے۔ اس قید خانہ میں بھی لوگوں کو اپنے خرچ سے رہنا پڑتا ہے۔"

"مگر یہ تو نہایت نامناسب ہے . . ."

مسٹر پرائوٹ قطع کلام کر کے بولا "یہ نہایت شرمناک انتظام ہے۔ مگر ہاں غریبوں کے حصہ قہوہ خانہ کا ذکر کرتے ہوئے مجھے ایک عجیب واقعہ یاد آگیا۔ اور اگر آپ کو تھوڑی دیر کے لئے فرصت ہو تو میرے کمرہ میں تشریف لے چلئے۔ میں آپ کو وہ داستان سناتا ہوں"

کرٹس بولا "میں چلنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ یہاں میرا وقت بیکاری میں مشکل سے گذرتا ہے جب تک میرے دوست مارکوئس آف آلدرس گیٹ اور پرنس آف پیرن جو لندن آئے ہوئے ہیں مجھ سے ملنے نہ آئیں۔ مجھے کوئی خاص مصروفیت نہیں۔ بڑے ہی شوق سے آپ کی داستان سنوں گا۔"

پرائوٹ اسے ساتھ لے کر اپنے کمرہ میں گیا جو عمارت کے سامنے حصہ میں واقع تھا۔ اور جہاں سے پریڈ اور رکٹ کا میدان صاف نظر آتا تھا۔ کمرہ صاف ستھرا اور اچھی طرح آراستہ تھا۔ اور پرائوٹ نے بیان کیا۔ کہ میری ایک شادی شدہ دختر ہر روز مجھ سے ملنے آتی ہے اور وہی سب چیزوں کو سلیقہ سے رکھ جاتی ہے۔ مگر میں آپ کا وقت فضول گفتگو میں ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ بغیر کسی تمہید کے ایک نہایت دلچسپ داستان سناتا ہوں جس نے بارہا اپنے کمرہ کی تنہائی میں اس کی تفصیلات پر غور کیا ہے۔ اور اگرچہ اس کے مختلف واقعات مجھ تک مسلسل صورت میں نہیں پہنچے تھے تاہم میں انہیں اپنے طور پر مرتب کر کے ایک داستان کی صورت میں آپ کے روبرو بیان کرتا ہوں۔ بڑا ہی افسوسناک قصہ ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں۔ کہ فطرت انسانی کی بدی کی انتہا کبھی نہیں ہوتی۔"

فرینک کرٹس عمر رسیدہ شخص کے بالمقابل ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور آخر الذکر نے اپنی داستان ان الفاظ میں بیان کرنی شروع کی۔

باب ۱۰۷ داستان الم

قریباً تیس سال کا عرصہ گذرا۔ کہ کریڈک نامی ایک عزت دار شریف اور نیک دل تاجر پلائی متھ سے اس غرض کے لئے لندن آیا۔ کہ ایک سو پونڈ کی رقم وصول کرے۔ جو اس کے کسی بعید رشتہ دار کی موت سے حصہ میں آئی تھی۔ اس رشتہ دار کا عرصہ دراز سے اسے کچھ علم نہ تھا۔ اور اسے اس کی موت کی خبر وکیل کی اس چٹھی سے ہوئی جس میں اس کے انتقال اور ایک سو پونڈ ورثہ کا ذکر درج تھا۔ کریڈک پلائی متھ میں ایک چھوٹی سی بزازی کی دکان کیا کرتا تھا۔ اور اگرچہ بڑا محنتی اعتدال پسند اور شریف آدمی تھا۔ لیکن نحوست طالع سے اب تک گذارہ سے زیادہ روپیہ فراہم نہ کر سکا۔ جس زمانہ کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس کی

عمر ۵۵ سال کے قریب تھی۔ اور اس کی شادی ایک دیہاتی شریف الطبع اور نہایت نیک عورت سے ہوئی تھی۔ وہ نیک دل جوڑا اب تک اولاد سے محروم تھا۔ دونوں میاں بیوی اکثر اس بات پر غمزدہ رہا کرتے تھے کہ ہمارا گھرانہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بے رونق ہے۔ اور بڑھاپے کے لئے سہارا کوئی سہارا نہیں۔ بارہا انہوں نے سوچا کسی غریب کے بچہ کو متبنیٰ بنائیں لیکن مختلف خیالات مانع آتے رہے۔ اور آخرکار انہوں نے اس خیال کو ترک ہی کر دیا۔ دونوں ایک دوسرے کی محبت سے ہی خوش رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور اس میں شک نہیں۔ ان کے دل اس مضبوطی کے ساتھ ملے ہوئے اور ان کی محبت اتنی زبردست تھی کہ ان کی زندگی بڑی خوشی اور خرمی میں بسر ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ جب گریڈک کے نام وہ چٹھی آئی جس میں اسے لندن بلایا گیا تھا۔ تو بہت دیر تک اس کی بیوی ساتھ چلنے پر اصرار کرتی رہی کہتی تھی۔ یا تو مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ یا خود بھی لندن کو نہ جاؤ۔ اس نے اسے سمجھایا کہ ایک سو پونڈ معقول رقم ہے۔ اور اس کے مل جانے سے ہمارے کاروبار کو بہت ترقی ہوگی۔ تم ساتھ چلنے پر اصرار نہ کرو۔ کیونکہ اس صورت میں گھر اکیلا رہ جائے گا۔ بہتر یہی ہے۔ تم مکان پر رہ کر انتظام خانہ داری کرو۔ آخر بوقت اس عورت نے بادل ناخواستہ ہی میں منظور کیا۔ اور اس کا شوہر سفری گاڑی پر سوار ہوکر لندن کو روانہ ہوا۔

یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ مسٹر گریڈک کو صدر مقام انگلستان دیکھنے کا موقعہ ملا لیکن اگرچہ شہر کی دلچسپیاں بیشمار تھیں۔ مگر اس نے ضرورت سے زیادہ ایک دن بھی ٹھیرنا گوارا نہ کیا۔ اور چار پانچ دن کے عرصہ میں ہی اس کام سے جس کے لئے لندن آیا تھا فارغ ہو گیا۔ خوبیٔ قسمت سے جس وکیل سے اس کا واسطہ پڑا۔ وہ بہت نیک دل اور پاک طینت آدمی تھا۔ کیونکہ وکلا میں بھی اچھے برے سبھی طرح کے لوگ ہوتے ہیں جس قدر جلد ممکن تھا۔ اس نے اس معاملہ کے قانونی مراحل طے کر دیئے۔ اور ایک ہفتہ کے اندر اندر مسٹر گریڈک نے روپیہ وصول کر لیا۔ وہ واپس جانے کے لئے سفری گاڑی کا انتظام کرنے کو لابل ساویج واقع لگیسٹ پل کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ شام کو روانہ ہونے والی گاڑی میں صرف ایک اندرونی نشست خالی ہے۔ گریڈک نے وہ نشست حاصل کر لی۔ اور پھر اس مکان کو واپس آیا جہاں وہ اپنے قیام لندن میں ٹھیرا تھا۔ یہ جگہ ڈاکٹرز کامنز کے قریب واقع تھی۔ اس نے اپنا اسباب باندھ کر سفری بیگ تیار کیا۔ ... اور دوبارہ ... ساویج کے اڈے

کو شوفر جانا تھا مگر اس کی نگاہ ایک [illegible] حال بچہ پر پڑی۔ جو [illegible] تک [illegible]
ایک دروازہ پر تنہا بیٹھا رو رہا تھا۔ لڑکے کی پوشاک صاف ستھری تھی۔ اور وہ تخمیناً دو
سال کے قریب تھا۔ کریڈک اسے دیکھ کر ٹھہر گیا۔ اور بڑی نرمی سے پوچھنے لگا۔ تم کون
ہو۔ اور کیوں رو رہے ہو۔ بچہ اتنا کم عمر تھا۔ کہ وہ اس بات کا کوئی معقول جواب نہ
دے سکا۔ تاہم کریڈک سمجھ گیا۔ کہ بچہ یا تو راستہ بھول گیا ہے یا کسی نوکر نے اپنی
مصروفیت میں اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ اور وہ اس سے بچھڑ گیا ہے۔ کریڈک کو دیکھ
کر تین آدمی اور بھی وہاں ٹھہر گئے۔ اور چند جماعت کی گھروں سے نکل آئے۔ مگر ان
میں سے کوئی اس بچہ کو پہچان نہ سکا۔ کریڈک نے اُسے تسلی دینے کی بہت کوشش کی۔
مگر وہ بدستور سسکیاں لے لے کر روتا رہا۔ اتنے میں ایک پادری صاحب بھی ادھر آ نکلے انہوں
نے جب یہ حالت دیکھی۔ تو فرمایا۔ میں اسے محتاج خانہ میں لئے جاتا ہوں۔ نیک طبیعت اور
رحم دل کریڈک نے جب محتاج خانہ کا نام سنا۔ تو اس کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے
اور وہ کہنے لگا۔ نہیں جب تک میں اس بچے کے لئے روٹی مہیا کر سکتا ہوں۔ میں اسے محتاج خانہ
میں نہ جانے دوں گا۔ پادری نے کہا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ
کسی آوارہ اور گم گشتہ بچے کو لے کر ہم کیا کریں گے۔ جان کریڈک جو بڑا دیانت دار آدمی
تھا۔ بولا مشکل یہ ہے۔ کہ میں یہاں لندن میں نہیں رہتا۔ میرا مکان پلائی متھ میں ہے۔ مگر
پادری کہنے لگا۔ تم کہیں بھی رہتے ہو۔ اس سے ہمیں سروکار نہیں۔ کریڈک بچہ کی غمزدہ
صورت دیکھ کر خود بھی بہت پریشان معلوم ہوتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
اور کہنے لگا۔ اگر کوئی اعتراض نہ ہو۔ تو میں اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔ میں آپ کو اپنے
پتہ کا کارڈ دیتا ہوں۔ اور اگر کبھی اس بچے کے والدین دریافت ہو جائیں۔ تو مجھے اطلاع
دینا۔ میں اسے ان کے حوالہ کر دوں گا۔ پادری نے وہ کارڈ لے لیا۔ جس پر جان کریڈک کا
نام پیشہ اور پتہ موٹے حروف میں چھپا ہوا تھا۔ اور کہا بہت اچھا۔ چنانچہ بزاز نے اس
لڑکے کو گود میں لے لیا۔ پادری نے اس کا بیگ ہاتھ میں لیا۔ اس طرح پر وہ بل ساونچ کے
اڈہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کریڈک کے پیار دلاسہ سے بچہ کی پریشانی کچھ کم ہوئی۔ اور اب
وہ کسی قدر مطمئن نظر آنے لگا۔

جس وقت یہ گاڑیوں کے اڈہ پر پہنچے۔ تو گاڑی چلنے کو تیار تھی۔ کریڈک اس کے

نیند بچہ کو آگیا اور بچہ کو بڑی شفقت کے ساتھ زانو پر بٹھلایا۔ پادری نے دوبارہ کہا کہ اگر اس بچہ کی ولدیت معلوم ہوگئی۔ تو میں اس کو ضرور دونگا۔ اور اس کے بعد گاڑی سرنگ کے درمیان سے چل دی۔ اس وقت موسم کی تاریکی پھیلنے لگی تھی۔ اور دوکانوں میں لیمپ روشن تھے۔ بچہ تو گاڑی میں سوار ہونے سے اور کچھ ان نظاروں کو دیکھ کر بچہ کا رونا اب بالکل ختم ہوگیا۔ لیکن پھر بھی وہ کبھی کبھی اداس سسکیاں بھرتا رہا تھی کہ کچھ عرصہ میں وہ مچل کر کریڈک کی گود میں ہی سو گیا۔ اب کریڈک کو اول مرتبہ خیال آیا۔ کہ میں نے جو کارروائی کی وہ رحم دل کے جذبہ سے تھی ہی مناسب ہو۔ بہرحال دور اندیشی پر مبنی نہیں۔ اس نے سوچا میں اس بچہ کو اس شہر سے جس کا یہ رہنے والا ہے۔ اور جہاں غالباً اس کے والدین کبھی نہ کبھی ضرور اس کا سراغ نکال لیتے۔ دور لئے جا رہا ہوں۔ مگر پھر اسے پادری کا کہنا یاد آیا۔ کہ میں اسے محتاج خانہ میں لے جاؤنگا۔ اس کے علاوہ پادری نے یہ وعدہ بھی کیا تھا۔ کہ اگر معلوم ہوگیا۔ اس بچہ کے والدین کون ہیں۔ تو اس کی اطلاع بھیج دی جائے گی۔ ان سارے حالات پر غور کر کے کریڈک آخر اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جو کچھ میں نے کیا۔ وہ ایک سچے عیسائی اور محب وطن انگریز کا فرض تھا۔ اس طرح پر اپنے دل کو مطمئن کر کے اب وہ یہ سوچنے لگا۔ کہ جب میں اس بچہ کو ساتھ لے کر گھر پہنچوں گا تو میری بیوی اسے دیکھ کر کتنا خوش ہوگی۔ اس میں شک نہیں۔ بچہ بہت خوبصورت تھا۔ اس کے بال ریشم کی طرح نرم اور گھونگھرے ہوئے آنکھیں شفاف اور نیلگوں اور رنگت بہت پیاری تھی۔ چنانچہ جس وقت وہ کریڈک کی گود میں سو رہا تھا۔ تو اس روشنی میں جو دوکانوں میں جلتے ہوئے لیمپوں سے خارج ہو کر گاڑی کی کھڑکی کے راستہ بچہ کے چہرہ پر پڑتی تھی اس کی صورت دیکھ کر کریڈک نے اپنے دل میں کہا۔ ایسا معصوم اور پیارا بچہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن فوراً ہی پھر اس کی آنکھوں میں آنسو اُمنڈ آئے۔ کیونکہ اس نے سوچا۔ اس کا مصیبت زدہ باپ اور پریشان حال ماں خدا کے سامنے منت و زاری کر رہے ہوں گے۔ کہ کسی طرح ہمارا بچہ دوبارہ ہمیں مل جائے۔ یہ سوچکر اس نیک نہاد شخص نے بچہ پر جھک کر اس کے سر اور چھوٹے ہوئے رخساروں پر محبت سے بوسہ دیا۔ جن پر آنسوؤں کے نشانات اب تک قائم تھے۔ پھر اپنے دل میں کہنے لگا۔ میرے پیارے بچے اگر تیرے والدین تیرا سراغ نہ لگا سکے۔ تو میں ایک [illegible]

کی طرح تیری پرورش کروں گا۔ اور میری بیوی بھی ماں کی طرح تجھ سے محبت کیا کرے گی۔ گاڑی میں بیٹھے ہوئے باقی مسافر بھی بچہ کو تعریف کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ مگر جب کرڈیک نے اس کا سارا قصہ ان کے سامنے بیان کیا۔ تو اسے سن کر کسی نے تو ہنس دیا۔ اور کسی نے ہوں کہکر منہ پھیر لیا۔ گویا وہ یہ سمجھتے تھے۔ کتنا بے وقوف آدمی ہے کہ ناحق اس بچہ کا بوجھ اپنے سر پر لے لیا۔ کرڈیک نے جان لیا۔ ان کے دلوں میں کیا گذر رہی ہے مگر اس نے بچہ کو اور زیادہ پیار سے چھاتی کے ساتھ لگا لیا۔ اور اطمینان کے ساتھ پلائی متھ پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔

رات کو اثنائے سفر میں بچہ کئی بار بیدار ہوا۔ اور ابا اور راجی کہکر پکارتا تھا نیک دل بڈھا اسے تسلی دینے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ اسے پیار سے اپنے ساتھ لگاتا اور محبت کرتا تھا۔ اور راستہ میں جن سراؤں پر گاڑی ٹھیری۔ وہاں اس نے بچے کے کھانے کے لئے مٹھائی اور کیک لے دئیے۔ اگلا دن بھی سفر میں گذرا۔ اور کرڈیک بدستور بچہ کے ساتھ پیار اور محبت کرتا رہا۔ آخر جب دوسرے دن کی شام کو ۲۱۶ میل کا طویل سفر خاتمہ کے قریب پہنچا۔ اور رات کی تاریکی دوبارہ پھیلنے لگی۔ تو کرڈیک کو یہ دیکھ کر اطمینان ہوا۔ کہ بچہ میری محبت کو سمجھتا اور اس کے اثر کو محسوس کرتا ہے سفری گاڑی اس مشہور بندرگاہ میں داخل ہوئی۔ اور چونکہ گاڑی سرائے میں پہنچنے کے لئے اس بازار سے گذرتی تھی جس میں کرڈیک کا مکان تھا۔ اس لئے وہ گاڑی سے عین اپنے مکان کے دروازہ پر اترا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ اس کی بیوی اس بچہ کو اپنے شوہر کی گود میں دیکھ کر کس قدر متعجب اور حیرت زدہ ہوئی۔ مگر اس نے بھی فوراً ہی اسے اپنی گود میں لے کر چھاتی سے لگا لیا۔ اور دلی محبت سے بوسے دینے لگی۔ پھر جب کرڈیک نے اس کے سامنے وہ حالات بیان کئے جن میں یہ بچہ اسے ملا تھا۔ تو مسز کرڈیک بھی بہت دیر تک آنسو بہاتی رہی۔ اور اس داستان کو سنتے ہوئے اس نے کئی بار بچہ کو محبت سے اپنی چھاتی سے لگایا۔ اس کے بعد جب دسترخوان بچھایا گیا۔ تو انہوں نے خادم کو بھیج کر بازار سے بچے کے لئے کچھ نرم اور تازہ کیک منگائے۔ اور کھانا کھاتے وقت میاں بیوی بچہ سے پیار کرتے اور اپنے ہاتھ سے لقمے دیتے رہے۔ انہیں یہ دیکھ کر بہت اطمینان اور خوشی ہوئی۔ کہ بچہ اپنے غم کو بھلا رہا ہے۔ اور انہی کو اپنا والدین سمجھ کر خوش ہے

کئی دن گذر گئے لیکن کریڈک کو اس پادری کی طرف سے بچہ کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ دن ہفتوں میں تبدیل ہو گئے۔ اور اب تک پادری کی طرف سے کوئی خط نہ آیا اس طرح پہ یہ خیال کہ ہمیں جلدی ہی اس پیارے بچہ سے جدا ہونا پڑے گا۔ رفتہ رفتہ اس نیک دل جوڑے کے دل سے خارج ہونے لگا۔ اور آخر جب چھ ماہ کا عرصہ گذر گیا تو بچہ اُن کے ہاں رہنے کا یہاں تک عادی ہو گیا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ سمجھتا ہے میں ہمیشہ سے یہیں رہتا ہوں۔ اس عرصہ کے بعد مسٹر اور مسز کریڈک کو بھی یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ اب شاید ہمیں اس بچہ کو واپس دینے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ انہوں نے اس کا نام الگزینڈر رکھا۔ اور وہ اس سے حقیقی اولاد کی طرح محبت کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کریڈک اور اس کی بیوی گو ایک طرف یہ چاہتے تھے۔ کہ بچہ اپنے اصلی والدین کے پاس پہنچ جائے تو اچھا ہے۔ لیکن دوسری طرف ان کے دل یہ تمنا بھی رکھتے تھے۔ کہ بچہ ہمارے پاس ہی رہے۔ بہرحال اس طرح پر وقت گذرتا گیا۔ کریڈک کے کاروبار کو بھی اس ایک سو پونڈ کے سرمایہ سے بہت تقویت حاصل ہوئی۔ اور الگزینڈر اپنے نئے والدین کے زیر سایہ خوب پرورش پاتا رہا۔

اب میں اس کے بیس سال بعد کے واقعات بیان کرتا ہوں۔ جنہیں پیش آئے آج سے پہلے صرف دس سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ اس وقت کریڈک کاروبار سے دست بردار ہو کر فارغ البال ہو چکا تھا۔ اور میاں بیوی اس بچے سمیت جو اب بائیس سال کا شکیل نوجوان تھا۔ پلائی متھ سے تھوڑے فاصلہ پہ ایک خوشنما مکان میں سکونت پذیر تھے۔ کریڈک اور اس کی بیوی کی عمر اب ۶۵ سال کے قریب تھی۔ اور اگرچہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے۔ تاہم الگزینڈر کی صورت دیکھ کر جو ایک طویل القامت شکیل نوجوان تھا۔ وہ ہر طرح خوش اور قانع تھے۔ الگزینڈر کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ یہ میرے حقیقی والدین نہیں۔ مگر اس کے باوجود اُسے ان سے اس درجہ محبت تھی اور وہ ان کا اتنا احسان مند تھا۔ کہ اس نے کبھی اس خیال کو دل میں جگہ نہیں دی۔ کہ اپنے اصلی والدین معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ وہ انہی کو ماں باپ سمجھ کر ان سے پوری محبت کرتا تھا۔ اور اپنے دل میں شکر گذار تھا۔ کہ انہوں نے مجھے اعلیٰ تعلیم دلائی۔ میری عمدہ طور سے پرورش کی۔ اور ہمیشہ مجھ سے اپنے فرزند کا

طرح سلوک کرتے رہے۔ اگر اس کنبہ کی خوشی کی تکمیل میں کوئی کمی باقی تھی۔ تو وہ اس طرح پوری ہوگئی۔ کہ الگزینڈر کریڈک کی ایک بحری افسر کی یتیم بیٹی سے جو ایک حسین وجمیل دوشیزہ تھی۔ اور اپنی عمر رسیدہ خادمہ کے پاس پلائی ممتھ میں رہتی تھی۔ محبت ہوگئی۔ اس لڑکی کا نام لوسی ڈلٹن تھا۔ اور اگرچہ اس کے ورثہ میں کوئی بھاری دولت یا جائداد نہ تھی۔ تاہم وہ خود نہایت نیک سیرت اور خوش مزاج لڑکی تھی۔ اور وہ ان تمام صفات سے متصف تھی۔ جو کسی عورت کے لئے ضروری سمجھی جاسکتی ہیں۔ الگزینڈر کو اس سے دلی محبت تھی۔ اور وہ خود بھی اس سے بڑی گرمجوشی کے ساتھ محبت کرتی تھی۔ مسٹر اور مسز کریڈک نے بھی خوشی سے انہیں شادی کی اجازت دے دی۔ اور موسم بہار میں ایک روز صبح کے وقت جب کہ موسم اتنا ہی فرحت افزا تھا۔ جتنا اس جوڑے کا مستقبل۔ الگزینڈر کریڈک اور لوسی ڈلٹن کی شادی ہوگئی۔ ڈیڑھ ماہ کا عرصہ انہوں نے شادی کی خوشی میں ڈلیسٹر کے مختلف مقامات میں بسر کیا۔ اور اس کے بعد پلائی ممتھ میں واپس آکر ایک خوشنما فراخ مکان میں مقیم ہوگئے۔ جسے مسٹر کریڈک نے ان کی عدم موجودگی میں خوب آراستہ کرادیا تھا۔

ایک سال کا عرصہ گذر گیا۔ اور حسین لوسی کے بطن سے ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا جس سے اس گھر کی خوشی دوبالا ہوگئی۔ مگر عین انہی ایام میں ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ یعنی مسٹر کریڈک کو دفعتًا سرسام کا عارضہ ہوگیا۔ اور اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں انتقال کیا۔ الگزینڈر کو اس سانحہ سے سخت صدمہ ہوا اور اس کی نیک نہاد بیوی نے بھی اس رنج میں مساوی حصہ لیا۔ مگر انہوں نے اپنے غم والم کو ضبط کرکے مسز کریڈک کو تسکین دینا شروع کیا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مسز کریڈک اس صدمہ کو برداشت کرنے کے ناقابل ہے۔ اس کے شوہر نے چونکہ دفعتًا بغیر کسی طویل علالت کے انتقال کیا تھا۔ اس لئے اسے اتنا سخت صدمہ ہوا۔ کہ وہ دم آخر تک اس سے بحال نہ ہوسکی۔ اس کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ اور اگرچہ الگزینڈر لوسی اور اس کی خالہ بیوہ عورت سے بڑی ہمدردی کا سلوک کرتے رہے۔ تاہم وہ مسٹر کریڈک کے انتقال کے چھ ہفتہ بعد ہی اس کے غم واندوہ میں مبتلا رہ کر رخصت ہوگئی۔ اور اس کی نعش بھی اسی قبرستان میں لے جائی گئی جس میں مسٹر کریڈک کو دفن کیا گیا تھا۔

مرنے والدین کی تجہیز اور تکفین کے متعلقہ مراسم ختم ہو چکے ۔ تو الگزینڈر نے کاروبار کا معاملات کیطرف رجوع کیا ۔ حسابات کو دیکھا ۔ تو معلوم ہوا ۔ کہ مسٹر کریڈک نے بہت سی جایداد چھوڑی ہے ۔ لیکن اگرچہ وصیت اور دیگر متعلقہ کاغذات ہر طرح درست تھے تاہم بعض اصطلاحی امور ایسے تھے ۔ جن کے لئے الگزینڈر کو لندن جانا اور وہاں چند ہفتے ٹھیرنا ناگزیر معلوم ہوا ۔ چونکہ اُسے والدین کی پے در پے اموات سے بھاری صدمہ پہنچا تھا ۔ اس لئے اس نے تبدیل نظارہ کے لئے بھی پلائی متھ سے عارضی طور پر رخصت ہونا بہتر سمجھا ۔ اس کی بیوی اور اس کی خالہ بھی لندن چلنے پر آمادہ ہو گئیں ۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا ۔ کہ پلائی متھ میں اب ہمارا کوئی خاص تعلق نہیں ۔ اس لئے بہتر ہوگا ہم سب لندن ہی میں آباد ہو جائیں ۔ چنانچہ آج سے آٹھ سال پیشتر یہ کنبہ لندن میں وارد ہوا ۔ اور ایک شریف محلہ میں مکان کرایہ پر لے کر اس میں بود و باش اختیار کی ۔ الگزینڈر کو جو جائداد ورثہ میں ملی تھی ۔ اس سے اس کی آمدنی سات سو پونڈ سالانہ کے قریب تھی ۔ جس سے وہ فضول خرچی کی تو نہیں ۔ البتہ آسائش کی زندگی بسر کر سکتا تھا ۔ قدرتی طور پر اس کے دل میں بارہا یہ خیال پیدا ہوتا ۔ کہ میرے حقیقی والدین کون تھے ۔ اور اب جبکہ اس کے ضتیار کردہ والدین کا انتقال ہو گیا ۔ تو اس نے اس بارہ میں تحقیقات کی غرض سے ڈاکٹرز کامنز کے علاقہ میں لوگوں سے سوالات بھی پوچھے ۔ لیکن جو اطلاع اُسے مل سکی وہ فقط اسقدر تھی ۔ کہ جس پادری کے ساتھ کریڈک کی گفتگو ہوئی تھی ۔ اسے مرے بائیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے ۔ اور چونکہ اب الگزینڈر کی عمر چھبیس سال کی تھی ۔ اس لئے اس نے بآسانی یہ اندازہ کر لیا ۔ کہ وہ پادری میرے کریڈک کے ہاتھ آنے کے چند دن بعد ۔ تو چند ہفتے بعد انتقال کر گیا ہوگا ۔ اس سے زیادہ الگزینڈر اس راز کی نقاب کشائی میں جو اس کی حقیقی ولدیت پر حاوی تھا ۔ کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکا جس گلی میں کریڈک نے اُسے ایک مکان کی دہلیز پر بیٹھے دیکھا تھا ۔ اس کے رہنے والوں میں سے کوئی یہ نہ بتا سکا ۔ کہ اس زمانہ میں جس کا الگزینڈر ذکر کرتا تھا ۔ دو سال کا کوئی بچہ کسی شخص کا گم ہوا ۔ فی الحقیقت اس واقعہ کی یاد بھی کسی کے دل میں باقی نہ تھی ۔ الگزینڈر کو اس تحقیقات کے ناکام ثابت ہونے سے مایوسی تو بہت ہوئی ۔ لیکن وہ خانگی آسائشوں اور اطمینان بخش زندگی کی مصروفیتوں میں اس مایوسی کو جلدی ہی فراموش

کرنے کے قابل ہوگیا۔

الگزینڈر عمر تا پھر تیلے مزاج کا نوجوان تھا۔ اور کاہلی کی زندگی سے اُسے دلی نفرت تھی۔ اب اس کی شادی ہوئے دو سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور وہ دو بچوں کا باپ تھا۔ یہ سوچکر کہ اولاد کے لئے گذارہ لائق ورثہ چھوڑنا ہر شخص کا فرض ہے۔ وہ اس فکر میں ہوا کہ اپنی دولت میں اضافہ کی صورت پیدا کی جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ میرے مرحوم والد نے اپنی عمر کے آخری حصہ تک کاروبار جاری رکھا تھا۔ اور وہ کاروباری مصروفیت سے بہت خوش رہتا تھا۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ میں بھی کوئی محفوظ کام اس قسم کا شروع نہ کروں جس میں مجھے چند گھنٹے کی مصروفیت رہے۔ اور مالی فایدہ بھی حاصل ہو سکے۔ جب اس نے اس کا ذکر اپنی بیوی اور اس کی خالہ سے کیا۔ تو انہوں نے بھی اس قابل تعریف خیال کی تائید کی۔ ایک روز اسی طرح صبح کے دسترخوان پر یہ معاملہ زیر بحث تھا۔ کہ روزانہ اخبار کا پرچہ کھولنے پر الگزینڈر کو اس میں ایک اشتہار اس مطلب کا نظر آیا۔ کہ اگر کوئی صاحب چند ہزار پونڈ کی رقم ایک محفوظ کاروبار میں جو ہر لحاظ سے نفع بخش اور موجب عزت ہے۔ لگانا چاہیں۔ تو وہ ایڈورڈ واکڈن وکیل بش لین کنین سٹریٹ کے پتہ سے خط وکتابت کریں۔ الگزینڈر نے اس اشتہار کا مضمون باآواز بلند پڑھا۔ تو دونوں خواتین بھی اس پر آمادہ ہوگئیں۔ کہ اس بارہ میں مزید تحقیقات عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ دن کے وقت الگزینڈر مسٹر واکڈن کے ہاں گیا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ اس کا کاروبار عزت دار اور مستحکم ہے۔ باہر والے حصہ میں چھ سات کلرک تحریر کے کام میں مصروف تھے۔ اور الماریوں کے اندر سیاہ بکسوں میں کئی موکلوں کے کاغذات محفوظ نظر آئے۔ جب الگزینڈر کو وکیل کے پرائیویٹ دفتر میں پہنچایا گیا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کا ایک طویل القامت آدمی ہے۔ چہرہ جوانی میں وجیہ ہوگا۔ مگر اب اس پر تندی اور خشونت کے آثار نظر آتے تھے۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اور اطوار سے سرد مہری کا اظہار ہوتا تھا۔ لیکن دفتر میں حقیقی کاروباری جھلک موجود تھی جس سے الگزینڈر کے دل میں وکیل اور اس کے دفتر کی نسبت جذبہ احترام جاگزین ہوگیا۔

معلوم ہوا۔ واکڈن بہت کم گو آدمی ہے۔ چنانچہ جب الگزینڈر نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ تو وکیل نے اس کے جواب میں کہا۔ میرے اس موکل نے ایک خاص ایجاد کا پیٹنٹ حاصل کیا ہے۔ اور وہ اس ایجاد کو کامیاب بنانے کے لئے پانچ چھ ہزار پونڈ سرمایہ چاہتا ہے۔ جو شخص یہ سرمایہ مہیا کرے گا۔ وہ اس کے ساتھ نفع میں برابر کا حصہ دار سمجھا جائے گا۔ اسے اس کاروبار کی تجارتی شاخ میں نگرانی کے لئے چند گھنٹے یومیہ صرف کرنے پڑیں گے۔ کیونکہ خود موجد اس چیز کی تیاری میں مصروف رہیگا۔ مزید حالات آپ ان کاغذات سے معلوم کر سکتے ہیں۔ انہیں لے جائیے۔ اور فرصت کے وقت اطمینان سے مطالعہ کیجئے۔ یہ کہتے ہوئے واکڈن نے سرخ فیتہ سے بندھے ہوئے کاغذات کا ایک پلندہ الگزینڈر کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور سلام کر کے رخصت کیا۔ الگزینڈر نے گھر آ کر ان کاغذات کو دیکھا۔ تو بہت خوش ہوا۔ کیونکہ ان کاغذات کو دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ تھوڑی سی محنت سے بیشمار دولت فراہم کی جا سکتی ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ موجد نے لٹھے کی تیاری کا کوئی خاص راز معلوم کیا ہے۔ جس کی بدولت نہایت اعلیٰ قسم کا کپڑا بہت ارزاں نرخ پر تیار کیا جا سکتا ہے۔ جو حسابات ان کاغذوں میں درج تھے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ تھوڑی سی رقم بطور سرمایہ لگا کر معقول نفع حاصل ہوگا۔ اور جوں جوں سرمایہ کی رقم بڑھتی جائے گی۔ اس کاروبار کو غیر معمولی ترقی دی جا سکے گی۔ غرض یہ کہ معاملہ بہت ہی دل خوش کن تھا۔ الگزینڈر اس کی بیوی اور اس کی خالہ اس شاندار تجویز کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس نفع بخش کام کی حصہ داری کا موقعہ ہاتھ سے نہ دیا جائے۔ چنانچہ اس کے دوسرے ہی دن الگزینڈر پھر مسٹر واکڈن کے دفتر میں گیا۔ وہ بدستور اس سے سرد مہری مگر اخلاق سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا۔ چونکہ بہت سے سرمایہ دار پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ نے جو فیصلہ کرنا ہو۔ جلد کر لیں۔ الگزینڈر نے پوچھا۔ آپ اپنے موکل کے عزت دار ہونے کے ہر طرح ضامن ہیں؟ اس نے سرد مہری سے جواب دیا۔ میں تیس سال سے اس کام میں صرف کر چکا ہوں۔ اور کبھی میرے دفتر میں کوئی ناجائز کاروبار عمل میں نہیں لایا گیا۔ میرا موکل مسٹر سکڈمی مور ایک شریف اور دیانتدار آدمی ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ جس بات کا وعدہ کرے گا۔ اسے ضرور پورا کر کے دکھا دیگا الگزینڈر کریڈک نے کہا۔ مسٹر واکڈن اگر یہ بات ہے تو بہتر ہے آپ جلدی ہی میرا

مسٹر سکڈی مور سے ملاقات کرادیں۔ وکیل نے اور کچھ نہ کہا۔ بلکہ مسٹر سکڈی مور کا جو بظاہر اس دریافت کا موجد تھا جس کے لئے سرمایہ حاصل کرنا مطلوب تھا۔ پتہ بتا دیا۔ اور الگزینڈر مسٹر سکڈی مور کے مکان واقع فنسبری سکوئر کی طرف روانہ ہوا۔

معلوم ہوا کہ مسٹر سکڈی مور ایک ادھیڑ عمر کا خوش پوش خوش اطوار اور نہایت شستہ آداب کا آدمی ہے طبیعت اور اطوار کے لحاظ سے وہ وکیل سے عین برعکس تھا۔ کیونکہ وہ الگزینڈر سے اس طرح تپاک سے ملا۔ گویا ہمیشہ سے اُسے جانتا ہو۔ اس نے اسے لنچ میں شریک ہونے کے لئے کہا۔ اور چند ہی منٹ میں الگزینڈر کے تعلقات اس شخص کے ساتھ نہایت دوستانہ بن گئے۔ پھر جب کاروباری گفتگو شروع ہوئی۔ تو مسٹر سکڈی مور نے اپنی ایجاد کے شاندار مستقبل کا ایسا دلفریب نقشہ پیش کیا۔ کہ وہ تجویز جو کاغذ پر ہی حوصلہ افزا نظر آئی تھی۔ اب اور زیادہ شاندار معلوم ہونے لگی۔ اس پر الگزینڈر کریڈک جو فطرتاً نیک نہاد۔ فیاض اور پُراعتماد آدمی تھا۔ اس کام میں شریک ہونے پر آمادہ ہوگیا۔ اور یہ فیصلہ کر کے مسٹر سکڈی مور کے مکان سے رخصت ہوا۔ اس سے دوسرے دن سکڈی مور نے الگزینڈر کے مکان پر کھانا کھایا۔ اور ہر دو خواتین اس کی گفتگو سے بہت خوش ہوئیں۔ مسٹر واکڈن کے زیر نگرانی معاملہ کا کاروباری پہلو جلدی ہی طے ہو گیا۔ چنانچہ پہلی ملاقات کے بعد پندرہ دن کے اندر اندر وکیل کے دفتر واقع کُش لین کینن سٹریٹ میں الگزینڈر کریڈک اور جیمز سکڈی مور کے درمیان ایک اقرارنامہ پر دستخط ہوئے جس کی رو سے وہ نئے کاروبار میں برابر کے حصہ دار قرار پائے۔ الگزینڈر نے چھ ہزار پونڈ کی جائداد فروخت کر کے اُسے بنک میں "کریڈک اور سکڈی مور" کے مشترکہ نام سے جمع کرا دیا۔ اور آخر الذکر چند دن بعد ایک تجارتی قصبہ کی طرف اس غرض سے روانہ ہوگیا۔ کہ وہاں کوئی زمین کرایہ پر لے کر بلا تاخیر کارخانہ قایم کرے اور الگزینڈر گودام کی تیاری اور مال کی وصولی کے لئے لندن ہی میں ٹھیرا۔ چند ماہ تک بظاہر یہ تیاری اطمینان بخش طریق پر ہوتی رہی۔ سکڈی مور اس قصبہ سے تیاری کے بہت دلفریب حالات لکھا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ آخر ایک دن اس نے اطلاع دی۔ کہ اب کارخانہ مکمل ہوگیا ہے۔ اور عنقریب کام شروع کیا جائے گا۔ مگر انہی ایام میں اس نے لکھا۔ کہ روپیہ کی کچھ مزید رقم درکار ہے۔ اس پر الگزینڈر نے واکڈن سے

ملاقات کر کے چار ہزار پونڈ کی اور رقم اس کام میں داخل کی۔ اور سکڈی مور کو اُسے صرف کرنے کا اختیار دے دیا۔ یہ دوسری رقم سکڈی مور کے ہاتھ آتے ہی اس کی طرف سے خطوط کا سلسلہ بند ہو گیا۔ کئی ہفتے گذر گئے۔ مگر سکڈی مور کی طرف سے کوئی خط وصول نہ ہوا جس سے مسٹر واکڈن کو بھی الگزینڈر کی طرح بہت تعجب ہوا۔ پھر جب الگزینڈر بنک میں سرمایہ کی جانچ کرنے گیا۔ تو اس کے دل میں کچھ اور اندیشہ پیدا ہو گیا کیونکہ اسے معلوم ہوا۔ کہ اگرچہ سکڈی مور نے پہلی رقم تھوڑی رقوم کے چیکوں کے ذریعہ وصول کی تھی۔ مگر دوسری کو ایک ہی مرتبہ ہنڈی بھیجکر وصول کر لیا۔ مزید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ سارے چیکوں کو ادائیگی کے لئے خود واکڈن نے بنک میں پیش کیا تھا۔ الگزینڈر نے وکیل مذکور سے اس بارہ میں مزید استصواب میں وقت ضائع کئے بغیر ایک گاڑی کرایہ پر لی اور سیدھا اس مقام کو روانہ ہوا۔ جہاں سکڈی مور رہتا تھا۔ اس جگہ پہنچکر اس کے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہو گئی۔ کیونکہ معلوم ہوا۔ سکڈی مور نام کے کسی شخص نے یہاں کوئی مکان کرایہ پر لیا ہی نہیں۔ اور نہ کسی کارخانہ کی تعمیر کا انتظام کیا گیا ہے۔ البتہ اس بات کا پتہ چلا۔ کہ وہ یہاں چند ماہ تک ایک ہوٹل میں مقیم رہا۔ اور اس کے بعد یکایک کچھ عرصہ پیشتر کہیں رخصت ہو گیا۔ اس کا کسی کو علم نہ تھا۔ کہ وہ کہاں گیا ہے۔ جب اس کی روانگی کی تاریخ معلوم کی گئی۔ تو پتہ چلا۔ سکڈی مور اس دن کے جب الگزینڈر نے روپیہ کی دوسری رقم بنک میں داخل کرائی۔ ٹھیک چار یوم بعد وہاں سے روانہ ہوا تھا۔ اب اسے کامل یقین ہو گیا۔ کہ اس شیطان صفت شخص نے مجھے سخت دھوکا دیا ہے۔ اور اس شرارت میں واکڈن بھی ضرور اس کا شریک ہے چنانچہ وہ سیدھا لندن کو واپس ہوا۔ اور بادلِ مضطرب وکیل مذکور کے دفتر میں پہنچا۔ واکڈن اس سے ویسی ہی سرد مہری اور مصنوعی اخلاق سے پیش آیا جس کا وہ خوگر تھا۔ اور اس نے الگزینڈر کے جوش اور اضطراب کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی۔

الگزینڈر نے وکیل کے دفتر میں داخل ہوتے ہی مضطرب لہجہ میں کہا۔ جناب آپ کا دوست مسٹر سکڈی مور ایک مسلمہ بدمعاش ثابت ہوا۔ اس پر واکڈن بدستور سرد مہری کے لہجہ میں بولا۔ دیکھئے صاحب میں اس دفتر میں ایسی گفتگو سننے کا عادی

نہیں ہوں۔ نوجوان نے چیخ کر کہا۔ آپ عادی ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن حالات پیش آمدہ میں میں یہی الفاظ استعمال کرنے پر مجبور ہوں۔ غور کیجیے سکڈی مور دس ہزار پونڈ کی وہ رقم لے کر فرار ہوگیا ہے۔ جو میں نے اسے دھوکے میں آکر دی تھی۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ مجھے یہ دھوکا آپ کی بیان کردہ تفصیلات سے ہوا ہے۔ وکیل نے کہا۔ مسٹر کریڈک آپ نے جو کچھ کہنا ہو۔ آداب انسانیت کے ساتھ کہیے۔ جوش میں آنے کا مقام نہیں۔ آپ کے لفظوں سے ایک ایسے الزام کی بو آتی ہے جسے میں نفرت اور حقارت کے ساتھ نظر انداز کرتا ہوں۔ میری شہرت ایک دیانتدار وکیل کی حیثیت میں اس درجہ قائم ہو چکی ہے۔ کہ آپ جیسے گمنام اجنبی کے لفظوں سے اس پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ خود آپ نے مجھ سے مسٹر سکڈی مور کا پتہ دریافت کیا جو میں نے آپ کو بتا دیا۔ اور اس کے بعد آپ کے سارے انتظامات براہ راست اس کے ساتھ ہوئے۔ اس کے بعد آپ اسے ساتھ لے کر میرے دفتر میں آئے۔ اور مجھ سے کہا۔ کہ ہمارا آپس میں تصفیہ ہو چکا ہے۔ اور مجھ سے اقرارنامہ تیار کرایا۔ الگزینڈر گھبرا کر کہنے لگا۔ مگر آپ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ آپ اپنے دوست سکڈی مور کو نہایت نیک خصلت اور شریف بیان کیا کرتے تھے۔ واکڈن بولا۔ جہاں تک میرا اس سے واسطہ پڑا۔ وہ دیانتدار ہی ثابت ہوا۔ اس لیے جو کچھ میں نے بتایا۔ وہ غلط نہ تھا۔ لیکن مجھے غیب کا علم تو نہیں ہو سکتا۔ کہ میں یہ کہہ دیتا۔ وہ تادم مرگ دیانتدار رہے گا۔ الگزینڈر کے رخسار غصے سے سرخ ہو گئے۔ اور وہ چلا کر کہنے لگا۔ یہ نہایت شرمناک ریاکاری ہے۔ اور میں جانتا ہوں۔ تم دونوں نے مجھے لوٹنے کیلئے سازش کی۔ مگر اطمینان رکھو۔ میں بہت جلد دنیا پر تمہاری اصلیت ظاہر کر دوں گا۔ وکیل نے اب بھی اپنے مزاج میں برہمی پیدا نہ ہونے دی۔ بلکہ فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا فرض کیجیے۔ کہ اس مسٹر سکڈی مور کی وجہ سے خود مجھے بھی آپ کے برابر نقصان اٹھانا پڑا۔ الگزینڈر طنز آمیز لہجہ میں بولا۔ نہیں: تم اسے خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ اور یہ غیر ممکن ہے۔ کہ تم نے اس پر بھروسہ کیا ہو۔ واکڈن نے اپنی سرد ہمدردی آنکھیں بدنصیب نوجوان کے چہرہ پر گاڑ دیں۔ اور کہنے لگا۔ بہرحال میں آپ کی شرکت کو قابل اعتماد سمجھتا رہا۔ الگزینڈر نے ان لفظوں سے گھبرا کر کہا۔ میری شرکت؟ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ واکڈن

نے جواب دیا۔ میں کہتا ہوں۔ میں نے آپ کی شرکت پر اعتبار کرکے اس کی تحریر پہلی ہنڈیوں کا روپیہ ادا کر دیا۔ یہ ہنڈیاں عنقریب واجب الادا ہوں گی۔ اور اس وقت وہ شخص جن کے پاس ہیں۔ وہ ان کے روپے کا مطالبہ براہ راست آپ سے کرے گا۔ کیونکہ آپ کے کاروبار کا شریک مسٹر سکڈمی مور آپ کے بیان کے بموجب معدوم ہو چکا ہے۔ انگلز نیڈر کا دل اس کے سینے میں بیٹھ گیا۔ زبان میں طاقت گویائی نہ رہی۔ بدن کی قوت سلب ہو گئی۔ اور اس تمام شیطانی سازش کو اسکی حقیقی رنگت میں دیکھ کر وہ سخت اضطراب کی حالت میں کرسی پر پیچھے کی طرف جھک گیا۔ وکیل سلسلہ کلام کو جاری رکھکر کہنے لگا۔ چونکہ آپ اس شخص کے ساتھ حصہ دار تھے۔ اور اس مطلب کے اقرار نامہ پر دستخط بھی کر چکے تھے۔ اس لئے قانوناً سکڈمی مور کو مشترکہ ہنڈیوں پر دستخط کرنے کا حق حاصل تھا۔ اور اس روپیہ کی ادائگی سے آپ کسی بھی حالت میں پہلوتہی نہیں کر سکتے۔ بڑی مشکل سے انگلز نیڈر نے کہا۔ ہائے افسوس! کیا یہ ممکن ہے۔ کہ میں اتنا احمق اور تم اتنے شریر ثابت ہوئے! ہائے میری غریب بیوی! ہائے میرے پیارے بچے! اب ان کا کیا ہوگا۔ میں اپنی حماقت اور ان بدمعاشیوں کی سازش سے بالکل تباہ اور برباد ہو گیا! واکٹن نے اکڑ کر اور چہرہ پر سکون اور سختی کے آثار موجود کرکے کہا۔ مسٹر کریڈک میں اب تک آپ کو عزت سے مخاطب کر رہا ہوں۔ آپ کو اختیار ہے۔ مسٹر سکڈمی مور کی نسبت جو چاہیں۔ خیال کریں۔ لیکن میری نسبت اپنی زبان کو لگام دیں۔ تو بہتر ہوگا۔ میں باصرار کہتا ہوں۔ کہ میری شہرت اور نیک نامی اس قدر مسلمہ ہے۔ کہ کسی شخص کی دروغ بیانیوں سے اس پر حرف نہیں آسکتا فی الحقیقت خود مجھے آپ کی اور اس شخص کی سازش اور بدمعاشی کی شکایت ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ امر صریحاً مشکوک صورت رکھتا ہے۔ کہ آپ کے شریک نے مجھ سے مشترکہ ہنڈیوں کی بنا پر آٹھ ہزار پونڈ وصول کئے۔ اور اس کے بعد فرار ہو گیا۔ مسٹر کریڈک میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔ کہ معاملہ عدالت میں پہنچا۔ تو آپ اپنی صفائی آسانی سے نہ کر سکیں گے۔ بدنصیب نوجوان سخت پریشان ہو گیا۔ اور آپے سے باہر ہو کر کہنے لگا۔ کمبخت! یہ بدمعاشی۔ اور سازش کا الزام الٹا مجھ پر! حالانکہ تم خود اس روپیہ کو وصول کرکے بنک میں پیش کرتے رہے۔ وہ جو میں نے بے وقوفی سے جمع کرا دیا تھا

وکیل کے سکون میں اب بھی فرق نہ آیا۔ اور وہ اسی سرد مہری کے لہجہ میں جس کی وجہ سے تباہ شدہ کریڈک کا غصہ اور بھڑکتا تھا۔ کہنے لگا۔ یہ درست ہے کہ میں نے چیک رقم مسٹر سگڈی مور کے لئے بنک سے وصول کی ہے۔ اور انہیں اس کے نام روانہ کردیا۔ لیکن یہ امر بجائے خود قابل اعتراض نہیں۔ کیونکہ پیشہ ور وکیل کی حیثیت میں ہر وقت اپنے موکلوں کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہوں۔ میری رائے میں اس گفتگو کو طول دینے سے کچھ حاصل نہیں۔ اس لئے اسے ختم کرنا چاہیے۔ کیونکہ میرا وقت قیمتی ہے۔ اگلز نیڈر کہنے لگا۔ بے شک اب تمہارا وقت بہت قیمتی ہوگا کیونکہ تم نے جو پرلے سرے کے شیطان اور دھوکہ باز شخص ہو۔ میرا سارا روپیہ ہضم کرلیا ہے۔ پھر وہ بیرونی دفتر میں پہنچکر جہاں کلرک بیٹھے کام کر رہے تھے۔ جذبات جوش سے چلا کر کہنے لگا۔ صاحبو اگر آپ نے روئے زمین پر سب سے بڑا شیطان نہ دیکھا ہو تو ذرا جاکر اپنے آقا کی صورت دیکھ لو۔ اس کے بعد وہ سخت غم و غصہ کی حالت میں جس کا اندازہ خود آپ کرسکتے ہیں۔ مجنونانہ طریق پر وہاں سے رخصت ہوا۔

راستہ میں وہ سوچتا تھا۔ کہ میں اپنی عزیز بیوی اس کی باعصمت خالہ اور اپنے پیارے بچوں کو جاکر کیا منہ دکھا سکوں گا۔ تباہی! کامل تباہی! یہ الفاظ کانوں کو کتنے خوفناک معلوم ہوتے ہیں۔ جس شخص کا دنیا میں کوئی رشتہ دار نہ ہو۔ جو علائق دنیوی سے الگ بالکل یک و تنہا ہو۔ وہ ان الفاظ کو شاید سکون کے ساتھ زبان سے نکال سکے لیکن جس کے گھر میں بیوی اور بچے موجود ہوں۔ جو روزی کے لئے اس کے دست نگر ہیں جب تباہی کے لفظ کو زبان سے نکالتا ہے۔ اور جب اسے اپنی بربادی سے محفوظ رہنے کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔ تو اس کا دل اسی طرح جلتا ہے۔ گویا کسی نے اس پر گرم سوزخ لوہا رکھ دیا ہو۔ مس [illegible] یعنی طوسی کی خالہ اور چیلوسی کو سگڈی مور کی طویل خاموشی کی وجہ سے پیدا شدہ اندیشوں کا علم ہوچکا تھا۔ اور وہ یہ بھی جانتی تھیں۔ کہ اگلز نیڈر سگڈی مور سے ملنے اس قصبہ میں گیا ہے۔ جہاں کا رخانہ قائم کرنا مطلوب تھا۔ مگر وہاں اس نے جو تحقیقات کی۔ اس کے ہولناک نتیجہ کا ابھی تک انہیں علم نہ ہوا تھا۔ اگلز نیڈر نے ماکڈن کے ساتھ جو ملاقات کی۔ اس کی کیفیت بھی اس نے آکر سنائی تھی۔ چنانچہ جب وہ مکان پر آیا۔ تو اس کے ذہنی اضطراب اور پریشانی

کا اظہار اس کے چہرہ سے ہو رہا تہا۔ کیونکہ وہ ایک دیانت دار اور راست شعار آدمی تہا۔ اور ایسا آدمی ظاہر و باطن کے اختلاف کو ہرگز قائم نہیں رکھ سکتا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ اپنے مجروح دل کو ظاہری سکون کے پردہ میں نہ چھپا سکا۔ اس کو پریشان دیکھ کر دونوں عورتوں نے اس سے سوالات پوچھنے شروع کئے۔ اور التجا کی۔ کہ جو کچھ معاملہ ہے۔ وہ صاف صاف بیان کرو۔ اس نے انہیں سارے حالات سے خبردار کیا ہے۔ اور بتایا۔ کہ سکڈمور نہ صرف میرے دس ہزار پونڈ لے کر فرار ہو گیا ہے۔ بلکہ آٹھ ہزار میری اور اپنی ذمہ داری پر واکڈن کی معرفت بہی وصول کر چکا ہے۔ اور چونکہ یہ روپیہ اس کی عدم موجودگی میں میری طرف سے واجب الادا ہوگا۔ اس لئے جو تہوڑا بہت سرمایہ میرے پاس باقی تہا۔ وہ بہی ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور میں بالکل تباہ اور برباد ہو جاؤں گا۔ اس مشکل امتحان کے وقت الگزینڈر کو معلوم ہوا۔ کہ عورت ذریعہ تسکین بخشی میں فرشتوں سے کم نہیں۔ لوسی اور مس ڈلٹن نے اسے حتی الامکان تسلی دی۔ اور وہ ان سے رخصت ہو کر معاملہ کے متعلق مشورہ کرنے اپنے وکیل کے دفتر کی طرف چلا۔

اس کے جانے پر لوسی اور مس ڈلٹن ایک دوسرے سے مشورہ کرنے لگیں لوسی نے کہا۔ خالہ کیا تمہاری رائے میں یہ نامناسب ہوگا۔ کہ میں مسٹر واکڈن کے پاس جا کر رحم کی درخواست کروں۔ اور کہوں کہ آپ اس روپیہ کی ادائگی کے لئے فوراً اصرار نہ کریں۔ ورنہ الگزینڈر کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جائے گا۔ اور اس کے لئے دس ہزار پونڈ کے سابقہ نقصان سے بحال ہونا غیرممکن ثابت ہوگا۔ مس ڈلٹن کہنے لگی۔ مجھے اس میں کچھ اعتراض نہیں۔ بلکہ میں اس تجویز کو پسند کرتی ہوں۔ کہ تم اس سے اس قسم کی درخواست کرو۔ الگزینڈر کا بیان ہے۔ کہ مسٹر واکڈن بڑا زشت خو اور تندمزاج آدمی ہے لیکن یہ الگزینڈر کو اپنے اضطراب اور غصہ میں ایسا معلوم ہوا ہو۔ اور یہ بہی ممکن ہے کہ مسٹر واکڈن کو تہا ہے شوہر کی طرح اس بدمعاش سکڈمور سے نقصان پہنچا ہو۔ لوسی نے کہا۔ میری رائے میں یہ درست نہیں ہے۔ اور میں جانتی ہوں۔ کہ جو کچھ ہوا۔ وہ وکیل اور سکڈمور کی سازش کا نتیجہ تہا۔ بہرحال ہم چونکہ واکڈن کے رحم پر ہیں۔ اس لئے اسے اور زیادہ خشمگین بنانے کی نسبت اس سے مصالحت کرنا ہی بہت

ہوگا - اس کی خالہ کہنے لگی۔ اچھا تم جاؤ۔ شاید خدا اس شخص کے دل میں رحم ڈال دے۔ جس کے ہاتھ میں تمہارے شوہر کی خوشحالی یا تباہی کی کنجی ہے۔ لوسی نے سادہ پوشاک پہنی۔ اور مسٹر واکڈن کے دفتر کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ چونکہ اس وقت مصروف نہ تھا۔ اس لئے اس نے فوراً ہی ملاقات کی۔

لوسی نے جب اس شخص کی تند صورت اور اس کا سرد مہری کا انداز دیکھا۔ تو اس کا دل سینے کے اندر بیٹھ گیا۔ لیکن جرأت کر کے وہ کہنے لگی۔ جناب میں اپنے شوہر کی طرف سے آپ سے کچھ درخواست کرنے آئی ہوں۔ اس کی تباہی یا سلامتی ایک حد تک آپ پر ہی دار و مدار رکھتی ہے۔ واکڈن ایسی سرد مہری کے لہجہ میں کہ نوجوان عورت کو معلوم ہوتا تھا۔ اس کے الفاظ برف میں بھیگے ہوئے ہیں۔ بولا مسٹر ریڈک نے مجھ سے نہایت گستاخانہ سلوک کیا ہے۔ اور اس نے اس قسم کے الفاظ زبان سے نکالے۔ جن سے میری شہرت پر حرف آتا ہے۔ وہ اس انتہا تک پہنچا۔ کہ میرے کارکنوں کے سامنے میری بے عزتی کی۔ لوسی کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے کہنے لگی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایک نوجوان کو جس نے دور زندگی میں قدم رکھتے ہی نحوست کا منہ دیکھا ہو۔ ایسے واقعے سے کتنی پریشانی ہوتی ہے۔ اس لئے آپ اس کے جوشش کو نظر انداز کر دیں۔ اور اگر اس کی خاطر نہیں۔ تو کم از کم اس کے معصوم بچوں کے لئے ہی رحم اور نرمی سے کام لیں۔ مسٹر واکڈن بولا۔ میڈم قانون کی نظر میں رحم یا سفارش کوئی چیز نہیں۔ لیکن خیر میں شرح کی کتابیں دیکھوں گا۔ اور اگر مجھے وہاں یہ بات نظر آئی۔ کہ مقدمہ دائر کرنے میں لائسٹ کو بھی کسی حد تک ڈھیل ہونا چاہئے۔ یا فیصلہ لکھتے وقت ججوں کو نرمی اختیار کرنی چاہئے۔ تو میں اپنے عدالتی محرر کو اس بارہ میں ضروری ہدایات دے دوں گا۔ لوسی متعجب ہو کر وکیل کے منہ کی طرف تکنے لگی۔ اس کی طرف سے اتنی سرد مہری کا اظہار دیکھ کر وہ سوچتی تھی۔ یہ شخص انسان ہے۔ یا برف کا بنا ہوا بت۔ آخر کار بمشکل طاقت گویائی بحال کر کے بولی۔ کیا میں یہ امید کر سکتی ہوں۔ کہ جس وقت ہنڈیوں کی رقم قابل ادا ہوگی۔ آپ اس بھاری قرضہ کی ادائگی پر زور نہ دیں گے۔ واکڈن نے اس کے پیارے اشک آلود چہرہ کی طرف دیکھا۔ جو اضطراب کے انداز سے اسکی طرف اٹھا ہوا تھا۔ اور

دفعتاً اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ میں نے ایسی حسین صورت عورتوں میں بہت کم دیکھی ہے۔ وہ اس کے چہرہ کو دیکھتا رہا۔ رفتہ رفتہ اس کے خط و خال کی موزونیت۔ اور اس کے اعضا کی بے عیبی پر متوجہ ہوا۔ اس کی نگاہیں شال میں لپٹی ہوئی چھاتی سے ہٹ کر بال کی طرح پتلی کمر کی طرف گئیں۔ اور آخر کار اس کے خوشنما پاؤں اور خوبصورت ٹخنوں تک پہنچیں۔ اس کے بدن کے ہر حصہ کو غور سے دیکھ کر وکیل کی سرد مہری اور سختی کسی قدر کم ہوئی۔ اور وہ ملامت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو اپنے شوہر سے بہت محبت ہے۔ لوسی اس سوال پر متعجب ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ محبت! اے صاحب میں اس سے انتہا درجہ محبت کرتی ہوں۔ میں اس کی پرستار ہوں۔ وہ نہایت نیک دل شوہر اور اپنے بچوں کا نہایت بامحبت باپ ہے۔ وکیل نے اپنی آواز کو اور بھی زیادہ نرم اور انداز کی سختی کو کم کر کے کہا۔ پھر کیا تم اس کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہو؟ معصوم اور بھولی لوسی نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ الگزینڈر کو پھر اسی قدر خوش دیکھنے کے لئے جیسا وہ کبھی تھا۔ مجھے کسی بھی قربانی سے گریز نہیں۔ وکیل جس کے لبوں پر اب ایک ہلکی پھیکی مسکراہٹ نمودار تھی۔ آواز دبا کر عاشقانہ انداز سے کہنے لگا۔ ہر قسم کی قربانی! غور کیجئے۔ میرے لفظوں کا منشا کیا ہے۔ اگر آپ اپنے شوہر کے لئے ہر قسم کی قربانی پر تیار ہیں۔ تو پھر اس شرط پر... یہ کہتے ہوئے اس نے لوسی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اب دفعتاً لوسی اس کے شیطانی ارادوں سے آگاہ ہوئی۔ اس نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دے کر اس انداز سے نکال لیا۔ گویا وہ کسی وحشی حیوان کے پنجہ میں ہو۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی اور غصہ اور نفرت کی ایک چیخ مار کر آناً فاناً وکیل کے دفتر سے غائب ہوگئی۔ اس نے اتنی مہلت بھی نہ دی۔ کہ وکیل اسے روکنے کی کوشش کرتا۔

جس وقت وہ مکان پر پہنچی۔ تو اس کا دل رنج و غم کے مارے ہل رہا تھا۔ عین اس وقت الگزینڈر بھی واپس آیا۔ اور اسے بے چین دیکھ کر اس نے محسوس کیا۔ کہ وہ غیر معمولی حالت میں ہے۔ لوسی زار زار روتی اپنے شوہر سے بغلگیر ہوئی۔ اس کا اضطراب اتنا بڑھا۔ کہ باوجود کوشش کے وہ اپنے جذبات کو روک نہ سکی۔ الگزینڈر نے رفتہ رفتہ اس سے سوالات پوچھ کر حقیقت حال معلوم کی۔ اور اسے اس بات

کا علم ہوا۔ کہ اس بدمعاش بدکلیف نے اسے تباہی کو ناکافی سمجھ کر جس میں اس نے مجھے مبتلا کیا ہے۔ میری بیوی کے ساتھ نہایت گستاخانہ بدسلوکی کی۔ جوش سے دیوانہ ہو کر الگزینڈر وحشی صفت واکڈن کو تادیب کرنے کے لئے اس کی طرف جانے کو تیار تھا۔ مگر اس کی بیوی اور مس ڈالٹن نے بمنت اسے روکا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر کر درخواست کی۔ کہ دشمن سے جھگڑا کر کے اپنی مشکلات اور خطرات میں اضافہ نہ کرو۔ بارے ان کی التجاؤں سے الگزینڈر کا غصہ کسی قدر رفع ہوا۔ اور اس نے وعدہ کیا۔ میں اپنے جوش کو دوراندیشی پر غالب نہ آنے دوں گا۔ پھر جب اس کی طبیعت ذرا تسکین پذیر ہوئی۔ تو اس نے اپنے وکیل کے ساتھ ملاقات کی کیفیت بیان کرنی شروع کی۔ اس وکیل نے اسے یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ اس میں شک نہیں۔ واکڈن اور سکڈمور دونوں نے ملکر آپکو لوٹا ہے لیکن کسی فوجداری عدالت میں اس سازش مجرمانہ کا ثبوت مہیا کرنا دشوار ہوگا۔ بہر حال آپ اس کی ہنڈیوں کا روپیہ ادا نہ کریں۔ اس کے بعد جب واکڈن دیوانی مقدمہ دائر کرے گا۔ تو جیوری کے فیصلہ سے ہم اس بات کا اندازہ کر سکیں گے۔ کہ ہم اس پر فوجداری مقدمہ چلا کر اسے سزا دلا سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ الگزینڈر نے اپنے وکیل کے مشورہ پر کاربند ہونا منظور کیا۔ اور اس لئے سردست یہ معاملہ یہیں پر ختم سمجھا گیا۔

لیکن اس واقعہ نے الگزینڈر کے مزاج اور عادات میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی اس سے جو بدسلوکی کی گئی۔ اس کی وجہ سے اب وہ دن بدن بے چین اور مضطرب رہنے لگا۔ بیوی بچوں میں وہ کہ پہلے اسے جو خوشی ہوتی تھی۔ اس میں بے حد تخفیف ہو گئی۔ بڑا زود رنج اور بے صبر بن گیا۔ کسی کی تردید یا انکار برداشت ہی نہ کر سکتا تھا کھانا کھانے کے بعد دیر تک شراب کی بوتل لئے بیٹھا رہتا۔ لوسی ان حالات کو دیکھتی اور در پردہ زار زار روتی تھی۔ لیکن الگزینڈر کے سامنے کبھی اپنے اندیشوں کا اظہار نہ کرتی۔ بلکہ اس کے ساتھ ویسی ہی محبت اور توجہ سے پیش آتی۔ جس کی وہ ہمیشہ سے عادی تھی

بارہا اس نے اپنے شوہر سے درخواست کی۔ کہ ہم اس مکان کو چھوڑ کر کسی کم کرایہ کے مکان میں آباد ہو جائیں۔ اور اپنے اخراجات میں بھی تخفیف کر لیں۔ مگر اس کا شوہر ہمیشہ ٹالنے والے جواب دیتا رہا۔ وہ اس کی باتوں پر بے صبری کا اظہار

کرتا تھا۔ اور آخر کار اس نے اس قسم کی گفتگو پر اس قدر غصہ کا اظہار شروع کر دیا۔ کہ لوسی نے مجبوراً اس گفتگو کو ترک کرنا ہی بہتر سمجھا۔ بدقسمتی سے انہی ایام میں لوسی کی خالہ جواب تک اس سے ماں کے برابر محبت کرتی تھی۔ دفعتاً علیل ہو گئی مرض غیر معمولی تیزی کی رفتار سے بڑھا۔ اور وہ چند دن میں فوت ہو گئی۔ اس موقعہ پر الگزینڈر نے اس سے بہت کم غم کا اظہار کیا۔ جس کی لوسی کو امید تھی۔ اپنے شوہر میں اس قسم کی لاپروائی دیکھ کر بدنصیب عورت کو اور بھی زیادہ رنج ہوا۔ لیکن مس ٹرلٹن کو دفن ہوئے زیادہ دن نہیں گذرے تھے۔ کہ ایک اور سانحہ پیش آیا۔ جس نے الگزینڈر کے اضطراب کو دوبالا کر دیا۔ آٹھ ہزار پونڈ کی رقم واجب الادا ہو چکی تھی۔ اور اس نے اپنے وکیل کے مشورہ کے مطابق اس روپیہ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ مگر اس کے چند دن بعد اسے گرفتار کیا گیا۔ اور چونکہ عدم ادائیگی کی صورت میں اسے حوالات میں رکھا جاتا۔ اس لئے اس نے اس خیال سے روپیہ ادا کر دیا۔ کہ میں عدالت میں مقدمہ کے دوران میں اس روپیہ کی ادائیگی کے سوال پر بحث کروں گا۔ اور روپیہ تا فیصلہ عدالت میں ہی محفوظ رہے گا۔ لیکن اس کے باوجود اسے ایک آدھ دن جو حوالات میں بسر کرنا پڑا۔ اس نے اس کے مزاج کی تلخی کو دوبالا کر دیا۔ اب وہ شراب کا اور بھی زیادہ عادی ہو گیا۔ اور بیوی بچوں کے ساتھ اس کی محبت کم و بیش بالکل ہی جاتی رہی۔ افسوس ایک شخص کی ان شیطانی حرکات کا اثر جو وہ دوسرے شخص کے متعلق کرتا ہے۔ کتنا وسیع ثابت ہوتا ہے۔ یہ اثر اس ایک شخص کی ذات تک ہی نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے بیوی بچوں اور رشتہ داروں تک بھی پہنچتا ہے

اب لوسی نے دوبارہ یہ درخواست شروع کی۔ کہ ہم کسی کم کرایہ مکان میں سکونت اختیار کریں۔ اور بالکفایت زندگی بسر کریں۔ لیکن الگزینڈر اس کی باتوں پر کان ہی نہ دھرتا تھا کہتا تھا مجھے یقیناً اس مقدمہ میں کامیابی حاصل ہوگی۔ اور روپیہ واپس مل جائے گا۔ پھر میں اس روپیہ کو کاروبار میں لگا کر دوبارہ فراغت حاصل کر لوں گا۔ یہ باتیں وہ ایسے پر اعتماد طریق سے کہتا۔ کہ لوسی کو یقین ہو گیا۔ شاید اس گھر میں پھر سابقہ راحت کا دور قائم ہو جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ جب مقدمہ کی سماعت کا دن قریب آیا۔ تو لوسی نے کسی پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ فریقین کی طرف سے بہت سے قابل وکلا کا انتظام کیا گیا۔ اور مقدمہ بڑے

سفر کرکا ہوا۔ واکڈن کا کاروبار سالہا سال سے قائم تھا۔ وہ ایک ٹھیک چلن آدمی مشہور تھا اور اس کے دوستوں یا نوکروں میں سے کوئی یہ کہنے پر آمادہ نہ تھا۔ کہ اس نے سکڈی ہو جیسے بدمعاش کے ساتھ سازش کی ہوگی۔ عدالت کے زیر غور یہ سوال تھا۔ کیا مسٹر واکڈن نے ان ہنڈیوں کا روپیہ ادا کیا؟ اور کیا وہ ان ہنڈیوں کا جائز طور پر مالک ہے۔ جن کا روپیہ اس نے کاروباری حیثیت میں ادا کیا؟ اس بارہ میں واکڈن نے جو شہادت پیش کی۔ وہ جیوری کیلئے بدرجہ کفایت تشفی دہ تھی۔ الگزینڈر اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ واکڈن نے جتنے غیر آدمی یا اپنے کلرک بطور گواہ پیش کئے۔ ان سب نے انتہا درجہ کی حلف دروغی کی ہے۔ بہر حال جیوری کا فیصلہ واکڈن کے حق میں نکلا۔ اور الگزینڈر مقدمہ ہار کر غم زدہ اور شکستہ دل مکان پر واپس آیا۔ لوسی نے جہاں تک ممکن تھا۔ اسے تسکین اور تسلی دینے کی کوشش کرتی رہی۔ لیکن الگزینڈر کے جوش غم نے یہاں تک زور پکڑا کہ اسے تیز بخار ہوگیا۔ جس نے ہذیان کی صورت اختیار کرلی۔ دل شکستہ لوسی نے اپنی پریشانیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قابل ترین اطباء سے امداد حاصل کی لیکن کئی ہفتے گذر گئے۔ اور ڈاکٹر یہ نہ کہہ سکے۔ کہ مریض خطرہ کی حالت سے نکل گیا ہے۔ بیچ میں کبھی بار مریض کو ہوش بھی آجاتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے بچوں کو پہچانتا تھا۔ ان سے بغلگیر ہوتا۔ زار زار روتا۔ اور خدا سے ان کے حق میں دعائیں مانگتا تھا۔ پھر دفعتاً جذبات کا ہجوم اس کے دماغ پر حاوی ہوجاتا۔ اور واقعات پیش آمدہ کی تلخ یاد سے متاثر ہوکر وہ ان سے کہتا تم سمجھ لو کہ تمہارا باپ مر گیا۔ کیونکہ میری زندگی سے اب تمہیں کوئی نفع حاصل نہیں ہوسکتا اس کے بعد پھر ہذیان کا دور شروع ہوجاتا۔

غریب لوسی نے اپنے شوہر کی تیمارداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ کئی راتیں شب بیداری میں گذر گئیں۔ اور اسے بستر پر لیٹنا نصیب نہ ہوا۔ آخر جب غریب عورت کے مالی وسائل جواب دے چلے۔ اور روپیہ کی کمی سے اس کی پریشانیاں بڑھنے لگیں الگزینڈر کے مرض نے اصلاح کی صورت اختیار کی۔ جس سے بدنصیب عورت کی قدرے ڈھارس بندھی۔ پھر جب الگزینڈر کے سرسام کا دورہ بالکل دور ہوگیا۔ تو وہ اپنے بچوں سے بدستور محبت اور نرمی سے پیش آنے لگا۔ جس سے لوسی یہ سوچکر خوش ہونے لگی۔ کہ شاید اس کی حالت پھر سابق کی طرح ہوجائے گی۔ اب الگزینڈر اپنی مصیبتوں

کا ذکر کرتے وقت سکون اور استغنا کا اظہار کرتا اور کہتا تہا۔ میری جان کیا ہوا۔ اگر ہماری جائداد ہاتہ سے نکل گئی۔ میں آخر جوان ہوں۔ اور جس وقت بدن میں ذرا توانائی آتی ہے۔ میں کوئی کام شروع کر کے گذارہ لائق آمدنی کی صورت پیدا کر لوں گا۔ پہلی لوسی محبت کی کمائی ہوئی خشک روٹی زمانہ فراغت کے الوان نعمت سے زیادہ خوشگوار ثابت ہوگی۔ ایسی باتیں سنکر لوسی اس سے بغلگیر ہوتی۔ اور ان تسکین دہ باتوں کے لئے اس کا شکریہ ادا کرتی۔

اسی طرح کئی دن گذر گئے۔ اور رفتہ رفتہ الگزنیڈر کا مزاج اس قدر روبہ اصلاح ہوگیا۔ کہ ایک دن وہ بے سہارے زینہ سے اتر کر نچلی نشستگاہ میں آ بیٹھا۔ میاں بیوی باہم محبت کی باتیں کر رہے تہے۔ اور بچے ایک طرف کھیلتے تہے۔ کہ یکا یک کمرہ کا دروازہ کہلا اور تین بدوضع شخص گستاخانہ انداز سے اندر گھس آئے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ جو روپیہ الگزنیڈر نے عدالت میں جمع کرایا تہا۔ اس سے منڈیوں کی رقم تو ادا ہوگئی۔ لیکن اخراجات عدالت ابہی اس کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ یہ رقم ایک سو پونڈ سے اوپر تہی اور اس کی عدم ادائگی کے لئے الگزنیڈر کو گرفتار کرنا مطلوب تہا۔ بدنصیب جوڑے کے پاس اتنی رقم موجود نہ تہی۔ کہ ادا کی جاتی۔ اور لوسی اپنے شوہر کے زمانہ علالت میں چاندی کے برتن۔ زیورات اور باقی ہر ایک قیمتی چیز فروخت کر چکی تہی۔ اس میں شک نہیں۔ گھر کا فرنیچر ایک سو پونڈ سے زیادہ کا تہا۔ لیکن دوسری طرف مالک مکان کا کرایہ بہی واجب الادا تہا

لوسی نے روتے ہوئے تارق سے التجا کی۔ کہ آپ الگزنیڈر کو چند دن اس مکان سے نہ لے جائیں۔ کیونکہ ابہی وہ بیماری کے اثر سے نڈہال ہے۔ مگر ان آدمیوں نے کہا۔ ہم مجبور ہیں۔ ہمیں جو کچہ حکم ملا ہے۔ اس کی تعمیل کریں گے۔ اور کسی طرح کی نرمی نہیں کر سکتے۔ بڑی منت سماجت کر کے اور ان کے سامنے دوزانو ہو کر آخر کار لوسی نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ آپ لوگ اس وقت تک انتظار کریں۔ حتے کہ میں اپنے وکیل سے ہو آؤں۔ وکیل مذکور نے رقم مطلوبہ کی امداد پیش کرنے سے تو مجبوری ظاہر کی۔ البتہ نہایت ہمدردی اور نرمی کا سلوک کرتے ہوئے اس نے ضروری ضروریات کے لئے چند پونڈ دئے اور وعدہ کیا۔ کہ آپ کے شوہر کو حوالات سے کنگز بنچ میں پہنچا

ضروری خرچ میں ادا کردوں گا۔ دل شکستہ عورت کا کسی قدر اطمینان ہوا۔ کہ الگز بینڈر کا اس دنیا میں ایک شخص تو دوست ہے۔ لیکن اطمینان کی یہ ہلکی سی شعاع بھی اس وقت کافور ہوگئی۔ جب لوسی نے مکان پر واپس آکر دیکھا۔ کہ اس کا شوہر پھر بڑے جوش اور اضطراب کی حالت میں ہے۔ یعنی ویسے ہی جوش کی حالت میں جو اس کے سابقہ مرض کا موجب ثابت ہوا تھا۔

غریب حیران تھی۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ صرف ایک چارہ کار تھا۔ اور وہ اس پر اس نے الگز بینڈر کی لاعلمی میں عمل کرنے کا ارادہ کریں۔ الگز بینڈر کی حالت اس قسم کی تھی۔ کہ جو واقعات اردگرد ہو رہے تھے۔ ان کا اسے متعلق علم نہ تھا۔ وہ قارقی کے آدمیوں کے سامنے ہی کبھی ہذیان کرنے لگتا۔ کبھی انہیں دھمکاتا۔ اور کبھی رونے لگ جاتا تھا۔ مصیبت کی ماری لوسی دوبارہ لنکن ہین کی طرف روانہ ہوئی۔ اور ایک مرتبہ پھر اسی سنگ دل وکیل کے دفتر میں داخل ہوئی۔ جس کی بدولت اس خوش وخرم گھرانے پر ایسی مصیبت نازل ہوئی تھی۔ واکٹرن نے اس سے اپنے ذاتی دفتر میں ملاقات کی۔ اور اسے سرد مہری سے ایک کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔ اب اس کے خشونت آمیز چہرہ پر ایک قسم کی شیطانی کامیابی کی جھلک نظر آتی تھی۔ وہ اس تباہ حال افسردہ صورت حسینہ کو تھوڑی دیر کے لئے غور سے دیکھتا رہا۔ جس کا حسن اس کی افسردگی میں بھی دوبالا نظر آتا تھا۔ چند منٹ تک لوسی اپنے جوش اضطراب کی وجہ سے کوئی لفظ زبان سے نہ کہہ سکی۔ اور آخر کار جو کچھ اس نے کہا۔ وہ چند بے جوڑ کلمات کی صورت میں تھا۔ جس میں اس نے کردہ سسکیاں لیتی اور روتی رہی۔

وکیل اس کے اوپر اس طرح جھک گیا۔ جیسے شیطان کسی مجبور شخص کو شرطیں بتا رہا ہو جس نے اپنی روح اسکے حوالہ کرکے دولت اور طاقت حاصل کرنی منظور کی ہو۔ اس طرح پر اس مظلوم اور مغلوب عورت پر جھک کی اس دیو سیرت وکیل نے چند شرطیں اس کے کان میں کہیں۔ جن پر وہ اس کے شوہر سے رحم کا سلوک کر سکتا تھا۔ وہ دفعتاً اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اور خوف زدہ اور متحیر ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ شاید سوچتی تھی کہ یہ انسان ہے یا مجسم شیطان۔ مظلوم اور پاکباز عورت نے وکیل کی طرف ان ملامت آمیز خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔ ان کی تاب مقابلہ اس کی مردہ بوری آنکھیں بالکل نہ لاسکیں

لیکن اس کے لبوں پر اب بھی شیطانی تماشانہ مسکراہٹ نمودار تھی۔ غالباً وہ سوچتا تھا۔ کہ اس عورت کا غصہ عارضی ہے۔ اور وہ ضروریات سے مجبور ہو کر میری مرضی پر چلنے کو مجبور ہو جائے گی۔ لیکن اس معاملہ میں اسے سخت غلطی لگی۔ کیونکہ جس وقت لوسی کی طبیعت ذرا سنبھلی۔ تو وہ چلا کر کہنے لگی۔ بدمعاش شیطان۔ کیا تیرے مظالم کی کوئی حد نہیں۔ اور اتنا کہکر وہ اس سنگدل بدمعاش کے کمرہ سے اس تیزی کے ساتھ رخصت ہو گئی۔ گویا اس کمرہ کی ہوا بھی جسمیں وہ سانس لیتا تھا سخت متعفن تھی۔

شکستہ دل اور پریشان خاطر وہ اپنے مکان پر واپس آئی۔ جانتی تھی۔ کہ تارق کے آدمی میرے شوہر کو میری آنکھوں کے سامنے پکڑ کر لے جائیں گے۔ وہ یہ بھی سمجھتی تھی کہ اب اس جگہ میرا اپنا اور میرے بچوں کا قیام محض چند روزہ ہے۔ لیکن یکایک اس طرح پر گویا اسے غیب سے القا ہوا ہو۔ اس نے اپنے دل کو سنبھالا۔ اور یہ سوچا کہ الگزینڈر اور اپنے بچوں کی خاطر مجھے پوری دلیری سے کام لینا چاہئے۔ انتہائی رنج والم میں بھی عورت اس صبر و استقلال سے کام لے سکتی ہے۔ جس کا اظہار مرد کسی حال میں نہیں کر سکتا۔

لوسی کریڈک نے اس وقت بڑی ہمت اور مستقل مزاجی کا ثبوت دیا۔ اس نے اپنے شوہر سے کہا۔ جتنا زیادہ آپ اپنی ذات کو مغلوب ظاہر کرینگے۔ اتنی زیادہ آپ کے کینہ توز وحشی صفت دشمن کو خوشی محسوس ہو گی۔ اس فہمائش کا جو نرمی اور ملائمت کے ساتھ کی گئی تھی۔ بہت اچھا اثر ہوا۔ اور الگزینڈر اپنی بیوی کے استقلال سے سبق حاصل کر کے سپاہیوں کے ہجوم سے نہ دبتا ہوا نہایت استغنا کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور سرکاری آدمیوں کے ساتھ حوالات کو چل دیا۔ اس کے دوسرے دن اسے کنگز بنچ میں منتقل کر دیا گیا۔ اور اسی جگہ آج سے چھ سال پیشتر میری اس سے اول مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔

یہاں پہنچنے پر اس کا حوصلہ پھر شکست ہونے لگا۔ [illegible] اس کی بیوی کو ہر وقت پاس رہنا پڑتا تھا۔ اس بیچارے نے گھر کا اسباب فروخت کر کے مالک مکان کا کرایہ اور چند اور قرضخواہوں کے چھوٹے چھوٹے مطالبات پورے کئے اور پھر اپنے بچوں کو ساتھ لے کر اس مختصر تاریک کمرہ میں سکونت پذیر ہو گئی۔ جس میں اس کا شوہر بستر مرض پر پڑا تھا۔ اس طرح پر یہ کنبہ جو کسی زمانہ میں خوش و خرم اور خوشحال تھا۔ آسائش اور دوستوں کے دور ہونے سے فلاکت اور احتیاج کی حالت میں

پہنچ گیا۔ اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ کس طرح اور کتنے کنبوں کی تباہی عمل میں آچکی ہے۔ غرضکہ جب یہ لوگ کس قدر مصیبت اٹھاتے اور احتیاج اٹھا چکے تھے۔ کہ ایک دن قید خانہ کی خادمہ سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ نہیں سخت تکلیف کا سامنا ہے۔ ان دنوں میری مالی حالت آج سے بہتر تھی۔ میں کچھ پیدا کر کے ان کے کمرہ میں گیا۔ افسوس میں بیان نہیں کر سکتا۔ وہاں احتیاج اور ذلالت کا کیا دردناک نظارہ میرے دیکھنے میں آیا۔ انہوں نے جو فرنیچر کرایہ پر لیا تھا۔ وہ عدم ادائے کرایہ کی وجہ سے اٹھوایا جا چکا تھا۔ انگرسینڈ زرد رو۔ خشک بدن ایک ٹرنک پر بیٹھا تھا۔ دونوں بچے جو اس قدر دبلے تھے۔ کہ ان کی صورتیں پہچانی نہ جاتی تھیں۔ بھوک سے بیتاب رہے تھے۔ اور غریب دل شکستہ لوسی ایک بکس کو کھول کر کسی ایسی چیز کی تلاش میں تھی۔ جسے گرو رکھ کر وہ دو چار روز کے گذارہ لائق روپیہ حاصل کر سکے۔ اس وقت جب وہ اس بکس کو جو کبھی ان دنوں بہترین پوشاک اور سامان آرائش سے بھرا تھا حسرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ تو گرم جلنے والے آنسو آنکھوں سے نکل کر اس کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر میرے سینہ میں برچھی سی لگی۔ میرے لئے وہ تفصیلات بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ جن میں اس کنبہ سے میری دوستی ہوئی۔ مختصر یہ کہ میں نے انہیں کچھ امداد پیش کی۔ جسے انہوں نے منظور کر لیا۔ اس امداد کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے کمرہ میں سامان فرنیچر اور کافی خوراک کی موجودگی سے پھر رونق آگئی۔ آپ کو واضح رہے۔ کہ مجھے ان کا قصہ ایک ہی بار معلوم نہ ہوا تھا۔ بلکہ اس کی تفصیلات کا علم رفتہ رفتہ مختلف موقعوں پر ہوتا رہا۔ اور کئی باتیں ایسی تھیں۔ جو اتفاقیہ طور پر مجھے معلوم ہوئیں۔ غرضکہ اس طرح پر مختلف وسائل سے یہ سارے حالات جو میں نے آپ کے روبرو بیان کئے ہیں مجھے معلوم ہوگئے۔ لیکن انگرسینڈر کی المناک داستان کا خاتمہ یہیں پر نہیں ہوتا۔ اس کا سب سے خوفناک اور دردناک حصہ ابھی آگے آنیوالا ہے۔

اتنا کہہ کر پراٹ ذرا دیر کے لئے رک گیا۔ اور مز نیک کرٹس سے پوچھنے لگا۔ آپ اس قصہ سے اکتا تو نہیں گئے؟

وہ کہنے لگا یہ اکتانے کا کیا ذکر۔ میں اسے بڑے شوق اور گہری دلچسپی سے سن رہا ہوں۔

اس پر اس شخص نے داستان کا باقی حصہ ان لفظوں میں بیان کرنا شروع کیا

باب ۱۰۸ داستان الم کا انجام

ہر چند کہ میں اس بدنصیب اور مظلوم گھرانے کو عارضی طور پر امداد دیتا رہا۔ اور قرض کے بہانے سے انہیں کچھ روپیہ ضروریات زندگی کی بہم رسانی کے لئے بھی دیا تاہم الگزینڈر کے لئے کوئی فیصلہ کن کارروائی کرنا ضروری نظر آتا تھا۔ اپنی عمر قید خانہ میں گذارنے کے یہ معنے تھے کہ اس کی قابلیت خاک میں مل رہے۔ مگر قرضہ کا جو عظیم بوجھ اس پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی ادائگی خارج از بحث تھی۔ ساہوکاروں کے پتھر دل کو متاثر کرنا بھی قطعاً غیر ممکن تھا۔ اس لئے چارہ کار فقط یہی تھا کہ عدالت دیوالہ کی مدد حاصل کی جائے۔ جب الگزینڈر کو اچھی خوراک ملنے لگی۔ اور ڈاکٹر نے اس کا باقاعدہ علاج شروع کیا۔ اور اس کے بیوی بچوں کے چہرہ پر رونق آگئی۔ تو اب اس کا اپنا رنگ بھی پھرنے لگا۔ اب وہ وقتاً فوقتاً اس سے اور مجھ سے مستقبل کی تجاویز پر گفتگو کیا کرتا تھا۔ جس وکیل کی مدد سے وہ حوالات سے بچ نکلا تھا۔ وہ چند ہفتوں کے لئے کہیں باہر چلا گیا تھا۔ انجام میں وہ لندن کو واپس آگیا۔ اس نے نہ صرف عدالت دیوالہ کے ضروری اخراجات برداشت کرنا منظور کیا۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ جس وقت الگزینڈر رہا ہو جائیگا میں اسے بطور محرر اپنی ملازمت میں لے لوں گا۔ اس سے الگزینڈر اور اس کی بیوی کے دل میں امید پیدا ہو گئی۔ اور اب عدالت دیوالہ کی کارروائی کے متعلق ضروری انتظامات ہونے لگے۔ لیکن جونہی اس کارروائی کا آغاز ہوا۔ اطلاع ملی کہ ساہوکار ہر ممکن ذریعہ سے الگزینڈر کی مخالفت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ جب اس کی خبر الگزینڈر کو ملی۔ تو وہ اس ظالم کے خلاف سخت غیظ آلود ہو گیا۔ آخر کچھ تو اس کی تعلیم ایسی تھی اور کچھ میں نے اپنی فہمائش سے بمشکل اسے ٹھنڈا کیا۔

اتنے میں وہ دن آگیا جب اسے عدالت دیوالہ میں پیش ہونا تھا۔ حسب معمول الگزینڈر وہاں ایک پیادہ کی نگرانی میں پہنچا۔ مقدمہ کی سماعت آغاز ہی میں ہوئی تھی ہم نے

دیکھا کہ فریق مخالف نے کئی زبردست وکلاء پیروی کے لیئے حاصل کر رکھے ہیں۔ علاوہ میں جو کارروائی ہوئی۔ اس کی تفصیلات میں جانا غیر ضروری ہوگا۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹن نے شہادت دی۔ جس وقت انگزینڈ کریڈک کے خلاف اپنے ہمدردانہ بیانات دے کہ حکم صادر ہوا۔ اسے ایک سال تک قید خانہ میں رکھ کر پھر رہا کر دیا جائے۔ جس وقت انگزینڈ پھر میں واپس آیا۔ تو وہ سخت جوش اور اضطراب کی حالت میں تھا۔ چند ہی گھنٹوں بعد اسے سرسام شروع ہوگیا۔ وہ ہذیان میں سب سے زیادہ ڈاکٹن کا نام لیتا اور اسے بڑی خوفناک گالیاں دیتا تھا۔ بدنصیب لوسی صبر و استقلال کی پتلی اپنے شوہر کے سرہانے بیٹھی اس کی تیمارداری کرتی تھی۔ آخر مریض کو ذرا ہوش آیا۔ تو اس نے سب سے پہلے اپنی وفادار بیوی کو پہچانا۔ اور اس سے شگفتہ ہو کر بڑے پیار کی گفتگو کرنے لگا۔ کچھ دن بعد ہذیان تو دور ہوگیا۔ لیکن ایک قسم کا مراقی مالیخولیا کا دورہ ہوا۔ جس سے اسکو بیدار کرنا غیر ممکن تھا۔ کہتا تھا۔ عدالت والوں نے جو حکم صادر کیا ہے۔ اس سے میرے ہمیشہ کے لئے ذلت اور بدنامی ہوگئی۔ جس نے اس کے وکیل اور لوسی نے بہتیرا سمجھانے کی کوشش کی۔ اور کہا سارے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ تم مجرم نہیں۔ بلکہ مظلوم ہو۔ لیکن اس کے سینہ میں کچھ ایسا صدمہ بیٹھا کہ وہ بالکل ہی دل شکستہ ہوگیا۔

انہی ایام میں میرے اپنے مالی وسائل میں تخفیف شروع ہوگئی تھی۔ اس لئے میں انہیں اتنی امداد نہ دے سکتا تھا جتنی ضروری تھی۔ اس کے علاوہ انگزینڈ اور لوسی دونوں کسی سے امداد لینے کے خلاف تھے۔ اور وہ اس وکیل کے سامنے بھی جس نے انہیں مدد دی تھی۔ دست سوال دراز نہ کر سکتے تھے۔ آخر کار لوسی نے یہ ارادہ کر لیا۔ کہ ہم قید خانہ کے اس حصہ میں مقیم ہو جائیں۔ جہاں غریب لوگ رہتے ہیں۔ اور سرکاری خرچ پر گذارہ کریں۔ اس سے ہمیں کمرہ کا کرایہ نہ دینا پڑے گا۔ اور خوراک کے لئے بھی چند شلنگ ہفتہ وار ملتے رہینگے انگزینڈ نے پہلے تو اس تجویز کو حقارت کے ساتھ نامنظور کیا۔ لیکن پھر اپنی نیک نہاد بیوی کی منت سماجت سے رضامند ہوگیا۔ وہ کہنے لگی۔ غریب ہونے میں کسی طرح کی ذلت یا شرم نہیں۔ ذلیل وہی ہے جو بددیانت ہو۔ پس کیا ضرور ہے کہ ہم ناحق اس قسم کے قرض وصول کرتے رہیں جنہیں ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر ہم نے قید خانے کے اس حصہ میں سکونت رکھی۔ تو ہمیں ایسی وضعداری کا پابند ہونا پڑے گا جسے برقرار رکھنا

کیا ہمارے پاس وسیلہ نہیں۔ انگرینیڈر ان دلیلوں سے متاثر ہو کر قید خانہ کے اس حصہ میں جانے پر آمادہ ہو گیا۔ جو غرباء کے لئے مخصوص تھا۔ اور یہ سارا کنبہ وہاں منتقل ہو گیا۔ مجھے وہ دن جب یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ مدت العمر یاد رہے گا۔ لوسی نے کمرہ کو جہاں تک ممکن تھا سجانے اور آراستہ کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جس وقت وہ فرنیچر کی قسم کی چند چیزوں کو جو اب ان کے پاس باقی رہ گئی تھیں ترتیب سے رکھتی تھی۔ تو بظاہر مسکرانے کی کوشش کرتی۔ لیکن گاہ بہ گاہ اس کی نظر متفکرانہ انداز سے اپنے شوہر پر پڑتی۔ جو نیم بے خبری کی سی حالت میں بیٹھا اس ساری کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا وہ رہ رہ کر اس کی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ گرتا۔ اور کبھی کبھی اپنے بچوں کو اٹھا کر بڑے زور کے ساتھ چھاتی سے لگا لیتی تھی۔ اس روز میں نے با صرار انہیں اپنے پاس سے کھانا دیا۔ اور جہاں تک میرے بس میں تھا۔ میں نے نہ صرف ان کے لئے ہر ممکن سامان آسائش مہیا کر دیا۔ بلکہ انگرینیڈر کو حوصلہ دینے کی بھی کوشش کی۔ لیکن جس وقت وہ مسکراتا۔ تو اس کی مسکراہٹ ایسی پھیکی ہوتی تھی۔ کہ اسے دیکھ کر میرا دل اس طرح سینے کے اندر بیٹھ جاتا تھا۔ گویا وہ میرا اپنا لخت جگر ہو۔

چند ہفتے گذر گئے۔ اور اس اثنا میں لوسی کے زیر اہتمام اس کنبہ کا گذارہ خاطر خواہ ہوتا رہا۔ سادہ اور معمولی قسم کا کھانا انہیں کافی مل جاتا تھا۔ اور بچے بھی ہمیشہ صاف ستھرے رہا کرتے تھے۔ جب کبھی میں ان کے کمرہ میں جاتا۔ تو لوسی کو مختلف کاموں میں مصروف پاتا تھا۔ کبھی وہ بچوں کے کپڑے دھونے یا انہیں مرمت کرنے میں مصروف ہوتی۔ اور کبھی اپنے شوہر کے کپڑوں کو لوہا دیتی نظر آتی تھی۔ بعض اوقات وہ پردہ کشیدہ کا کام کرتی دیکھی جاتی تھی۔ جس کے متعلق میرا خیال ہے۔ کہ وہ باہر سے اجرت پر ایسے کام حاصل کیا کرتی تھی۔ ایک رات کا ذکر ہے۔ کہ مجھے بہت دیر تک نیند نہ آئی۔ اور میں قید خانہ کے اندر ٹہلنے کے لئے نکلا۔ بارہ یا ایک بجے کا عمل تھا۔ جس وقت میں غرباء کے حصہ کی طرف گذر رہا تھا۔ ناگاہ میں نے گرینڈر کے کمرہ کی کھڑکی کی طرف دیکھا۔ آپ میرے تعجب کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب مجھے کمرہ کے اندر ایک شمع روشن نظر آئی۔ دفعتاً میں اس کا مطلب سمجھ گیا۔ غریب لوسی سارا دن اور ساری رات آنکھوں میں گذار کر اپنے شباب اپنے حسن اور اپنے حوصلہ کو تباہ کر کے سوزن کاری کرتی تھی۔ تاکہ جو تھوڑی بہت آمدنی ہو۔ اس سے اپنے شوہر اور بچوں کی آسائش

کے لیے ضروری اشیا حاصل کرے۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی دل میں ایک برچھی سی لگی اور میں نے سوچا کہ اس دنیا میں نیک اور باعصمت عورت کی آزمایش کتنی مشکل اور دشوار ثابت ہوتی ہے۔ نیند کی رغبت جاتی رہی۔ اور میں بہت دیر قید خانہ کے اندر ادھر ادھر گھومتا رہا۔ کوئی غیبی اثر مجھے یہ معلوم کرنے پر اکساتا تھا۔ کہ یہ مدھم روشنی اس ایک کمرہ میں کب تک قائم رہے گی۔ آخر رات کے چار بجے تھے۔ کہ شمع گل ہوئی۔ اس وقت میں نے غریب لوسی گریڈک کا نام زبان سے ادا کیا۔ اور بے اختیار میرے سینہ سے ایک آہ نکلی۔

دن کے وقت جب میں صبح کی چاشت کے بعد الگزینڈر سے ملنے گیا۔ تو میں نے اس جوان اور نیک نہاد عورت کو معمول سے زیادہ توجہ کے ساتھ دیکھا۔ مجھے اُس کی حالت دیکھ کر معلوم ہوا۔ کہ اس کی صحت روز بروز تباہ ہو رہی ہے۔ اور جو کچھ وہ کرتی ہے وہ طبیعت پر انتہائی جبر کا نتیجہ ہے۔ ظاہر میں وہ ویسی ہی خوش و خرم تھی۔ لیکن میں نے محسوس کیا۔ کہ یہ خوشی حقیقی نہیں۔ اختیاری ہے۔ قدرتی نہیں مصنوعی ہے۔ یہ خوشی ایک پردہ ہے جس میں یہ نیک نہاد اور شریف خاتون جس کے اندر بامحبت بیوی اور شفیق ماں کی ساری صفات موجود ہیں۔ اپنے حقیقی رنج و الم کے چھپانے کی کوشش کرتی ہے۔

میں ذکر کر چکا ہوں۔ کہ الگزینڈر کو ایک سال زیر حراست رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس میں سے تین ماہ کا عرصہ اس طرح گذر گیا۔ اور اسوقت لوسی نے دیکھا کہ بچے ورزش کی کمی اور تازہ ہوا نہ ملنے کی وجہ سے دن بدن لاغر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سے اس کے دل میں ایک اور رنج پیدا ہوا۔ وہ اپنے بچوں کو اس حصہ قید خانہ کے قیدیوں کے بدوضع کثیف اور شریر بچوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اور اتنا وقت بھی اس کے پاس نہ تھا۔ کہ انہیں لیکر خود سیر کرنے جاتی۔ میں نے سمجھ لیا۔ اس کے ذہن میں کتنی کشمکش جاری ہے۔ اگر وہ ایک دو گھنٹہ کا عرصہ بچوں کے لیے مخصوص کرے۔ تو اُسے وہ کام ملتوی کرنا پڑتا تھا۔ جو وہ اُجرت پر بورو کے کسی دوکاندار سے لایا کرتی تھی۔ اور کام میں کمی ہونا قدرتی تھا۔ دوسری طرف وہ یہ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ کہ غریب بچے دن بھر کمرہ کے اندر بند رہیں۔ اور تازہ ہوا کو ترسیں۔ آخر اس نے یہ انتظام

لگیا۔ کہ دن کے وقت ایک دو گھنٹے کے لئے انہیں سیر کرانے لے جاتی۔ اور اس کمی کو چند گھنٹوں کی مزید شب بیداری سے پورا کیا کرتی۔ مجھے اس کا علم اس طرح پر ہوا۔ کہ جب کبھی میں علے الصباح سیر کرنے نکلتا۔ تو صبح کے پانچ بجے تک کمرہ کے اندر شمع جلتی دیکھتا تھا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ یہ غریب وفادار عورت آخرکار اس حد تک محنت کرنے لگی۔ کہ اب صرف تین گھنٹے سویا کرتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگرچہ بچوں کی صحت اصلاح پذیر ہوگئی۔ تاہم اس کی اپنی توانائی پر نمایاں اثر پڑنے لگا۔ یہ ظاہر تھا۔ کہ الگزینڈر کو اپنی بیوی کی اس شب بیداری اور مشقت کا بالکل علم نہیں تھا۔ اس کی حالت کچھ اس قسم کی بے توجہی کی ہوگئی تھی۔ کہ جو بات میں نے اس آسانی کے ساتھ معلوم کر لی اور جس سے مجھے سخت رنج پہنچا۔ اسے اس کا علم ہی نہ ہوا۔ مجھ سے جہاں تک ممکن تھا۔ میں مناسب طریق پر اس کنبہ کی مدد کرتا رہا۔ جب کبھی میں یہ معلوم کرتا کہ انہیں اچھا کھانا نہیں ملا۔ تو میں اپنا کھانا ان کے کھانے میں ملا کر ان کے پاس ہی بیٹھ کر کھاتا تھا۔ لیکن میرے اپنے وسائل دن بدن محدود ہوتے گئے۔ اور جس قدر روپیہ میں دوستوں کی مدد سے فراہم کر سکتا تھا۔ وہ سب کا سب صرف ہوگیا۔ اتنے میں چھ ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ مگر اس چھ ماہ کے عرصے نے لوسی کی حالت میں بے حد تبدیلی پیدا کر دی۔ اب وہ ہڈیوں کا پنجر نظر آتی تھی۔ اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ وہ اپنے سابقہ وجود کا محض سایہ رہ گئی تھی۔ اس کے باوجود جہاں تک ممکن تھا۔ وہ صبر و استقلال کے ساتھ آفات کا مقابلہ کرتی رہی۔ کہتے ہیں افلاس اور کثافت کا ساتھ ہوتا ہے لیکن یہ بات اس خاندان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ کیونکہ بیرم سبت کو اس کا شوہر صاف ستھرا بلکہ اس لحاظ سے عمدہ لباس پہنے نظر آتا تھا۔ کہ وہ قید خانہ کنگز بنچ کے غریب حصہ میں رہتا تھا۔

انہی ایام میں مجھے بعض ضروریات کی سرانجام دہی کے لئے قید خانہ سے ایک دن کی رخصت حاصل کرنی پڑی۔ اور اس ایک دن کے لئے میرے دوستوں نے ضمانت پر رہائی دلائی۔ میں نے اس بات کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اپنے کاموں سے وقت فرصت نکال کر مسز وزوالڈ ن کے ہاں جاؤں گا۔ اور اس سے درخواست کروں گا کہ غریب الگزینڈر پر اتنی سختی نہ کرے۔ میں اس سے کہوں گا۔ کہ اس کی آزادی تمہارے اختیار

ہیں۔ یہ تم پر اعتراض ہٹالو۔ تم سے آج ہی قید خانہ سے رہا کیا جاتا ہے۔ یہ تو میں سمجھتا تھا۔ کہ واکڈن ایک سخت گیر آدمی ہے لیکن جب میں اس سے ملا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ سخت گیر ہی نہیں۔ شیطان بصورت انسان ہے جس وقت میں نے اس سے یہ ذکر چھیڑا تو اس نے فوراً مجھے روک دیا۔ اور اپنی کرسی سے اٹھ کر بڑی سرد مہری سے کہنے لگا۔ مجھے کریڈاک کے نام ہی سے نفرت ہے۔ اس نے میرے متعلق بے جا شبہات کا اظہار کر کے میری ہتک عزت کی۔ اور میں اسے جیل خانہ میں سڑوائے بغیر اپنا انتقام پورا نہیں کر سکتا شاید وہ سمجھتا ہے کہ اسے چھ ماہ کے بعد رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ میں نے خفگی آمیز ہو کر کہا۔ صاحب غلط فہمی آپ کو ہوئی ہے۔ عدالت دیوالیہ کا حکم آپ کی منتقم طبیعت سے زیادہ زور دار ہے۔ واکڈن اسی سرد مہری سے کہنے لگا۔ نتیجہ دیکھا جائے گا۔ اس بحث سے کیا حاصل ہے۔ میں مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔ کچھ تو اپنی ناکامی کی پشیمانی تھی اور کچھ اس بات کا اندیشہ کہ معلوم نہیں میرے بدنصیب دوست کو ابھی کن مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔ لیکن میں نے واکڈن سے ملنے یا اس کی گفتگو کا الگزینڈر سے بالکل ذکر نہ کیا۔ اگرچہ باوجود بڑی کوشش کے میں اس کی دھمکی کو اپنے ذہن سے خارج نہ کر سکا۔

اسی طرح کئی ماہ گزر گئے۔ لوسی کی صحت دن بدن خراب ہوتی گئی۔ مگر جس طرح ممکن تھا وہ احتیاط سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتی تھی۔ آخر کار الگزینڈر کی رہائی کے دن قریب آگئے۔ اور میں نے دیکھا کہ اب اس کا حوصلہ پھر بلند ہو رہا ہے۔ وہ سابقہ بے حسی کو ترک کرنے لگا۔ جواب تک اس کے ذہن اور قوا پر حاوی تھی۔ وہ کبھی کبھی ایام رہائی کا ذکر بھی کیا کرتا تھا۔ لیکن واکڈن دور سے ہی اس کے معاملہ پر توجہ دے رہا تھا۔ اور اس نے اس مصیبت زدہ کنبہ کے خلاف انتقام کی جو نئی تجویز سوچی تھی۔ اس سے خوش ہو رہا تھا۔ یہ آخری صدمہ اس دن ظاہر ہوا جب الگزینڈر نے مجھ سے کہا تھا کہ آج میری طبیعت اتنی بشاش ہے کہ عرصہ دراز سے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس روز الگزینڈر کے خلاف ایک ہزار پونڈ کی ایک نئی رقم کے لئے دیوالیہ کی درخواست داخل کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ الگزینڈر کے قرضخواہوں کا جو جدول تیار کیا گیا تھا۔ اس میں ایک ہزار پونڈ کی رقم شامل نہ تھی۔ جس کی وجہ سے عدالت کا فیصلہ اس رقم کے لئے جو شامل

جدول نہ ہو سکی۔ نادرست سمجھا گیا۔ قانون میں اس قسم کی ایک دفعہ موجود ہے۔ اور جو بدنصیب مقروض لوگ ان قوانین کے مطابق جو تاجروں پر عاید ہوتے ہیں۔ عدالت دیوالہ کی پناہ حاصل نہ کرسکیں۔ ان کے متعلق بارہا اس سے کام لیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے مجھے اس نئے پروانہ حراست کی خبر اس طرح پر ملی۔ کہ قید خانہ کی ایک خادمہ نے مجھ سے آکر کہا۔ مسز کریڈک نہایت پریشان ہے۔ اور فوراً آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ یہ سنتے ہی میرا ماتھا ٹھنکا۔ اور میں نے سمجھا۔ یہ ضرور اس شیطان واکڈن کی کوئی تازہ شرارت ہے۔ جب میں اُن کے کمرہ میں پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ الگزینڈر نیم بیہوشی کی حالت میں بستر پر لیٹا ہوا رہ رہ کر لمبی سانس لے رہا ہے۔ محض اس سانس کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ زندہ ہے۔ لوسی اس کے قریب دوزانو بیٹھی التجا کرتی تھی۔ کہ اس طرح مایوسی کو دل میں جگہ نہ دو۔ بچے اگرچہ اس تازہ مصیبت کی اہمیت کو سمجھنے سے قاصر تھے جو اس کنبہ پر نازل ہوئی۔ تاہم والدین کو پریشان دیکھ کر وہ بھی دردناک چیخیں مار رہے تھے۔ میں نے اپنے بدنصیب دوست سے کہا۔ مردوں کا کام استقلال کو شامل حال رکھنا ہوتا ہے۔ جس نے ہمت ہار دی۔ اس کا اس دنیا میں کوئی ٹھکانا نہیں۔ آخر بدقت میری درخواست اور لوسی کی منت سماجت پر اس نے سنبھالا کیا۔ میں نے کہا۔ اب آپ دوبارہ عدالت دیوالہ میں درخواست دیں۔ تو مجھے یقین ہے کہ مزید حراست کا حکم صادر نہ ہوگا۔ اور آپ کو قریباً ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں رہا کر دیا جائے گا۔ مگر وہ پریشان حال ہو کر بولا۔ اس کے لئے ضروری اخراجات کہاں سے مہیا کئے جائیں؟ میں نے جواب دیا۔ قید خانہ کے مارشل کے پاس کچھ خیراتی فنڈ موجود رہتا ہے۔ میں اس سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ آپ کو مدد دے۔ الگزینڈر کو یاس کی تاریکی میں شعاع امید کی جھلک سے ذرا تازگی محسوس ہوئی۔ اور وہ باصرار کہنے لگا۔ دوست اس کام کو ابھی کیجئے۔ میں اس سے وعدہ کر کے رخصت ہونے لگا۔ تو لوسی نے بڑے جوش سے میرا ہاتھ دبایا۔ اور ہلکی آواز سے کہنے لگی۔ اے صاحب اس دنیا میں اب فقط آپ ہی ہمارے دوست ہیں۔

اس کے قریباً دس منٹ بعد میں مارشل کے دفتر میں بیٹھا۔ اس سے سارے حالات بیان کر رہا تھا۔ میں نے اُسے الگزینڈر کریڈک کی ساری داستان سے مطلع کیا

اور اس سلسلہ میں لوسی کے قابل تعریف طرزِ عمل کا ذکر بھی نظر انداز نہ کیا۔ مارشل ایک نیک نہاد آدمی ہے۔ اگرچہ جیلخانہ کے منتظم کی حیثیت میں اس کا مادہ بہت دیکھ بھی بڑی حد تک کند ہو چکا ہے۔ بہرحال اس نے سارا قصہ بڑی توجہ سے سنا۔ پھر کہنے لگا۔ مسٹر پیراڈٹ میں نے مسٹر واکڈن کا نام کئی مرتبہ سنا ہے۔ اور اب تک میں اسے ایک نیک دل وکیل سمجھتا تھا۔ بہرحال آپ کے بیان نے آج اول مرتبہ اسے میری نظروں میں ایک نئی رنگت میں پیش کیا ہے۔ میں ضرور اس سے ملوں گا۔ اور اگرچہ میں جانتا ہوں کہ وہ تندخو آدمی ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ ایسے حالات میں جو آپ نے بیان کئے ہیں۔ ایک مظلوم شخص کو قیدخانہ میں رکھنے پر اصرار نہ کرے گا۔ میں اس کے سامنے کریڈک کی ساری داستان بیان کر کے جیسا آپ نے میرے روبرو بیان کی ہے۔ اس کے دل میں رحم کا اثر پیدا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور اگر اس نے پھر بھی اسے قیدخانہ میں رکھنے پر اصرار کیا تو میں اپنے پاس سے مالی امداد دے کر اس معاملہ کو عدالت تک پہنچاؤں گا۔ اس عرصہ میں کریڈک کو میری طرف سے یہ ایک پونڈ دے دیجئے۔ میں نے مارشل کا اس کی نیک دلی اور ہمدردی کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور روپیہ اور خوشخبری لے کر کریڈک کے کمرہ کی طرف جا رہا تھا کہ معلوم ہوا۔ ایک نیا قیدی اس وقت جیل میں لایا گیا ہے۔ وہ ایک پہرہ دار کی حراست میں تھا۔ پہرہ دار نے اس کا نام پوچھا۔ تو اس نے سکڈی مور بتایا۔ اس نام کو سن کر میرے کان کھڑے ہو گئے۔ اور جب میں نے اس کا حلیہ غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے الگزینڈر کو اس مصیبت میں پھنسایا۔ بات یہ ہے کہ الگزینڈر نے بارہا اس شخص کی کیفیت میرے روبرو بیان کی تھی۔ مجھے اس بات سے رنج ہوا کہ اس شخص کو اسی قیدخانہ میں لایا گیا ہے۔ کیونکہ میں ڈرتا تھا۔ الگزینڈر اس جوش کی وجہ سے جو اسے اس شخص کے خلاف تھا۔ اس پر ہاتھ نہ اٹھا دے۔ اس خیال سے کہ یہ اطلاع جلد یا بدیر ضرور الگزینڈر کے کانوں تک پہنچ جائے گی۔ میں نے خود ہی اس کا ذکر کرنا بہتر سمجھا تاکہ وہ جان لے میرا دشمن بھی قیدخانہ کے اندر آ چکا ہے لیکن سب سے پہلے میں نے وہ خوشخبری پہنچائی جو مارشل نے دی تھی۔ اور لوسی کو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ مارشل کو ہمارے حال سے گہری ہمدردی ہے۔ لیکن اس کے بعد جب میں نے سکڈی مور کے اس قیدخانہ میں آنے کا ذکر کیا۔ تو الگزینڈر کا انداز ایسا عجیب

پراسرار اور خوفناک ہو گیا۔ کہ میرے اور لوسی کے دل میں اندیشہ پیدا ہوا۔ ہم نے درخواست کی۔ کہ سکاٹی مرو آپ کو شکش ہی۔ تو اس کی طرف توجہ نہ دینا۔ مگر وہ بالکل خاموش رہا اور ہنس دی سے کہا۔ مجھے امید ہے۔ مسٹر میکالڈن کو انگلینڈ یارڈ کی مدد پر آمادہ کر لے گا اور اس طرح پر وہ اس بدمعاش کے قریب ہی رہیگا جس نے اسے تباہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ جہاں تک ممکن ہوگا میں خود لنگن یارڈ کے قریب رہونگا اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ وہ سر ہاورڈ حسب معمول قید خانہ کے کسی حصہ میں سیر کرنے نہ نکلا۔

اس کے قریبا دو گھنٹہ بعد قید خانہ کے مارشل نے اطلاع بھیجی۔ کہ میں مسٹر میکالڈن سے ملنے گیا تھا لیکن وہ مجھے دفتر میں نہیں ملا۔ البتہ میں اس کے ہیڈ کلرک سے کہہ آیا ہوں کہ شام کو پھر ملنے آؤں گا۔ اس وقت ملاقات کا جو نتیجہ ہوگا۔ اس کی خبر میں آپ کو پہنچا دونگا اس سے معلوم ہوا۔ کہ مارشل نے یہ کام ہاتھ میں لیا ہے۔ اسے پوری سرگرمی سے کر رہا ہے خود لوسی کو بھی اس طرح سے کچھ امید تھی لیکن انگلینڈ یارڈ کو مارشل کا پیغام پہنچایا گیا۔ تو اس نے بڑی لاپرواہی کا اظہار کیا۔ بہر صورت میرے دل میں تشویش بڑھتی۔ یہ ظاہر تھا۔ کہ وہ مختلف معاملات پر دل ہی دل میں کڑھتا ہے۔ اور میرے لئے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ سب سے زیادہ جو سوال اس کے زیر غور ہے۔ وہ سکاٹی مرو کا اس قید خانہ میں لایا جانا ہے۔ لیکن یہ دیکھ کر مجھے گونہ اطمینان ہوا۔ کہ لوسی اگرچہ میری امیدوں کی حصہ دار تھی۔ تاہم وہ میرے اندیشوں کو بڑی حد تک بے بنیاد سمجھتی تھی۔ غریب سب سے زیادہ اس خیال سے خوش تھی۔ کہ میرے شوہر کی رہائی کا وقت اب قریب آ رہا ہے میں اس دن قریبا نو بجے تک سر ڈیک کے کمرہ میں رہا۔ اس وقت مجھے ایک چٹھی موصول ہوئی جس میں میرے وکیل نے میرے مقدمہ کے متعلق چند ضروری کاغذات طلب کئے تھے۔ میں ان کاغذات کی تلاش کے لئے اپنے کمرہ میں گیا۔ اور جاتے وقت لوسی سے کہہ گیا۔ کہ میں جلدی ہی واپس آتا ہوں۔ مارشل کی اطلاع کا بھی ہر لحظہ انتظار ہے۔

اب میں اس داستان کے سب سے المناک حصہ کی طرف آتا ہوں۔ مجھے اپنے کمرہ میں گئے پانچ ہی منٹ گذرے ہوں گے۔ اور میں نے ان کاغذات کو جن کی تلاش تھی یکجا کر کے قاصد کے حوالہ کیا ہی تھا۔ کہ لوسی دروازہ پر دستک دیئے بغیر یکایک میرے

کمرہ میں گھس آئی۔ وہ اس شخص کی طرح جو بالکل تھکا ماندہ ہو۔ فرش پر بیٹھ گئی۔ اور دیر تک کوئی کلمہ زبان سے ادا نہ کر سکی۔ اس کی حالت دیکھ کر مجھے سخت پریشانی ہوئی۔ یہاں تک کہ جب میں نے صراحی سے ٹھنڈا پانی گلاس میں ڈالکر اس کی طرف بڑھایا۔ تو میرا ہاتھ رعشہ کے مریض کی طرح کانپ رہا تھا۔ لوسی کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک لمحہ پیشتر الگزینڈر بیٹھا بیٹھا چونک کر کھڑا ہو گیا۔ وہ ایک چاقو ہاتھ میں لے کر بے تحاشہ کمرہ سے بھاگ نکلا۔ لوسی نے بیان کیا۔ کہ میں نے اس کا تعاقب کیا۔ مگر وہ میری نظروں سے فوراً ہی غائب ہو گیا۔ اور اب میں اضطراب اور پریشانی کی حالت میں کوئی اور چارہ کار نہ دیکھ کر آپکے کمرہ کو دوڑی آئی ہوں۔ وہ ان مختصر لفظوں میں اپنی آمد کا مدعا بیان کر رہی تھی۔ کہ پریڈ کے میدان کی طرف خوفناک چیخوں کی آواز سنائی دی۔ مجھے یاد نہیں اس وقت ہم نے کیا خیال کیا۔ یا ہماری زبان سے کیا کلمات نکلے۔ یہ بھی یاد نہیں کہ ہم کس طرح سیڑھیوں سے اترے۔ بہرحال اتنا معلوم ہے۔ کہ ان خوفناک چیخوں کی آواز سن کر میں بے تحاشا ان قیدیوں کے ہجوم میں گھس گیا۔ جو پریڈ کے میدان میں جمع تھا۔ اور وہاں چاند کی روشنی میں مجھے ایک ایسا نظارہ دکھائی دیا جس کی یاد اب بھی بدن میں لرزہ پیدا کر دیتی ہے۔ ایک شخص خون میں غلطاں فرش زمین پر پڑا تھا۔ اور دوسرا بے حرکت اور پرسکون۔ تین چار قیدیوں کی گرفت میں موجود تھا۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ اول الذکر سکڈی مور اور آخر الذکر الگزینڈر کریڈک تھا۔ دفعتاً ایک عورت کی چیخیں میرے کانوں کو سنائی دیں۔ مڑ کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ لوسی وحشت زدہ ہو کر اپنے شوہر سے لپٹ گئی ہے۔ وہ ایسی جگر دوز آواز سے جس کی گونج اب تک میرے کانوں میں آتی ہے۔ چلا کر کہنے لگی۔ الگزینڈر یقیناً یہ تمہارا فعل نہیں۔ مجھے امید اور یقین ہے۔ کہ تم نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔ خدا کے لئے اپنی زبان سے کہدو۔ کہ یہ فعل میں نے نہیں کیا۔

اتنے میں آواز سنائی دی۔ کہ مارشل آ گیا۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے مارشل جو اس قید خانہ کا منتظم ہے۔ ایک اور شخص کو ساتھ لئے اس مقام پر پہنچا۔ جب چاند کی روشنی میں میں نے فوراً پہچان لیا۔ کہ واکڈن ہے۔ اور وہ چہرہ! اُف! وہ اس وقت کس قدر تبدیل شدہ تھا! اب اس پر سابقہ سکون اور لاپروائی کا اثر نمودار نہ تھا۔ بلکہ

ناقابل بیان رنج اور ذہنی اذیت کے آثار ظاہر تھے جب مختصر لفظوں میں حاضرین نے مارشل اور واکڈن سے سکڈی مور کے قتل کا واقعہ بیان کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ الگزینڈر کریڈک نے اسے قتل کر دیا ہے۔ تو ایک ایسا نظارہ دیکھنے میں آیا جس کا صحیح نقشہ میرے الفاظ بہت ہی کم پیش کر سکتے ہیں۔ دفعتاً واکڈن گنہگار بدنصیب نوجوان کی طرف اچھل کر بڑھا۔ اور اپنے دونو بازو وحشیانہ انداز سے اس کے گرد ڈال کر جبکہ لوسی اس کی صورت دیکھ کر سہمی ہوئی ایک طرف کو ہٹ گئی۔ چلا کر کہنے لگا۔ میرے بیٹے! میرے عزیز گمگشتہ بیٹے! معاف کر۔ کہ میں تیرا باپ تیری تباہی اور بربادی کا موجب ثابت ہوا۔ الٰہی! مجھے اپنے اعمال کی کتنی سخت سزا ملی ہے! آہ یہ ایسی سزا ہے۔ جو شاید دوزخ میں بھی کسی گنہگار کے لئے نہ ہو گی۔ اتنا کہہ کر بدنصیب واکڈن مغلوب دل شکستہ اور ان جذبات کے زیر اثر پریشان خاطر جن کا خیال بھی نہایت خوفناک ہے۔ دھڑام سے فرش زمین پر گر پڑا۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں چند واقعات کی تشریح مختصر طور پر کر دوں شام کو جب مارشل مسٹر واکڈن سے ملنے گیا۔ تو وہ اسے دفتر میں موجود ملا۔ اس نے التجا کی۔ کہ آپ الگزینڈر کی رہائی کی اجازت دیں۔ لیکن وہ سنگدل یہی کہتا رہا کہ اس نے میری ایسے طریق پر توہین کی ہے۔ کہ میں کسی حالت میں بھی اس سے رحم کا سلوک نہیں کر سکتا۔ مارشل اس خیال سے کہ شاید بدنصیب نوجوان کے واقعات زندگی رحم کا احساس پیدا کر دیں۔ الگزینڈر کی سرگذشت سنانے لگا۔ مگر اس نے ابھی اتنا ہی بیان کیا تھا۔ کہ الگزینڈر مسٹر کریڈک کا اپنا بیٹا نہیں۔ بلکہ ایک گم شدہ بچہ تھا۔ جو کریڈک کو ڈاکٹر ز کا منز کے مضافات میں ملا۔ کہ واکڈن کا رویہ بالکل ہی بدل گیا۔ چہرہ زرد ہو گیا۔ اور وہ بید کی کانپنے لگا۔ ایک لمحہ بعد اس نے اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپا کر سخت ذہنی اذیت کی حالت میں کہا۔ اے رحیم خدا! مجھ سے زیادہ دیو سیرت آدمی اس دنیا میں کون ہو گا۔ جس نے اپنے لخت جگر کو اس بے دردی سے لوٹا۔ اور اس پر ظلم کیا۔ مجھ سے زیادہ بدنصیب . . . مجھ سے زیادہ کمینہ اور شریر النفس شخص اور کوئی نہیں ہو سکتا! واکڈن کی زبانی ان لفظوں کو سنکر قدرتی طور پر مارشل کو سخت تعجب ہوا۔ لیکن حقیقت میں اس شخص کی ذاتی ملامتیں بالکل درست تھیں۔

کیونکہ الگزینڈر مسٹر واکٹن ہی کا بچہ تھا۔ جو سالہا سال پیشتر ایک نوکر کی غفلت سے ڈاکٹرز کامنز کے نواحات میں گم ہوگیا۔ اور آخرکار کریڈک کو ملا۔ اس کا سراغ پادری کے انتقال کے ساتھ ہی مٹ گیا تھا۔ مگر اس بچہ کے غم میں مسز واکٹن دل شکستہ ہو کر مری۔ اور اغلب یہ ہے۔ کہ اسی مصیبت نے وکیل کے اپنے دل پر ایسا اثر کیا۔ کہ اسے سخت گیر بے رحم اور سنگ دل بنا دیا۔

ہائے افسوس کتنی مصیبتوں کا ہجوم اس نے اپنے بیٹے کو اجنبی سمجھ کر اس کے سر پر ڈالا۔ مگر وہ آخرکار خوفناک زور کے ساتھ اس کے اپنے سر پر پڑا۔ اس نے اپنے سخت جگر کو تباہ کیا۔ اُسے قاتل بنایا۔ اور اپنی ہوس ناجائز عشق کا اظہار کیا۔ اے حضرت یقین جانیے۔ اس رات قید خانہ کے میدان پریڈ میں جو نظارہ میرے دیکھنے میں آیا۔ وہ بڑا ہی خوفناک تھا۔ سکڈٹی مور کی لاش اس شخص کے پاؤں میں پڑی تھی۔ جسے اس نے دھوکا دیا۔ اور اس لاش کے قریب بے حس وحرکت خود واکٹن پڑا ہوا تھا۔ جو سکڈٹی مور کا شریک کار بنکر اپنے بیٹے کی تباہی اور بربادی کا موجب ثابت ہوا۔ مگر الگزینڈر کی یہ حالت تھی۔ کہ جو کچھ ہو رہا تھا۔ اُس کی اسے مطلق خبر نہیں تھی۔ آنکھیں دیکھتی تھیں مگر دماغ واقعات کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھا۔ قوت فہم جواب دے چکی تھی۔ اور عجب نہیں کہ جس وقت وہ مہلک چاقو۔ لیکر اپنے کمرہ سے دوڑا۔ یا اس سے بھی پہلے جب میں نے اسوقت اُس کے چہرہ پر ایک عجیب رنگت نمودار ہوتے دیکھی تھی۔ جب میں نے اُسے بتایا۔ کہ سکڈٹی مور اس قید خانہ میں آگیا ہے۔ وہ اس وقت ہی دیوانہ بن گیا ہو۔ رہی لوسی غریب۔ دل شکستہ اور مظلوم عورت۔ وہ یہ سنتے ہی کہ واکٹن میرے شوہر کا حقیقی باپ ہے غش کھا کر گر پڑی تھی۔

لیکن میرے لئے اب ان تفصیلات میں داخل ہونا غیرضروری ہوگا۔ اس لئے میں اپنے قصہ کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ حالات پیش آمدہ میں مارشل نے ضروری احکام صادر کر دیئے۔ اور جب لوسی کو ہوش آیا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہ ایک خوفناک خواب نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے۔ لوگ میرے شوہر کو پکڑ کر لے گئے ہیں۔ اور اب وہ ایک دیوانہ اور قاتل کی حیثیت میں کوٹھری میں بند ہے۔ یہ دیکھ پاش فرض میرے ذمہ آیا۔ کہ بچوں کی خاطر اس سے حوصلہ قائم رکھنے کی [illegible]

کروں ۔ اس اثنا میں واکڈن کو بھی ہوش آ گیا تھا ۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر لوسی سے منت کی ۔ کہ تم مجھے اپنے باپ کی طرح سمجھو ۔ اور ان بچوں کو لے کر میرے مکان پر چلو ۔ مگر اس نے اس طرح تھرا کر اور ایسے وحشت آمیز طریق پر چیختے ہوئے انکار کیا ۔ کہ بدنصیب واکڈن کو معلوم ہو گیا اسے مجھ سے کس درجہ نفرت ہے مارشل نے ازراہ ترحم اس بدنصیب عورت اور اس کے بچوں کو اپنی حفاظت میں لے لیا ۔ اور سکڈی مور کی لاش ایک کمرہ میں پہنچا دی گئی ۔ تاکہ دوسرے دن افسر مرگ اس کے متعلق تحقیقات کر سکے ۔

میری داستان یہاں پر ختم ہوتی ہے ۔ جس رات یہ واقعات ظہور میں آئے ۔ اسی رات کو الگزینڈر کریڈک اسقدر جوش میں بھرا ۔ کہ اس میں خوفناک دیوانگی پیدا ہو گئی ۔ سرسام کا عارضہ اسے کئی بار ہو چکا تھا ۔ مگر اس مرتبہ اس زور کا دورہ ہوا ۔ کہ ظالم سکڈی مور سے بدلہ لینے کے بعد دوبارہ گھنٹے کے اندر اندر اسے دار فانی سے چل دیا ۔ اسکے دس دن بعد مارشل کے نام واکڈن کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی ۔ جو بعد ازاں میرے بھی دیکھنے میں آئی ۔ اس کا مضمون کم وبیش یہ تھا ۔

"میں عنقریب انگلستان سے رخصت ہونیوالا ہوں ۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ جسے میرا نام سن کر ہی بدن میں لرزہ پیدا ہوتا ہے ۔ آئندہ کبھی میرا ذکر نہ سن سکے گی ۔ میرا اشارہ اپنی مظلوم بہو کی طرف ہے ۔ سکڈی مور نے اس کے شوہر سے دس ہزار پونڈ دھوکے سے حاصل کئے ۔ جن میں سے پانچہزار میرے حصہ میں آئے ۔ یہ رقم معہ سود در سود میں نے اس کے نام جمع کرا دی ہے ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس شخص کو معاف کر دے گی ۔ جو صدمات سے مغلوب اور دل شکستہ ہو چکا ہے ۔ اور جسے اب خود اپنی ذات سے سخت نفرت ہے ۔"

اگر ایسی خوفناک مصیبتوں میں جیسی لوسی کو برداشت کرنی پڑیں ۔ انسان کے لئے کوئی بات موجب تسکین ہو سکتی ہے تو کہنا پڑتا ہے ۔ کہ اس خط کی وصولی سے لوسی کی اس وجہ سے کچھ تسکین ہو گئی ۔ کہ اب یہ مظلوم اور معصوم بچے احتیاج سے ہر طرح محفوظ رہیں گے چنانچہ وہ انہیں لے کر نارووڈ کے قریب ایک چھوٹے لیکن پر آسایش مکان میں اٹھ گئی اور جانے سے پہلے اس نے میرا ان عنایات کے لئے جو وہ کہتی تھی کہ آپ ہم سے کرتے رہے ہیں ۔ تہ دل سے شکریہ ادا کیا ۔ میں وقتاً فوقتاً انہیں جو امداد دیتا رہا تھا اس کی ادائیگی

کے ملعون پار سن نے کچھ رقم مجھے زبردستی دینی چاہی۔ لیکن حقیقت میں وہ رقم میری دی ہوئی رقم سے سوگنا زیادہ تھی۔ میں نے باصرار اس کی وصولی سے انکار کیا۔ اور ماس سے جدا ہونے کے وقت اس طرح زار زار روتا تھا۔ گویا وہ میری اپنی بیٹی ہو۔ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد وہ صرف ایک سال زندہ رہی۔ اور اس عرصہ میں گاہ بگاہ بچوں کو ساتھ لے کر مجھ سے ملنے آیا کرتی تھی۔ لیکن ہر بار جب وہ میری ملاقات کو آتی۔ ضرور کوئی چیز بطور تحفہ ساتھ لاتی تھی۔ مسلسل شب بیداری۔ گہرے تفکرات محنت مشقت اور خوفناک صدمات نے جو اسے اس ملعون قید خانہ میں اٹھانے پڑے اس کی صحت کو تباہ کر دیا تھا۔ اور آخرکار وہ اپنے شوہر کی مرگ کے بعد ایک ہی سال کے اندر راہئی ملک عدم ہوئی۔ مرتے وقت اس کے پاس ایک ہمسایہ سہیلی موجود تھی۔ جسے اس کی داستان سن کر گہری ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔ اس سہیلی نے ان بچوں کی ماں کی طرح حفاظت کرنے کا فرض اپنے ذمہ لیا۔ اور وہ اس فرض کو خوش اسلوبی سے ادا کرتی رہی ہے۔ یتیم بچوں کا مالی انتظام دو شریف اور معزز شخصوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور چونکہ واکڈن کچھ عرصہ قبل مرتے وقت اپنی ساری جائداد انہی کے نام چھوڑ گیا تھا۔ اس لئے وہ بالغ ہونے پر مالدار اور خوشحال ہو نگے۔ غریب لوسی کو اسی قبر میں دفن کیا گیا جس میں اس کا شوہر مدفون تھا۔ اور اسی پر میری "داستان الم" کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اتنا کہہ کر عمر رسیدہ شخص نے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے۔ فرینک کرٹس نے اس داستان کو نہ صرف گہری توجہ سے سنا۔ بلکہ وہ اس کے رنج دہ واقعات سے بہت متاثر ہوا۔ اور وہ اس پر کچھ رائے زنی کرنے کو تھا۔ کہ کھڑکی سے باہر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کپتان اسے ادھر ادھر تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ کرٹس اس المناک داستان کیلئے مسٹر پراؤٹ کا شکریہ ادا کر کے کپتان کی طرف روانہ ہوا۔

کپتان ادبلنڈ ٹن نے جو خبر سنائی۔ وہ چنداں خوشگوار نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ بکیر سٹریٹ کے قارقوں نے مسز کرٹس کو سوائے پہننے کے کپڑوں کے اور کوئی چیز اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ وہ قابل قدر خاتون اپنے دو ٹرنک اور پانچ بچے ساتھ لے کر بلوٹیڈ ہیلی کے قریب ایک مکان میں سکونت پذیر ہو گئی۔

کپتان کو مسٹر فرینٹ کی ملاقات سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔ کیونکہ اگرچہ اس

نے قابل قدر نایٹ کو بہت کچھ دھمکایا اور اس کی منتیں بھی کیں۔ مگر اس نے نہ تو کچھ نقدی دی۔ اور نہ چک پر ہی دستخط کئے۔

فرنیک کرٹس سارے حالات سن کر قیدخانہ کے غریب حصہ میں بھیجے جانے کے خیال سے کانپ اٹھا۔ اور کہنے لگا "پھر اب کیا کرنا چاہیئے؟"

"یسوع کی قسم! اور اب تمہارے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ شریفانہ طریق پر عدالت دیوالہ میں پیش ہو" کپتان نے کہا "اور اگر عدالت نے تمہیں واپس قیدخانہ میں بھیجا تو میں جج کی کھال نہ ادھیڑ ڈالوں۔ تو میرا نام کپتان اوبلنا ریس نہیں۔"

فرنیک کرٹس کہنے لگا "بیشک اب سوائے اس کے چارہ کار نہیں۔ کہ عدالت دیوالیہ کی پناہ لی جائے پس زیادہ بہت دیر کے بغیر مجھے فوراً ہی اس طرف رجوع کرنا چاہیئے"

باب ۱۰۵ پُراسرار حبشی کے قیدی

اب ہم مسٹر فرنیک کرٹس کو عدالت دیوالہ کی معرفت پنجہ سے رہائی حاصل کرنے کی تدابیر میں مصروف چھوڑ کر یہ فرض کر لیتے ہیں۔ کہ ٹم دی سینفر۔ جوش پیڈلر۔ اولڈ ڈیتھ مسٹر بنس اس کے شوہر اور ٹڈ مارش کے حبشی کے زیر حراست آنے کے بعد ایک ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔

رات کے نو بجے تھے۔ کہ حبشی اپنے ملازم قیصر کو ساتھ لئے جس کے ہاتھ میں ایک شمع تھی۔ اس مسقف زمین دوز راستہ میں داخل ہوا جس میں قیدیوں کو جدا جدا کوٹھریوں میں رکھا گیا تھا۔ ان دونوں کے پیچھے ولٹن ایک بھاری ٹوکرا لئے چل رہا تھا۔ اور سب سے آخر میں حبشی کے دو اور ملازم تھے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں برہنہ تلوار اور دوسرے کے دونوں ہاتھوں میں بھرے ہوئے پستولوں کا جوڑا تھا۔

پہلی کوٹھری کا دروازہ کھولکر حبشی نے شمع قیصر کے ہاتھ سے لے لی۔ اور کمرہ کے دروازہ پر رک کر کہنے لگا "ٹوتھی رچلینٹ تمہاری حراست کا ایک دن اور گذر گیا۔ اگر تمہیں ملک کی فوجداری عدالت کے سپرد کیا جاتا۔ تو اب تک تمہاری زندگی

کا خاتمہ ہو چکا ۔ کیونکہ تمہارے جرم کی سزا موت کے سوا اور کچھ نہ ہوتی ۔"

سپلنٹ نے ایسے لہجہ میں جس سے سننے والے کو صداقت کا گمان ہوتا تھا کہا ۔"کاش اس قید تنہائی سے موت ہی آجاتی تو اچھا تھا ۔ اس قبر نما تاریکی میں زندہ رہنے کی بجائے مرجانا سہل تھا ۔" پھر اس نے باصرار کہا "اے صاحب جس طرح کسی فاقہ کش شخص کو نوالہ ایک نعمت معلوم ہوتی ہے ۔ اسی طرح میں اس کمرہ میں روشنی کو ترستا ہوں ۔"

حبشی نے پوچھا "کیا تمہیں تنہائی اور تاریکی میں خوف معلوم ہوتا ہے؟"

ٹم دی سینیر کہنے لگا "میرے لئے یہ جگہ دوزخ سے کم نہیں ۔ آپ پوچھتے ہیں کہ مجھے خوف محسوس ہوتا ہے؟ میں کہتا ہوں مجھے ہر وقت یہاں خوفناک روحیں دکھائی دیتی ہیں ۔"

حبشی نرمی اور سنجیدگی کے لہجہ میں بولا "یہ روحیں تمہارے اپنے گنہگار تخیل کا نتیجہ ہیں ۔" پھر اس نے اس انداز سے کوٹھری کے اندر داخل ہو کر کہ شمع کی روشنی پورے طور پر قیدی کے لاش نما چہرہ پر پڑتی تھی کہا ۔"اب تم دیکھ سکتے ہو ۔ کہ اس کمرہ میں کوئی روح یا آسیب موجود نہیں ۔ اگر کچھ ہوتا ۔ تو تاریکی کی طرح روشنی میں بھی اس کمرہ کے اندر ہی موجود رہتا ۔"

ٹموتھی سپلنٹ کہنے لگا "یہی سوال ہر وقت میرے دل میں پیدا ہوتا ۔ اور مجھے ستاتا رہتا ہے ۔ مگر اس کے باوجود میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا ۔ کہ وہ شخص جو میرے ہاتھ سے قتل ہوا ۔ اس کی روح ضرور اس کمرہ میں رہتی ہے ۔ اس کا گلا اسی خوفناک طریق پر کٹا ہوا نظر آتا ہے جس وقت میں اس کمرہ میں تنہا ہوتا ہوں ۔ اور چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی ہوتی ہے ۔ تو یہاں پر اس کا موجود ہونا ویسا ہی یقینی ہے ۔ جیسے اس وقت آپ کی موجودگی ۔ وہ روح حرکت نہیں کرتی ۔ بلکہ لاش کی طرح ایک ہی جگہ پر کھڑی رہتی ہے ۔ اور تاریکی میں اس کی آنکھیں نہایت خوفناک طریق پر چمکتی نظر آتی ہیں اُف! یہ نظارہ بہت خوفناک . . . بہت ہی خوفناک ہوتا ہے ۔" یہ کہتے ہوئے بدنصیب قیدی نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپالیا ۔"

حبشی نے پوچھا "کیا تمہیں اس بات کا رنج ہے ۔ کہ تم نے مرہری کو ٹھی

کو قتل کیا؟"

"سچ!" سیلنٹ نے بھرائی ہوئی جگر دوز آواز میں کہا۔ "اے کاش میں اپنی زندگی کے آخری چند ماہ کو از سر نو بسر کر سکتا۔ میں کہتا ہوں۔ اس صورت میں میں چوری کرنے یا کسی گناہ کا مرتکب ہونے کی بجائے محتاج خانہ میں جانے ... سڑکیں کوٹنے یا فاقہ کشی سے مر جانے کو بہتر سمجھتا۔ کیونکہ اب میں اس حقیقت سے خبردار ہو گیا ہوں۔ کہ اگرچہ ممکن ہے کوئی شخص کسی کی نقدی چرانے جائے۔ تاہم اس کے ہاتھ سے قتل کی واردات ہو جانا بھی بالکل قرین قیاس ہے۔ اور اس بات کو تسلیم کرنا بہت ہی خوفناک ہے کہ میں قاتل ہوں۔ یہ باتیں بجائے خود بہت ہولناک ہیں۔ لیکن ان سے بھی بڑھ کر یہ امر کہ جسے قتل کیا گیا تھا وہ تاریکی میں صاف طور پر اسی زخم خوردہ حالت میں موجود ہو۔ اور اپنی سرد آنکھیں ہر وقت قاتل پر جمائے رکھے۔"

حبشی کہنے لگا۔ "تو بھی سیلنٹ اگر تمہارے کمرہ میں روشنی ہو۔ تو پھر تمہیں اپنے جرم کی یاد باقی نہ رہے۔ بھلا اس حالت میں تمہیں آزادی دی جائے۔ تو کیا تم پھر جرم کا دوبارہ شروع کر دو؟"

"خدا نہ کرے۔" شخص مذکور نے سر سے پاؤں تک زور سے کانپتے ہوئے کہا۔ "میری دلی تمنا یہ ہے کہ میں اس بدی کے راستہ میں داخل نہ ہوتا۔ اے کاش میں اپنی زندگی کا وہ عرصہ جو گناہوں اور جرائم میں صرف ہوا از سر نو بسر کر سکتا۔ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ میں نیکی کو اپنا شعار بناتا۔ اور اس تجربہ سے ضرور فائدہ حاصل کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک میں اس کمرہ کی تاریکی اور تنہائی میں نہیں آیا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ گناہ کس قدر خوفناک چیز ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ خودکشی کر لوں۔ لیکن۔ ۔ لیکن" اس نے رکتے ہوئے کہا۔ "میرے اندر اتنا حوصلہ نہیں کہ دیوار سے سر ٹکرا کر مر جاؤں۔ اور مقتول بیرونٹ کی روح بھی ہر وقت سامنے کھڑی مجھے اس فعل سے روکتی ہے۔"

حبشی نے پوچھا۔ "کیا جب سے تم میری حراست میں آئے ہو۔ تم نے کبھی خودکشی کا ارادہ کیا ہے؟"

"جی ہاں بارہا۔" سیلنٹ نے زوردار لہجہ میں کہا۔

حبشی کہنے لگا۔ "تم نے اس سے پہلے کبھی مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ میں روز شام

کے وقت تمہارا کھانا پہنچاتے اور تم سے گفتگو کرنے آتا ہوں۔"

مجرم شخص سنجیدگی کے لہجہ میں بولا۔ "اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تک آپ نے مجھ سے اتنی غیر معمولی نرمی کا اظہار بھی نہیں کیا تھا۔ اور جو شخص تین دن سے زیادہ عرصہ تنہائی اور تاریکی میں رہ چکا ہو۔ ۔ ۔ واضح رہے میں آپ کی آمد کے اوقات کو گنتا رہا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ مجھے اس حجرہ تاریک میں رہتے اکتیس دن ہو چکے ہیں۔ ۔ ۔ جو شخص اتنا عرصہ تاریکی اور تنہائی میں رہے۔ وہ کسی انسان کی آواز سننے کو ترس جاتا ہے۔ اور پھر اگر اس آواز میں نرمی موجود ہو۔ ۔ ۔"

ٹونی سیلینٹا کے لہجہ میں اب بتدریج کپکپاہٹ پیدا ہونے لگی تھی۔ یکایک اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ ۔ ۔ ہاں یہ امر واقعہ ہے کہ وہ بدمعاش۔ چور اور قاتل شخص بھی۔ جس نے کبھی اپنی عمر میں آنسو نہیں بہائے تھے۔ اب زار زار رونے لگا۔

دریا جب شدت سرما سے یخ بستہ ہو۔ اور اس کی ناقابل حس سطح پر گلاب کا پھول پھینک دیا جائے۔ تو وہ اس کی موجودگی کو بالکل محسوس نہیں کر سکتا۔ مگر جب آفتاب کی حرارت اس کی یخ کو پانی کی صورت میں بدل دیتی ہے۔ اور جب وہ قدرتی طریق پر بہنے لگتا ہے۔ تو اسی پھول کو چھاتی سے لگا کر چمکدار لہروں سے بوسے دیتا ہوا۔ خوش خوش اپنے ساتھ بہائے لئے جاتا ہے۔ ٹھیک یہی حالت قلب انسانی کی ہے۔ جب دفعتہً دل کی کُند اور بے اثر حالت سلب ہو جاتی ہے۔ نرمی کا خفیف ترین لفظ بھی نہایت موثر ثابت ہوتا ہے۔

قیدی سے مخاطب ہو کر حبشی نے کہا۔ "تمہارے جرائم بیشمار اور خوفناک ہیں۔ لیکن اس دنیا میں بدترین شخص کے لئے بھی اصلاح کی امید ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک گہری آہ کھینچی۔ اور پھر بولا۔ "ہم گنہگار انسانوں کے لئے جو اپنے زمانہ ماضی کو واپس نہیں لا سکتے۔ سوائے توبہ و استغفار کے اور کوئی چارہ کار نہیں۔"

قیدی نہایت موثر لہجہ میں کہنے لگا۔ "جناب میں پورے طور پر تائب ہو چکا ہوں۔ یقین جانئے کہ میں نے اپنے گناہوں سے بالکل توبہ کر لی ہے۔ آج سے چند ہفتے پیشتر مجھے اس قسم کے الفاظ کہتے شرم آتی تھی۔ مگر اب میں انہیں کہہ کر خوش ہوتا ہوں۔"

پھر وہ چند منٹ تامل کر کے کہنے لگا۔ "میں یہ بھی کہتا ہوں۔ ۔ ۔ اگرچہ میرا خیال ہے

کہ آپ اسے قابل یقین نہ سمجھیں گے ۔ ۔ ۔"

حبشی نے کہا "تمہیں جو کچھ کہنا ہو صاف دل سے کہہ ڈالو"

"یہ جو تمہیں نے کوشش کر کے دعا کے الفاظ یاد کئے ۔ اور کل رات جس وقت میں نے دعا کی ۔ تو وہ خوفناک روح رفتہ رفتہ میری نگاہوں سے دور ہو گئی ۔ یا کم از کم وہ مجھے اتنی خوفناک نظر نہیں آتی تھی ۔ اور پیشتر جب آپ آئے ہیں ۔ اس وقت بھی میں دعا کر رہا تھا ۔ اور اب پھر دعا کروں گا ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں ۔ دعا کرنا موجب تسکین ہے ۔"

حبشی کہنے لگا "خوشی تو بہت اچھی چیز ہے ۔ کیا تم کوئی کتاب پڑھنا چاہتے ہو؟"

شخص مذکور نے ایسے انداز سے جس سے راستی کی بو آتی تھی ۔ لیکن کسی قدر پر جوش لہجہ میں کہا ۔ "اگر میرے پاس ایک شمع اور انجیل ہو ۔ تو میں خیال کرتا ہوں ۔ اس خوفناک قید خانہ میں بھی میں اپنے آپ کو مطمئن سمجھوں ۔"

حبشی نے پوچھا "یہ خیال تمہیں کیونکر پیدا ہوا ۔ کہ انجیل تمہیں مطمئن کر دے گی؟"

سیلنٹ نے جواب دیا "مجھے یاد ہے ۔ جب میں چھوٹی عمر میں اسے پڑھا کرتا تھا ۔ تو اس میں بہت سی اچھی باتیں درج تھیں ۔ اس کے علاوہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ہر گنہگار کے لئے جو توبہ کرے شفاعت کی امید ہے ۔ میں چاہتا ہوں خداوند کے اس وعدے کو پیش نظر رکھوں ۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس صورت میں میری طبیعت کو زیادہ اطمینان حاصل ہوگا ۔ کیونکہ اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ اس قسم کا وعدہ خدا نے کیا تھا ۔ تاہم میں اسے بار بار دہرانا چاہتا ہوں ۔ نیز یہ بھی جاننا چاہتا ہوں ۔ کہ خدا نے کبھی میرے جیسے گنہگار شخص کو معافی دی؟"

حبشی کہنے لگا "بہتر ہے میں تمہارے لئے شمع اور کتاب کا انتظام کر دوں گا ۔"

سیلنٹ کہنے لگا "آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو میں کہوں گا ۔ کہ اس قسم کا مذاق میرے لئے بہت ہی تکلیف دہ ہے ۔"

حبشی بولا "میں ہرگز مذاق نہیں کرتا ۔ معاملہ تو اتنا اہم ہے کہ اسے مذاق میں نہیں ٹالا جا سکتا ۔" پھر اس نے لالٹین کو اشارے سے آگے کی طرف بڑھایا ۔ اور اس ٹوکرے سے جو اس کے ہاتھ میں تھا ۔ ایک لیمپ اور دو کتابیں نکالیں ۔ کہنے لگا ۔ "ان میں سے ایک ناول

ہے اور ایک انجیل۔ تاکہ تم ان دونوں میں سے کوئی کتاب لینا چاہتے ہو؟"

سپلیشن کے چہرہ پر غیر معمولی خوشی نمودار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا "اگر آپ انجیل دیں تو میں اسے خاص عنایت سمجھوں گا۔ میں آپ کی اس توجہ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

حبشی نے کہا "میں تمہارے انتخاب کی داد دیتا ہوں۔ اگر تم ناول پسند کرتے تو دونوں میں سے کوئی بھی کتاب نہ ملتی۔ اور تم لیمپ سے بھی محروم رہ جاتے"

اس کے بعد حبشی نے قیدی کو ایک چھوٹی میز پر روٹی اور سرد گوشت کی قاب رکھی ہوئی تھی۔ اور ایک بوتل پانی کی دی۔ پھر اس کے ملازم نے لیمپ جلایا۔ اور اس کے بعد دروازہ کو پھر باہر سے بند کر دیا گیا۔

حبشی لوٹی سے باتیں کرنے لگا "قیصر حقیقت میں تائب ہو چکا ہے۔ آؤ اب ہم دیکھیں اس کے ساتھی کی کیا حالت ہے"

چنانچہ یہ سب پاس والی کوٹھری میں گئے۔ جس میں جوشوا بینڈلر بند تھا۔ دونوں مسلح آدمی اس طریق پر کھڑے ہو گئے۔ کہ جب دروازہ کھلے۔ تو قیدی انہیں صاف طور پر دیکھ سکے۔

جس وقت شمع کی روشنی کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو بینڈلر بستر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "خدا کا شکر ہے آپ پھر آئے۔ مگر یہ تلواریں اور پستول لانا کیا معنی رکھتا ہے؟"

حبشی نے کہا "یہ چیزیں اس غرض سے لائی جاتی ہیں۔ کہ تم کہیں مقابلہ کی نہ ٹھان لو۔ ہم تمہیں پابہ زنجیر نہیں رکھنا چاہتے۔ اس لئے اس قسم کی احتیاطیں عمل میں لائی جاتی ہیں"

بینڈلر نرمی کے لہجہ میں کہنے لگا "اے صاحب میں کیونکر آپ کو گزند پہنچا سکتا ہوں۔ مانا کہ آپ سخت ہیں۔ لیکن ظالم نہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کا ممنون احسان ہوں۔ کہ آپ نے مجھے حوالہ پولیس نہ کیا۔ میں امید کرتا ہوں۔ میری اس گفتگو سے آپ کو ناراضگی نہ ہو گی۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ کہ صابر اور حلیم بنوں"

"پھر آخر کونسی بات تمہیں مضطرب کرنے والی ثابت ہوتی ہے؟"

جوش پیڈلر نے تلخی کے لہجہ میں کہا۔ "میرے اپنے خیالات۔ جس وقت آپ نے آکر دروازہ کھولا۔ اس سے پیشتر میں یہ سوچ رہا تھا۔ کہ سالہا سال تک مجھ سے کس قدر حماقت کا ارتکاب ہوتا رہا۔ اور اگر میں دیانت داری سے مزدوری کرتا تو کسقدر خوش وخرم رہتا"

حبشی نے پوچھا۔ "کیا تمہارا مطلب یہ ہے۔ کہ تمہیں اپنے گذشتہ افعال پر افسوس ہوتا ہے؟"

شخص مذکور نے جواب دیا۔ "میری رائے میں کوئی بھی آدمی جسے اس قسم کی تاریکی میں زیر حراست رکھا جائے۔ خواہ وہ کتنا بھی برا ہو۔ ضرور پشیمان ہو سکتا ہے۔ جس وقت انسان آزاد ہو۔ دوستوں کی صحبت میں رہتا ہو۔ کھانے پینے کو وافر ملے۔ تو وہ ایسی باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ کیونکہ شراب اور دوستوں کی گفتگو سارے تشویشناک خیالات کو دل سے نکال دیتی ہے۔ مگر یہاں پر مایوسی تاریکی میں۔ معاملہ بالکل مختلف صورت رکھتا ہے۔ میری رائے میں تو کسی شخص کو تاریک کوٹھری میں رکھنا کالے پانی کی سزا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ بہرحال جو لوگ کالے پانی کی سزا بھگت کر واپس آئے ہیں۔ ان کی زبانی میں نے جو حالات سنے ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے"۔

حبشی نے پوچھا۔ "کیا تم چاہتے ہو۔ کہ تمہیں بھی کالے پانی میں بھجوا دیا جائے؟"

پیڈلر بولا۔ "نہیں کئی وجوہ سے میں اب اسی جگہ رہنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اس لئے کہ مجھے دوبارہ بری صحبت میں پڑنا منظور نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں مجھے اندیشہ ہے۔ کہ میرے اعمال پھر بگڑ جائیں گے۔ دوسرے میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ یہاں پر جو خیالات میرے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اگرچہ خوشگوار نہیں۔ تاہم ان کا اثر مفید ضرور ہے"۔

حبشی نے پوچھا۔ "اگر میں اس وقت تمہیں چند پرانے دوستوں سے ملا دوں جنکے ساتھ مل کر تم شراب اور لیتا کو پی سکو۔ تو کیا تم ان کی صحبت میں رہنا منظور کروگے؟"

پیڈلر کچھ سوچکر کہنے لگا۔ "میں حیران ہوں۔ اس کا کیا جواب دوں۔ خیال تو یہ ہے کہ میں ان کے ساتھ مل کر کھانے پینے پر رضامند ہو جاؤں۔ لیکن میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ ایسا کرنا حماقت میں داخل ہوگا۔ ایمان کی پوچھئے تو اب میری خواہش یہ ہے۔ کہ کسی طرح دیانتداری کی روزی کماؤں۔ اور اچھے خیالات رکھوں۔ لیکن یہ صریحاً غیر ممکن ہے"۔ اس نے اپنے سر کو افسردگی کے ساتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں غیر ممکن کیوں ہے؟"

وہ بولا "اچھے خیالات پیدا کرنے کے لئے افعال بھی اچھے ہونے چاہئیں۔ لیکن میں سالہا سال سے گناہوں اور جرائم کا ارتکاب کرتا رہا ہوں۔ میری تمنا ہے۔ کہ نیک ہوں۔ لیکن افسوس یہ تمنا بعد از وقت ہے۔"

حبشی کہنے لگا "توبہ کا باب ہر وقت کھلا ہے۔ انسان کے لئے نیک بننا کبھی بعد از وقت نہیں۔"

پیڈلر نے کہا "مجھے معلوم ہے۔ انجیل میں ایسا ہی لکھا ہے۔ مگر خلقت کا اطمینان کیونکر ہو۔ لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ میرے جیسا برا شخص کبھی کسی اچھے فعل کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہو چکا۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے امید نہیں۔ کہ یہ ظاہر کرنے کا کوئی موقع ملے۔ کہ میں اپنی گذشتہ زندگی پر سخت پشیمان اور نادم ہوں۔ کون ہے جو مجھے کام دینا منظور کرے گا؟ کون ہے جو میری صحبت کو گوارا کر سکتا ہے۔ جناب صاحب مجھ سے اس قسم کے سوالات پوچھنا فضول ہے۔ کیونکہ آپ خود مجھے ناقابل اعتماد جانتے۔ اور اسی لئے یہاں پر مسلح آدمیوں کو ساتھ لے کر آتے ہیں۔"

حبشی نے کہا "کیا اس صورت میں کہ تمہیں یقین ہو۔ تم میری جان لے کر آزادی حاصل کر سکو گے۔ تم ایسا کرنے سے دریغ کرو گے۔"

جوش پیڈلر باصرار کہنے لگا "میں ایمان سے کہتا ہوں کہ میں آپ کے سر کے بال کو بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اس کا بیچ والا معاملہ اب بھی مجھے یاد آتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں اسے ذہن میں لاتا ہوا ڈرتا ہوں۔ مجھے تاریکی سے تو چنداں خوف نہیں لیکن اتنا ضرور ہے۔ کہ تاریکی دل میں خوفناک خیالات پیدا کر دیتی ہے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان خارجی آنکھوں کے سوا کوئی مذہبی آنکھ بھی ہے جسے خاص اشیاء کے سامنے بند نہیں کیا جا سکتا۔ جو تجربہ میں نے زمانہ حراست میں حاصل کیا ہے۔ اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر مجھے اس وقت بے پیسہ درام لندن کے بازاروں میں چھوڑ دیا جائے۔ تو بھی میں کسی برے فعل کا مرتکب نہ ہوں۔"

حبشی نے پوچھا "اگر تمہیں اس وقت رہا کر دیا جائے۔ تو پھر تم کیا کرو گے۔ اور کیا تمہارا یہ خیال نہیں ہے۔ کہ عنقریب تمہیں رہا کیا جائے گا؟"

جوش پینڈلر نے جواب دیتے "میں اس قدر دیوانہ نہیں ہوں۔ کہ یہ سمجھوں میری رہائی ممکن ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو جائے۔ تو میں فوراً سٹیلڈا کے پاس جس کی قسمت میں نے تباہ کیا۔ کہ وہ میری عورت ہے۔ چلا جاؤں۔"

"اور کیا تمہیں معلوم ہے۔ وہ اب پوری آسائش کی حالت میں ہے؟" حبشی نے کہا۔

جوش پینڈلر بولا "اس کے لئے میں آپ کا ممنون احسان ہوں۔ اور اگر کسی اور وجہ سے نہیں۔ تو محض اس حسن سلوک کی وجہ سے میں ہمیشہ آپ کا مداح رہوں گا۔ مگر جیسا کہ میں بیان کر رہا تھا۔ اگر آپ مجھے رہا کر دیں۔ تو میں ٹلڈا کو ساتھ لے کر لندن سے بہت دور کسی دیہات میں چلا جاؤں۔ اور اپنا نام بدل کر دیانت کی روزی کمانے کی کوشش کروں۔" پھر اس نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا۔ "اس صورت میں اگر مجھے دو وقت خشک روٹی بھی نصیب ہو جائے۔ تو میں خوش رہوں۔ لیکن مجھ سے اس بارہ میں زیادہ نہ کہلوائیے میرا دل اتنا متاثر ہوتا ہے۔ کہ رونے کو جی چاہتا ہے۔"

آخری چند الفاظ کہتے ہوئے قیدی کی آواز بھر آگئی تھی۔ اور اس کی پلکوں پر آنسوؤں کے چند قطرے نمودار تھے۔

حبشی نے نرمی سے کہا "کیا تم اپنی سٹیلڈا کو چٹھی لکھنا چاہتے ہو؟"

گنہگار شخص نے پر اشتیاق لہجہ میں کہا "جی ہاں حضور۔ میں کچھ زیادہ تعلیم یافتہ تو نہیں ہوں۔ لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ لکھ سکوں گا۔ اور اس خط میں اسے کوئی نیک نصیحت دوں گا۔ یہی چاہتا ہوں۔ اسے بتاؤں۔ اس وقت میرے خیالات کس قدر تبدیل ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے علیحدگی کے ایام میں میں یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس سے بہت زیادہ محبت ہے۔ اتنی کہ جسے میں محسوس نہیں کرتا تھا۔ بیماری اور مفلسی کے ایام میں میں نے اسے گنہگار بننے پر مجبور کیا۔ مگر اب میں اس کے لئے اس سے معافی کا خواستگار ہونا چاہتا ہوں۔"

حبشی کہنے لگا۔ "میں اس وقت تمہارے لئے روشنی کا انتظام کئے دیتا ہوں۔ اور سامان تحریر بھی مہیا کرتا ہوں۔"

جوش پینڈلر کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ "آپ بہت ہی

نیک نہاد اور نیک طبیعت ہوں۔ اگرچہ جرائم کے ایام ابتدائی عمر کے آغاز میں کسی آپ جیسے شخص سے ملتا۔ اور اس کی نصیحتوں پر عمل کرتا۔ تو یقیناً مجھے آج یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا۔ لیکن اگرچہ لوگ میرے جیسے شخص کی اصلاح کو غیر ممکن سمجھتے ہیں۔ بہر حال میں جانتا ہوں۔ کہ میری ذہنی حالت بالکل بدل چکی ہے۔ اور میرے خیالات وہ نہیں رہے۔ جو پہلے ہوا کرتے تھے۔"

ولش نے قیدی کو خوراک ایک لمپ اور سامان نوشت مہیا کیا۔ میز اس کمرہ میں پہلے سے موجود تھی۔ بدنصیب شخص اس رعائت سے بہت خوش ہوا۔ اور جس وقت اس کے محافظ دروازہ بند کر کے جانے لگے۔ تو اسے بڑی مسرت اور اطمینان کا احساس ہوا۔

باب ۱۱۰ باقی ماندہ قیدی

جوش پینڈلر کی کوٹھری سے نکل کر حبشی پاس والے کمرہ میں گیا۔ مگر اس کا دروازہ کھولنے کی بجائے اس نے دروازہ کے اندر بنا ہوا ایک چھوٹا چوبی رخنہ ہی کھولا۔ جس کی راہ سے اندر جلتی ہوئی شمع کی روشنی کی جھلک نظر آئی۔

حبشی آواز بدل کر کہنے لگا۔ "فرارشس کیا اب تمہیں پہلے کی نسبت زیادہ سکون حاصل ہے؟"

قیدی نے اندر سے جواب دیا۔ "جی ہاں جب سے آپ مجھے لمپ اور اچھی کتابیں مہیا کر گئے ہیں۔ میرا وقت نسبتاً خوشی سے بسر ہوتا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں سزا کا مستحق تھا۔ اور اب اس طریق پر توبہ و استغفار کر کے مجھے آسائش اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اب مجھے تنہائی کا خوف نہیں رہا۔ اور جب میں لمپ کو گل کر دیتا ہوں۔ تو تاریکی میں ڈر بھی نہیں محسوس ہوتا۔"

حبشی نے پوچھا۔ "کیا اب تم نسبتاً سکون کے ساتھ دعا کر سکتے ہو؟"

وہ بولا۔ "جی ہاں اب میں بڑی دلجمعی سے دعا کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ میری دعا بارگاہ الٰہی میں قبول بھی ہوتی ہے۔ لیکن آپ یقین کریں۔ کہ میں اس شہر

شخص کی صحبت میں آنے سے پہلے اتنا برا نہ تھا۔ رنج یہی ہے۔ کہ اس کی صحبت میں رہ کر میں ہر معاملہ میں اس کی مرضی پر چلتا رہا۔ سب سے زیادہ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں نے غریب شام رین کو سر لئے موت دلانے میں حصہ لیا۔"

حبشی نے دبی ہوئی آواز سے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا "کیا اب تمہیں اس فعل پر افسوس ہے؟"

وڈمارش نے جس کے لہجہ سے سچی پشیمانی ظاہر ہوتی تھی۔ کہا "میں اس کے لئے خدا کا معافی کا طلبگار ہوں۔ حقیقت میں مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے۔ کہ میں نے اس خوفناک معاملہ میں حصہ لیا۔ غریب شام رین کی روح میرے ابتدائی ایام حراست میں ہر وقت میری نظروں کے سامنے پھرا کرتی تھی۔ شاید آپ اس بات کو عجیب خیال کریں۔ مگر آپ کی آواز میری روح کے اندر اسی طرح پہنچتی ہے۔ گویا وہ شام رین کی آواز ہو۔ مگر اب میں ان خیالات پر غالب آچکا ہوں۔ اور دعا کی برکت سے میرے ہر قسم کے توہمات دور ہو گئے ہیں۔ جب کبھی مجھے افسردگی کا احساس ہوتا ہے۔ تو میں سفر نامہ پڑھنا شروع کر دیتا ہوں۔ جس سے پھر میری طبیعت سکون پذیر ہو جاتی ہے۔"

حبشی نے پوچھا "کیا اس بڑھاپے میں تم اس بات کے خواہشمند ہو۔ کہ تمہیں پھر اپنی نیک چلنی کے ثبوت کا موقعہ دیا جائے۔ اور تم دوبارہ دیانت داری سے روزی کمانے کے قابل ہو؟"

"اے کاش ایسا ممکن ہوتا" شخص مذکور نے بڑے پرشوق لہجہ میں کہا لیکن پھر ذرا تامل کے بعد ڈوبے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا "مگر ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ مجھ سے غریب شام رین کے معاملہ میں ایک ایسے گناہ کا ارتکاب ہوا۔ کہ اس کی سزا میں مجھے کبھی راحت حاصل ہونے کی امید نہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ خدا آپ کی وساطت سے مجھے میرے گناہوں کی سزا دے رہا ہے۔ اگرچہ یہ دیکھتے ہوئے کہ آپ کا سلوک بہت نرمی کا ہے۔ میں اسے سزا بھی نہیں کہہ سکتا۔ بارہا میرے جی میں آتی ہے کہ مجھے یہاں پر اس سے بہت زیادہ سخت سزا ملتی۔ تاکہ میں اپنے گناہوں کا کفارہ اس خلاق عالم کے حضور میں جانے سے پہلے اس دنیا میں ہی کر لیتا۔"

حبشی کہنے لگا "شہ مارش یاد رکھو وہ قادر مطلق رحیم و کریم ہے۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں وہ رحیم ہے"۔ اس نے دوبارہ پرجوش لہجہ میں کہا "تمہارے مستقبل کی نسبت میں نے جو ذکر اس سے پہلے اشارۃً کیا تھا ممکن ہے۔ وہ عملی صورت اختیار کرلے۔ ہاں گو تم عمر رسیدہ ہو۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ابھی تم کتنے سال زندہ رہو گے۔ اس حالت میں مناسب جانتا ہے۔ اپنی پشیمانی کا عملی ثبوت دینے کا موقعہ نہ دینا غلط اور قابل نفرت امر ہوگا۔ لیکن سردست میں اس معاملہ پر زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا۔ میں تمہارے لئے چند اور کتابیں لایا ہوں۔ ان میں سے ایک "ڈکارڈ ف ویکفیلڈ" نام کا ناول ہے۔ جس کے مطالعہ سے تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ اس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ نیک راہ پر چلنے والے کو شروع میں کتنی ہی مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ انجام کار وہ ہمیشہ کامیاب ثابت ہوتا ہے اب میں چند دن بعد پھر تم سے ملنے آؤں گا"

اتنا کہہ کر حبشی نے وہ چوبی رخنہ بند کر دیا۔ اور خود دروازہ سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اُس نے دروازہ کھولا۔ اور اپنے ٹوکرے سے قیدی کو کھانا اور چند عمدہ کتابیں مہیا کیں۔

اس کوٹھری سے چل کر یہ لوگ اس کمرہ کی طرف گئے۔ جس میں ٹوبی منس اور اس کی بیوی دونوں اکٹھے زیر حراست تھے۔ یہاں بھی سابق کی طرح حبشی نے دروازہ میں بنے ہوئے ایک رخنہ میں سے گفتگو کی۔ جس کے اندر روشنی نمودار تھی۔

بدستور بدلے ہوئے لہجہ میں حبشی نے کہا "کچھ عرصہ تم دونوں کو علیحدہ رکھنے کے بعد اب میں نے تمہیں تین دن سے یکجائی کا موقعہ دیا ہے۔ ایمان سے کہنا۔ تم اس ملاپ کو اس جدائی سے بہتر سمجھتے ہو یا نہیں؟"

مسز منس التجا کے لہجہ میں کہنے لگی "جناب ہمیں اکٹھا ہی رہنے دیجئے۔ اب ہمارے تعلقات بہت خوشگوار ہیں۔ اور میں نے اپنے شوہر سے اس بات کا وعدہ کر لیا ہے کہ کبھی بلا وجہ کوئی سخت لفظ اس کے لئے استعمال نہ کروں گی"

ٹوبی کہنے لگا "جناب میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اب اس کی حالت بالکل ہی بدل گئی ہے لیکن دراصل ...."

"ہاں دراصل کیا؟" حبشی نے اس کا تامل دیکھ کر پوچھا۔

بہن کہنے لگا کہ میں سلسلہ کیفیت آپ کے سامنے صاف طور پر عرض کر دیتا ہوں۔ کیونکہ اب آپ کی طرف سے مجھے کسی طرح کا خوف باقی نہیں رہا۔ اور میں یہ کہنا چاہتا تھا۔ کہ شاید اس تنہائی نے بھی میرے خیالات میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی ہے اور مجھ سے بیان سے مکمل کر دو پھر ...

عورت نے قطع کلام کر کے کہا "تو مجھے امید تھی کہ آئندہ تم مجھے کبھی بدلا ہوا پاؤ گے" اس وقت اس کے لہجہ میں وہ پورا تغیر اور انداز موجود نہ تھا۔ کہنے لگی "میں جس وقت بیٹھی انجیل پڑھا کرتی ہوں۔ تو طبیعت بہت مطمئن ہوتی ہے۔ اسی طرح اس شریف مرد نے ہمیں چند اور اچھی اچھی کتابیں دی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے بھی بہت خوشی ہوتی ہے میری خواہش ہے۔ کہ اس مشکل میں مبتلا ہونے سے پہلے بھی میرا وقت اسی طرح کٹتا پھر یکایک وہ دروازہ کی طرف منہ کر کے کہنے لگی۔ کیوں جناب کیا آپ ہمیں اس جگہ ہمیشہ کے لئے رکھنا چاہتے ہیں!"

حبشی نرم لیکن استقلال آمیز لہجہ میں کہنے لگا "تم مجھ سے کسی طرح کے سوالات نہ پوچھو یہی بات میں تم سے اس سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ ہر قسم کی بے صبری کو دبانے کی کوشش کرو۔ اور استقلال اور برداشت کا مادہ حاصل کرو۔ تم نے اس دنیا میں بہتوں کو تکلیف دی ہے۔ اور تم ایک شریر النفس بد باطن شخص کی شرارتوں کا ذریعہ بنے ہو۔ اب دیکھ لو۔ خدا تمہیں اس شخص کے ذریعہ سے سزا دے رہا ہے جسے تم پر اقتدار حاصل ہے"

عورت نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔ اور کہنے لگی "ہائے کاش میری اس قابل نفرت شخص لوبز سے کبھی ملاقات نہ ہوتی"

لوبی بنسا بھی حقیقی پشیمانی کے لہجہ میں کہنے لگا "کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ میں بھی اپنا تجارتی کام دیانت داری سے جاری رکھتا"

حبشی کہنے لگا "ان باتوں کا اکثر ذکر کیا کرو۔ اور یہ فقرے عام طور پر ایک دوسرے کے سامنے کہتے رہا کرو۔ چند دن کے عرصہ میں میں پھر تم سے ملنے آؤں گا"

اتنا کہہ کر وہ رخنہ سے پرے ہٹ گیا۔ ولش نے دروازہ کھولا۔ اور میاں بیوی کو عمدہ کھانا اور اخلاقی کتابیں مہیا کیں۔

اب یہ سارے آدمی یعنی حبشی اور اس کے ملازم اس سقف زمین دوز راستہ میں

جس کے اطراف میں مختلف کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ اور آگے بڑھے۔

قیصر نے اپنے آقا سے دبے ہوئے لہجہ اور کپکپاتی ہوئی آواز میں گویا وہ کسی مبہم خوف میں مبتلا ہو۔ پوچھا: "کیا آپ اس سے ابھی آج ہی رات ملنا چاہتے ہیں؟"

حبشی نے اس کا فوراً ہی جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنا ہاتھ پیشانی سے لگا کر کم و بیش ایک لمحہ کسی گہری فکر میں رہا۔

ولٹن جو قیصر کی طرح اپنے آقا کی راز کی باتوں سے خبردار معلوم ہوتا تھا حبشی کی طرف تعجب اور اندیشہ سے دیکھتا رہا۔

کچھ دیر بعد آخر پراسرار حبشی نے کہا: "ہاں میں آج اول مرتبہ بنجمن بلونٹ سے براہ راست گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جب سے اسے یہاں لایا گیا ہے۔ اب تک تم لوگ ہی میری طرف سے گفتگو کرتے رہے ہو۔"

یہ سب چپ چاپ چلتے ہوئے مسقف راستہ کے آخری حصہ میں پہنچے۔ وہاں جاکر حبشی نے شمع قیصر کے ہاتھ میں دے دی۔ اور اسے اور باقی ملازموں کو اشارہ سے پیچھے ہٹ کر کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ تاکہ جس وقت دروازہ کھلے۔ روشنی کی کوئی شعاع کمرہ کے اندر داخل نہ ہو۔ انہوں نے اس حکم کی خاموشی کے ساتھ تعمیل کی۔ اور ان کا آقا فوراً دروازہ کھول کر کوٹھری کے اندر داخل ہوگیا۔ اندر جاکر اس نے دروازہ کو اس پھرتی کے ساتھ بند کر لیا۔ جیسے کوئی وحشی جانوروں کو سدھانے والا استاد کسی درندہ کے پنجرہ میں داخل ہوتے وقت کیا کرتا ہے۔

کمرہ کا اندرونی حصہ بالکل تاریک تھا۔ اتنا تاریک کہ کچھ کو کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ یہ ایسی تاریکی تھی۔ جس کے متعلق کہا کرتے ہیں۔ کہ انسان اسے محسوس کر سکتا ہے۔ اور جو آنکھوں کے سامنے ایک کہر کی طرح چھا جاتی ہے

"کون ہے؟" اولڈ ٹیچر نے اپنی معمولی کھوکھلی آواز میں پوچھا۔ اس کی آواز میں تندی اور وحشیانہ غراہٹ بھی شامل تھی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ اس کے دل میں اس شخص کے خلاف جس نے اسے یہاں زیر حراست رکھا۔ سخت نفرت اور انتقام کا جذبہ موجود ہے۔

حبشی نے اپنے لہجہ میں جو تند و درشت اور مشکل کے ساتھ گفتگو کرتے وقت اس کی تبدیل شدہ آواز سے بھی بہت زیادہ بدلا ہوا تھا کہا: "میں وہ ہوں۔ جس نے تمہیں اس

کمرہ میں رکھا ہوا ہے!"

ہر چند کہ آواز بالکل بدلی ہوئی تھی۔ تاہم اس میں کوئی خصوصیت ایسی تھی کا اثر اولڈ ڈیتھ کے قلب پر ہوا۔ اور وہ وقت تھا چونک کر بھاری گلوگیر آواز سے کہنے لگا۔ "آخر تم کون ہو؟۔ کوئی جاندار ہو۔ یا روح۔ اور تم چاہتے کیا ہو؟"۔

حبشی نے بدستور بدلے ہوئے لہجہ میں کہا۔ "میں بھی تمہاری طرح ایک جاندار شخص ہوں۔ مگر کیا تمہیں روحوں کا خوف لگا رہتا ہے؟"

کچھ عرصہ خاموشی رہی۔ اس عرصہ میں صرف اولڈ ڈیتھ کے سانس لینے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ وہ اپنے قلب میں اس کمرہ کی تاریکی کا دباؤ محسوس کر رہا ہے۔

حبشی جو دونوں بازو پیچھے دروازہ کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ اور جس کا رخ اس طرف تھا۔ جہاں اس کے خیال میں اولڈ ڈیتھ بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا۔ "میں پھر پوچھتا ہوں۔ کیا تمہیں روحوں سے خوف آتا ہے؟" یہ الفاظ اس نے اولڈ ڈیتھ کو دیکھے بغیر اس سمت میں منہ کر کے کہے موجد ہے اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اگرچہ انتہائی تاریکی میں اس کی صورت نظر نہ آتی تھی۔

بنجمن بونز کہنے لگا۔ "تم یا تو شمع لے آؤ۔ یا مجھے رہا کر دو۔ پھر میں تمہارے سوالات کا جواب دوں گا!" ہر چند کہ اس وقت اس کے سینہ میں اس شخص کے خلاف جس نے اسے گرفتار کر رکھا ہوا تھا۔ سخت غصہ تھا۔ تاہم آزادی حاصل کرنے کے خیال سے اس نے اپنی آواز میں نرمی اور التجا کا عنصر شامل کر لیا۔

"کیا تم اس کے مستحق ہو؟ کیا تمہیں کسی قسم کی رعایات کا حق دار سمجھا جا سکتا ہے؟" حبشی نے ... لہجہ میں کہا۔

"مگر تم میری نسبت کیا جانتے ہو؟ تم کون ہو؟ تم نے مجھے یہاں کس لئے منگایا ہے۔ اور تمہیں مجھ کو ... خوفناک مقام میں رکھنے کا کیا حق حاصل ہے؟" اولڈ ڈیتھ نے ... حیثیت نہ ... پوچھا۔

... کہنے لگا۔ "کیا ... مقامات تھیں کہ ... زمین دوز ... میں تم ...

کو قید رکھا کرتے تھے ۔ اسی میں تم کو قید کر دیا گیا ہے۔"

"اس سے معلوم ہوا کہ مجھے یہاں لانے میں بدمعاش ایلنگھم کا ہاتھ ہے"۔ پونز نے ایسے لہجہ میں کہا ۔ جس سے معلوم ہوتا تھا ۔ وہ غصے سے کانپ رہے ہے "شیطان ! دیو سیرت ! تم ہی لارڈ ایلنگھم ہو ۔ تم نے اپنا لہجہ بدلنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں ۔ پہلے دل میں خیال آیا تھا ... اگرچہ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ ایک احمقانہ خیال تھا . . . بہرحال پہلے تمہاری آواز سن کر میں نے یہ سمجھا تھا ۔ کہ یہ آواز ڈام ہینا کی ہے"

"ہا ! ہا !" عمر رسیدہ بدمعاش نے وحشیانہ خوشی سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "مگر میں نے اس دنیا سے اس کا رخت سفر باندھ دیا ۔ میں نے اسے پانی پر لٹکوا دیا اور اب اس کی لاش کو یقیناً کیڑے کھا رہے ہونگے ۔ ایلنگھم .. کیونکہ میں جانتا ہوں ۔ تم ضرور لارڈ ایلنگھم ہو ... اے شیطان دیو سیرت نواب ہرچند کہ تم نے مجھے یہاں زیر حراست رکھا ہوا ہے ۔ مگر اس حالت میں بھی میں نے ہی تمہیں نیچا دکھایا .."

"بدنصیب بڈھے !" حبشی نے بدستور بدلے ہوئے لہجہ میں ترحمانہ انداز سے کہا۔ "کیا تیرا ضمیر کبھی تجھے ملامت نہیں کرتا ؟ .."

"وہ تمہیں قریب دیکھ کر مجھے اکساتا ہے ..." بنجمن پونز نے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے کپڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی ۔ جس سے معلوم ہوتا تھا ۔ وہ غصے سے بپھرا ہوا ہے "ظالم نے میرا مکان کھدوایا ۔ اور جو اسے مجھ سے حاصل کرسکا اب مجھے اسی میں زیر حراست رکھتا ہے ۔ کیا یہ انتقام نہیں ! تم تو کہا کرتے تھے ۔ مجھے کبھی انتقام یا کینہ کا خیال بھی نہیں آتا"

حبشی زوردار لہجہ میں کہنے لگا "میں خدا کو حاضر جان کر کہتا ہوں ۔ تمہارے خلاف میرے دل میں ذرا بھی کینہ نہیں ۔ لیکن کیا تم اس جوش کو چھوڑ کر سکون اور اطمینان کے ساتھ گفتگو نہیں کرسکتے ؟"

"میں اس کی کوشش کروں گا" اولڈ ڈیتھ نے کہا "بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو ؟"

"میں کہتا ہوں ۔ تم ایک عمر رسیدہ آدمی ہو ۔ اور اب اس دنیا میں تمہیں بہت دن زندہ نہیں رہنا ہے .."

"شیطان! کیا تم مجھے قتل کرانا چاہتے ہو؟" پادری نے اس طرح چیختے ہوئے کہا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ اس وقت نہایت خوف زدہ اور خشمگین ہے۔

حبشی نے جواب دیا "بے وقوف اگر مجھے تم کو قتل ہی کرانا ہوتا۔ تو اسی وقت کرا دیتا جب تمہیں یہاں پر زیر حراست لایا گیا تھا۔ بس تم اطمینان رکھو۔۔"

"مگر تم میری جان لینا نہیں چاہتے"۔ لارڈ ڈیتھ نے اطمینان کے انداز سے کہا ہر چند کہ وہ فطرتاً نہایت تند مزاج تھا۔ مگر اس کے اندر تبدیلی بھی حد درجہ کی تھی۔

"خدا نہ کرے"۔ حبشی نے کہا۔

لارڈ ڈیتھ کانپ کر کہنے لگا "یہ آواز پیرام ریو کی تھی بالکل نہیں۔ میں کتنا بیوقوف ہوں۔ اسے تو میں پھانسی پر لٹکوا چکا۔ یقیناً تم ارل ہو۔ بتاؤ کیا تم ارل آف اینگلم نہیں ہو؟"

حبشی نے جواب دیا "میں خواہ کوئی ہوں۔ لیکن اگر تم مجھ سے سوالات پوچھو گے۔ تو ابھی چھوڑ کر چلا جاؤں گا"

لارڈ ڈیتھ التجا کے لہجہ میں کہنے لگا "نہیں تھوڑی دیر کے لئے نہ جانا مجھے اس کوٹھڑی میں رہتے ایک مہینہ گزر چکا ہے۔ تمہارے آدمی ہر رات مجھے کھانا دینے آتے ہیں اور میں ان کی آمد کے اوقات کو گنتا رہا ہوں۔ اس حساب سے میں جانتا ہوں۔ کہ مجھے یہاں قید ہوئے ایک ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے مگر اس ایک ماہ کے طویل عرصہ میں مجھے بمشکل کسی سے دس لفظ کہنے یا سننے کا موقع ملا ہے۔ اف! اس جگہ کی تنہائی خوفناک ہے!"

حبشی نے کہا "کیا تمہیں اس فرصت میں اپنے جرائم پر غور کرنے کا موقعہ ملا؟"

لارڈ ڈیتھ اب پھر جھلا کر کہنے لگا "تمہیں کس نے میرا حاکم بنایا ہے؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنے گناہوں کا تمہارے سامنے اعتراف کر لوں۔ اور اس کے بعد تم مجھے رہا کر دو۔ تو خیر میں اس کے لئے آمادہ ہوں" یہ الفاظ اس نے طنزیہ لہجہ میں کہے۔

حبشی بولا "جب تک طبیعت میں استغفار پیدا نہ ہو۔ گناہوں کا اعتراف بیکار ہے۔ اس کے علاوہ میں تمہارے افعال سے پہلے ہی خوب واقف ہوں۔ سالہا

سال پیشتر تم نے اپنے سوتیلے بھن آگنیس یامینیز کے ساتھ جو بدسلوکی کی. خوب جیب سنتھ کے ساتھ تمہاری سختیاں اور اُس زنخوںڈ کی جان لینے کی خاطر تمہاری سازش ان سب کا مجھے اچھی طرح علم ہے۔"

اولڈ ڈیتھ چلا کر کہنے لگا۔" ان باتوں سے مجھے یقین ہوگیا۔ کہ تم ارل آف الننگہم ہی ہو۔ مہربانی کا لہجہ اختیار کرکے اس نے کہا۔ مائی لارڈ مجھے بے وجہ اس جگہ زیر حراست نہ رکھئے۔ اجازت دیجئے کہ میں چلا جاؤں۔ میں اقرار کرتا ہوں ہمیشہ کو لندن سے رخصت ہو جاؤں گا۔ مائی لارڈ غور کیجئے۔ میں ایک بہت عمر رسیدہ آدمی ہوں۔ اور خود آپ نے ابھی کہا تہا۔ کہ تمہیں زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہنا ہے۔ لیکن غور کیجئے۔ مجھے یہاں رکھنا میری جان لینے سے کم نہیں۔ مجھے باہر دیہات میں کہیں بھیجا جہاں آپ کی مرضی ہو بھیج دیجئے۔ میں ہمیشہ آپ کا شکر گذار رہوں گا۔ لیکن میں التجا کرتا ہوں۔ کہ مجھے یہاں زیر حراست نہ کیجئے۔"

حبشی نے کہا۔" جب کوئی وحشی درندہ کمزور اور بے بس حیوانات کی جان لینے لگے۔ تو اسے زیر حراست کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ بجھن پور تم نے ایک دفعہ بھی تاسف کا اظہار نہیں کیا۔ ایک مہینہ تمہیں یہاں رہتے ہوگیا۔ ۳۰ دن برابر تم اپنے گناہوں پر غور کرتے رہے مگر اس کے باوجود تمہاری طبیعت میں ذرا بھی پشیمانی پیدا نہیں ہوئی۔ چنانچہ زیادہ دیر نہیں گذری۔ تم اپنی طویل اور گنہگار زندگی کے ایک سب سے برے فعل پر اظہار مسرت کر رہے تہے۔"

اولڈ ڈیتھ جلدی سے کہنے لگا۔" مجھے آپ کے خلاف غصہ ہے۔ کہ آپ نے مجھے یہاں زیر حراست رکھا۔ اسی لئے میں نے آپ کو چڑانے کی خاطر ٹام رین کا ذکر کیا تہا۔" پھر ذرا رک کر وہ کہنے لگا۔" بارہا میرے دل میں اپنے افعال پر تاسف پیدا ہوتا ہے۔ مائی لارڈ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ مجھ سے کوئی بے جا حرکت نہ ہوگی۔ اگر آج ٹام رین زندہ ہوتا۔ اور مجھے اس پر اختیار حاصل ہوتا۔ تو میں ہرگز اسے ضرر نہ پہنچاتا۔"

حبشی افسردگی کے لہجہ میں بولا۔" معلوم ہوتا ہے تم یہ باتیں اس لئے کہہ رہے ہو کہ تنہائی اور تنہائی کا تم پر کچھ اثر ہوا ہے۔ لیکن جب تمہیں آزاد کر دیا جائیگا جب تم دن کی روشنی میں نکلو گے۔ اور سابق کی طرح خرابیاں برپا کرنے کا تمہیں اختیار ہوگا۔ تو پھر

اسی طرح بُرے کام شروع کر دو گے"۔

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "جو کچھ مجھ سے ہوا۔ اس کا مجھے تہ دل سے افسوس ہے۔ میں مانتا ہوں۔ وحشت اور تندی میری فطرت میں داخل ہے۔ مگر کیا آپ ظلم کرکے اسے دور کر سکتے ہیں! اور یہ ظاہر ہے۔ کہ آپ کا مجھے زیر حراست رکھنا سراسر ظلم میں داخل ہے۔ اسی وجہ سے میرے دل میں آپ کے خلاف جذبۂ انتقام پیدا ہوتا ہے۔ اور کئی بار خیال آتا ہے کہ مجھے آپ سے سخت نفرت ہے"۔

حبشی نے جواب دیا "اس کے باوجود میں تمہیں کچھ عرصہ۔ اور اس جگہ تاریکی میں رکھوں گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ تم اپنے انتقامی جذبات کو دبانے کی کوشش نہیں کرتے۔ مجھے یہ جان کر سخت افسوس ہوتا ہے کہ تمہارے جیسے عمر رسیدہ شخص میں اس قدر برائی اور شرارت بھری ہوئی ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ تمہاری جماعت کو منتشر اور بے اثر کیا جا چکا ہے اسی تہ خانہ میں تمہارے ساتھی اور کارکن ٹموتھی سپلنٹ جوشوا پیڈلر مسز بنس۔ اس کا شوہر اور ٹُڈ مارش زیر حراست ہیں"۔

"جس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے باہر سے کسی امداد کی امید نہیں ہو سکتی" اولڈ ڈیتھ نے غرا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے کپڑوں میں پھر وحشیانہ بے صبری کی سرسراہٹ پیدا ہوئی۔ ایک لمحہ کے لئے حبشی کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ تاریکی میں دو آنکھیں نہایت تیزی کو چمک رہی ہیں۔ لیکن بلاشبہ یہ محض اس کا واہمہ تھا۔

حبشی کہنے لگا "تم ہر قسم کی خارجی امداد سے دور ہو۔ اور میری مرضی اور منظوری کے بغیر یہاں سے کہیں نہیں جا سکتے۔ تمہارے سارے کارکن اور ساتھی جماعت اس جگہ زیر حراست ہیں۔ اور زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ وہ سب اپنے افعال سے تائب ہو چکے ہیں۔ بہتر ہے تم میری بات کو غور سے سنو۔ کاش میری ہدایات تمہارے لئے موثر ثابت ہوں۔ ٹموتھی سپلنٹ آجکل انجیل پڑھتا اور اس شفاعت کا امیدوار ہے جو بدترین گنہگار کو بھی توبہ کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جوشوا پیڈلر نے اپنی داشتہ کے نام جسے اس نے قتل پر مجبور کیا تھا۔ اور جو اب عزت کی زندگی گزار رہی ہے ایک ہدایتی چٹھی لکھی ہے۔ ٹڈ مارش کو اس بات پر سخت ندامت ہے کہ وہ ہتھیار بنا کر شریف لوگوں کا ذریعہ بنا۔ وہ بھی آجکل عمدہ کتابیں پڑھنے میں مصروف ہے۔ بنس اور اس کی بیوی دونوں

اکیڈ ملکو بیری میں رہتے ہیں۔ اور مسز بنس نے اپنے شوہر پر جو بے جا اقتدار قائم کر رکھا تھا وہ دوستوں سے دست بردار ہو رہی ہے۔ انہیں بھی اس بات کا افسوس ہے۔ کہ وہ تمہارے ساتھ رہے۔ اور وہ آجکل انجیل پڑھ کر تسکین حاصل کر رہے ہیں۔ غرض ان چھ شخصوں میں سے جنہیں میں نے اس مکان میں جو کبھی تمہارے قبضہ میں ہوا کرتا تھا۔ زیر حراست رکھا۔ پانچ بالکل تائب ہو چکے ہیں۔ فقط تم چھٹے آدمی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہو"

"ایسے دوستوں پر خدا کی لعنت ہو۔ میں خیال کرتا ہوں۔ وہ اب میری بدگوئی کرتے ہونگے"۔ عمر رسیدہ بدمعاش نے کراہتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کی آواز معمول سے زیادہ کھوکھلی اور ہیبت ناک تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا ہے " کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ لوگ جن پر میں نے اتنے بھاری احسانات کئے۔ یعنی بنس ... ٹڈمارش ..."

"وہ اب اس وقت تک تم سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ جتنے کہ تم بھی اپنے برے افعال سے توبہ کر لو" حبشی نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا " اس طرح تم دیکھ سکتے ہو۔ کہ تم جو ان چھ شخصوں میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ اور قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو۔ اور سب سے زیادہ گناہوں۔ اور جرائم کے مرتکب ہو چکے ہو۔ تم یعنی جمبن بونز سب سے کم توبہ کرنے اور پشیمان ہونے پر آمادہ ہو۔ کیا یہ امر موجب افسوس نہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اس حالت میں بھی تمہیں اس بات کا رنج ہے۔ کہ تمہارے ساتھیوں نے تم سے بے تعلقی کر لی۔ غالباً تم یہ سمجھتے تھے۔ کہ وہ لوگ اتفاقیہ طور پر تمہارا مقام حراست دریافت کر کے تمہیں یہاں سے بچا لے جائیں گے"

اولڈ ڈیتھ باوجود ضبط کی بڑی کوشش کے دردناک لہجہ میں کراہنے سے باز نہ رہ سکا۔

"ہاں تمہارے دل میں کچھ اسی قسم کے خیالات ہوا کرتے تھے۔ اور تم ایسی ہی امید رکھتے تھے" حبشی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا " مگر اب تمہارا اس امید سے [illegible] پیدا ہو گیا ہے۔ [illegible] ہوا اب تمہارا [illegible] اسی [illegible] جو تمہارے لئے سمجھا یا تھا۔ اور ہرگز امید نہیں۔ کہ وہ تمہیں بچانے کی کوشش کرے گا۔ اسے اتنا علم نہیں۔ کہ تم

جانے حراست کہاں ہے؟"

بدنصیب بڈھے نے سارے حالات سنکر ایک دردناک آہ کھینچی۔ اور چیختے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا:" اس سے معلوم ہوا۔ کہ ساری دنیا میرا مخالف ہو چکا ہے"

"ہاں مگر ایک مقدس ہستی ایسی ہے۔ جو انتہائی مشکلات میں بھی اپنے بندوں کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔" حبشی نے کہا:" جانتے ہو۔ میرا اشارہ اس خالق کون و مکان کی طرف ہے؟"

"آہ! یہ آواز ہیررین فورڈ کی تھی!" اولڈ ڈیتھ نے ناقابل بیان خوف کے زیر اثر کانپتے ہوئے کہا:" لیکن نہیں۔ یقیناً یہ ٹام رین کی روح نہیں۔ بلکہ آپ ارل آف الینگھم ہیں۔ مگر اس کے باوجود کیا وجہ ہے۔ کہ آپ گاہ بہ گاہ ٹام رین کا لہجہ اختیار کر لیتے ہیں؟ مائی لارڈ کیا آپ مجھے ڈرانے کے لئے ایسا کرتے ہیں؟"

حبشی کہنے لگا:" میں دیکھتا ہوں۔ تم پر کوئی بھی خوف دیرپا اثر نہیں کر سکتا۔ گاہ بگاہ تمہارے دل میں پشیمانی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بے اختیاری کی حالت میں اس کا اثر بھی فوراً ہی مٹ جاتا ہے۔ کیا تم خدا کے سامنے اپنے گناہوں کی توبہ نہیں کرنا چاہتے؟ کیا تم اس بات کو منظور کرتے ہو۔ کہ تمہیں نیک ہدایات دینے کے لئے کسی پادری کو یہاں بھیجا جائے؟"

اولڈ ڈیتھ جلدی سے کہنے لگا:" نہیں میں دعا کرنے کے ناقابل ہوں۔ میں کسی پادری کے سوالات کا جواب نہیں دے سکتا۔" پھر وہ رک کر اس نے کہا:" لیکن نہیں میرا جواب غلط ہے۔ آپ ضرور کسی پادری کو بھیجئے۔ اس کے آنے سے یہاں روشنی کا انتظام تو ہوگا۔ یہ تنہائی تو دور ہوگی۔ مائی لارڈ ... کیونکہ میں جانتا ہوں۔ آپ ارل آف الینگھم ہی ہیں ... از برائے خدا مجھ پر رحم کیجئے۔ میں ایک عمر رسیدہ ... بہت نہایت عمر رسیدہ آدمی ہوں۔ اور اس حراست میں بہت مدت زندہ نہ رہ سکوں میں نے تھوڑا دیر پیشتر آپ سے کہا تھا۔ کہ جو کچھ مجھ سے آپ کے سوتیلے بھائی ٹام رین کے متعلق ہوا۔ اس کے لئے مجھے سخت افسوس ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ اب اسے زندہ کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ اور اگر آپ مجھے جان سے مار دیں گے تو بھی وہ زندہ نہ

ہو سکے گا۔ اس لئے مجھ پر رحم کیجئے۔ اور اجازت دیجئے۔ کہ میں اس خوفناک جگہ سے رخصت ہو جاؤں"۔

"اگر تم دوبارہ دنیا میں جاکر گناہ کا دور شروع کر سکو"۔ حبشی نے قطع کلام کر کے کہا "نہیں بجمن بونز ایسا نہیں ہو سکتا۔ پہلے مجھے اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ تم اپنے افعال بد پر سچے دل سے پشیمان ہو چکے ہو۔ اور اپنی طویل زندگی میں تم نے جتنے جرائم کئے۔ ان کے لئے اپنے دل میں ندامت محسوس کرتے ہو اس کے بعد تمہاری حالت کو اصلاح پذیر کرنے کی کوشش کا ذکر کیا جائے گا۔ سردست تم مجھے اپنا دشمن نہ سمجھو۔ اور یہ خیال نہ کرو۔ کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ وہ کسی جذبۂ انتقام کی وجہ سے ہے۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ اگر میں تم سے بدلہ ہی لینا چاہتا۔ تو میرے پاس اس کے لئے عظیم وسائل موجود تھے۔ مثلاً میں تمہیں دنوں بھوکا رکھ سکتا ہوں۔ مگر تم دیکھتے ہو۔ میں حضانہ تمہیں اچھی غذا بھیج رہا ہوں۔ پھر اگر میں چاہتا۔ تو تمہیں جان سے مروا سکتا تھا۔ لیکن میں نے تمہیں ذرا بھی ضرر نہیں پہنچایا۔ اب میں کل رات پھر آؤں گا۔ اس عرصہ میں اپنے جذبات پر ایسا قابو پانے کی کوشش کرو۔ کہ آئندہ مجھ سے حلیمانہ طریق پر گفتگو کر سکو"۔

اتنا کہہ کر حبشی دفعتاً دروازہ کھول کر کمرہ سے باہر نکل آیا۔ مگر عین اس وقت قیصر جو دلٹن کے ساتھ سقف راستہ میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا شمع ہاتھ میں لئے اس کوٹھری کے دروازہ سے اتنا قریب پہنچ گیا۔ کہ جس وقت حبشی اولڈ نیتھ کمرہ سے نکلا شمع کی روشنی پورے طور پر اس کے چہرہ پر پڑی۔

یہ روشنی کمرہ کے اندرونی حصہ میں بھی داخل ہوئی۔ اور حبشی نے بے اختیار کمرہ کے اندر اس طرف کو نگاہ کی۔ جہاں اس کے خیال میں بجمن بونز بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ خوفناک بڈھا چارپائی پر اس طرح سکڑ کر بیٹھا ہوا ہے۔ کہ اس کے بازو زانو کے گرد لپٹے ہوئے ہیں۔ اور بدن گھٹنوں کے اوپر اس قدر جھکا ہوا ہے۔ کہ ٹھوڑی زانو کی ہڈی سے بالکل ملی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

دفعتاً حبشی نے اپنی نگاہ اس طرف سے ہٹالی۔ اور کمرہ سے باہر نکل کر اسے زور سے بند کر کے قفل لگا دیا۔ پھر وہ قیصر سے ملامت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "تم نے بڑی بے احتیاطی کی۔ کہ روشنی لیکر کمرہ کے قریب آگئے۔ اس ایک لمحہ میں بھی جبکہ روشنی کی چمک میرے

چہرہ پر پڑی تھی - اولڈ فیتھ نے ضرور میری صورت دیکھ لی ہوگی"

میئر اس ناعاقبت اندیشی پر پشیمان ہوکر کہنے لگا " مجھے اس غلطی کا سخت افسوس ہے - لیکن میرے خیال میں اس کے لئے آپ کو پہچاننا سراسر غیر ممکن ہے"

حبشی نے کہا " ہاں میرا بھی یہی خیال ہے - بہرحال اب اس معاملہ پر بحث بے سود ہوگا" پھر وہ گفتگو کا رخ پلٹ کر دبی آواز سے کہنے لگا " بڈھا اب تک اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا - مگر اس کے باوجود میں امید کرتا ہوں - کہ اسے جلد یا بدیر اصلاح پذیر کیا جاسکے گا"

اس کے بعد ولش نے کوٹھری کے دروازہ میں بنا ہوا رخنہ کھول کر کھانے کی چیزیں اس کے اندر داخل کر دیں - اور بعد ازاں یہ سب لوگ باہر نکلنے کے اس راستہ سے جو ریڈ لائن سٹریٹ کلارکن ویل کی طرف کھلتا تھا - باہر نکلے

ہم امید کرتے ہیں - کہ ناظرین پیشتر ہی یہ سمجھ گئے ہونگے - کہ حبشی کا مکان وہی تھا جس میں کسی زمانہ میں اولڈ فیتھ رہا کرتا تھا - لیکن اگر کوئی صاحب نہ سمجھے ہوں - تو خیر اب انہیں اس کا علم ہوگیا -

سلسلہ ثانی کی گیارہویں جلد ختم ہوئی

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحہ	
مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)	فسانہ لندن (۷ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
" (سلسلہ ثانی)	" (۲۵ حصے)	"	۲۶۶۴	[illegible]
پیری سانڈ	باپ کا قاتل (۲ حصے)	منشی شمیم الدین صاحب بلھوری	۵۲۵	للعہ
سیمسٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرد	۵۱۹	ے
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۹۸	عہ ۱۲
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	للعہ
مے مڈلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۶	۱۲/
لیلی یا اسٹار آف منگریلیا	فسانہ الہ دین ولیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۲۶	۸/
برونز سٹیچو	لعبت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۶۲۴	۸/
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی اے	۱۴۸	۱۲/
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳	ے
سونجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشمیدت صاحب عابد	۱۴۴	۱۲/
روزا لمبرٹ	روزا لمبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نرائن صاحب وسا اثر لکھنوی	۳۵۶	۸/
نیکرو مینسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	سے
ویگنر دی ویئر ولف	ویگنر و نسیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۲۴	۸/
ماسٹر ٹموتھی بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	۶
کینلتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	۱۲/
میری پرائس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	۸/
الفریڈ	شادکام	منشی امجد حسین خاں صاحب مرحوم	۲۱۰	۴
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	۸/
نیکرو چین	شام جوانی (۲ حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	۱۵
فشر مین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	۸/

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا